







# گزشتہ ادب

مملکت ہندوستان کے پہلے کتاب  
بابا اہلی اسکا فائز ہوجا  
"بیلائی"

مؤلفہ

جناب مولوی حافظ سید جلال الدین احمد جعفری زینبی

سابق عربی - فارسی مدرس انٹرمیڈیٹ کالج الآباد

منظور شدہ یو۔ پی انٹرمیڈیٹ بورڈ

برائے ہائی اسکول انزائمیشن

باہتمام سید عبدالواسع جعفری

درمطبع انوار احمدی واقع الآباد مطبوعہ گردید

قیمت فی جلد پچھ

حقوق تالیف محفوظ



# فہرست گنجینہ ادب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۷	حالات ملا حسین واعظ کاشفی		حصہ نشر
۶۸	انتخاب از اخلاق محسنی		
۶۸	سخاوت و احسان	۵	حالات شیخ سعدی شیرازی
۷۰	تواضع و احترام	۱۱	شیخ کے کلام پر لوگوں کی رائیں
۷۳	راستی و راستکاری	۱۱	گلستاں اور بوستاں کے حالات
۷۵	انجراح حاجات	۱۲	گلستاں اور بوستاں کے خصوصیات
۷۸	رعایت حقوق	۱۷	گلستاں سعدی کا انتخاب
۸۰	صحبتِ انجیل	۱۷	وہیباچہ
۸۳	اجتناب از صحبتِ اشرار	۲۰	سبب تالیف کتاب
۸۴	کتمان اسرار	۲۳	باب اول در سیرت بادشاہاں
۸۶	الف لیلہ	۳۶	باب دوم در اخلاق درویشاں
۸۷	حکایت سندباد بحری	۴۴	باب سوم در قناعت
۹۱	سفرِ دویم	۴۶	باب ہفتم در تاثیر تربیت
۹۹	سفرِ سویم	۴۹	جدال سعدی
۱۱۰	رقعات عالمگیری	۵۶	باب ہشتم در آداب صحبت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۲	فضل خدائے را کہ تو اند شمار کرد		حصہ نظم
۱۹۴	بادداداں کہ تفاوت نکند لیل و نہار		شنوی کی تعریف اور اس کے اقسام
۱۹۶	بس بگردید و بگرد و زگار	۱۳۴	انتخاب از بوستان سعدی
۱۹۹	ایہا الناس ہماں جاے تن آسانی نیست	۱۳۵	حمد باری عز اسمہ
۲۰۰	دنیا نیر زرد آنکہ پریشاں کند دے	۱۳۵	باب اول در عدل
۲۰۳	غزلیات	۱۳۸	باب دوم در احسان
۲۰۳	غزل کی تعریف	۱۵۹	باب سوم در عشق الہی
۲۰۳	غزلیات سعدی کے حالات	۱۶۸	باب چہارم در تواضع
۲۰۴	شیخ کی غزل کے خصوصیات	۱۷۰	باب ہشتم در قناعت
۲۰۷	انتخاب از غزلیات سعدی	۱۷۹	باب ہشتم در فضیلت شکر
۲۱۷	رباعیات	۱۸۰	باب نہم در توبہ
۲۱۷	حالات ابو سعید الوائجیر	۱۸۴	باب دہم در مناجات
۲۱۷	انتخاب از رباعیات	۱۸۴	قصائد سعدی
۲۱۹	حالات حکیم عمر خیام	۱۸۸	قصائد کی تعریف اور اقسام
۲۱۹	انتخاب از رباعیات	۱۸۸	قصائد سعدی کے خصوصیات
۲۲۱	حالات سرمد	۱۸۹	قصائد سعدی کے عنوانات
۲۲۱	انتخاب از رباعیات	۱۹۱	انتخاب از قصائد سعدی
		۱۹۲	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## حالات شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام شرف الدین - مصلح اقب - سعدی تخلص ہے پیدائش کا صحیح سنہ اور تاریخ معلوم نہیں۔ مگر سال وفات کے حساب سے ۷۵۵ھ تک کی پیدائش معلوم ہوتی ہے۔  
 چونکہ شیخ نے اٹھارہ سال سجدہ بن زکی کے عہد حکومت میں شعر کہنا شروع کیا تھا۔ اور ان کے والد شیخ عبداللہ شیرازی سعد زکی کے یہاں کسی خدمت پر مامور تھے اس لئے اپنا تخلص سعدی رکھا۔  
 شیخ کے والد ایک باخدا شغف شخص تھے انھوں نے ان کو بچپن ہی سے عبادت اور شب بیداری کی تعلیم دی۔ اور ہر وقت ان کے اقوال و افعال کے نگران رہے۔ بے موقع بولنے پر زجر و توبیخ کرتے۔ اور بری صحبتوں سے ہمیشہ ان کو علیحدہ رکھتے۔  
 شیخ نے اپنی تربیت کا بڑا سبب اسی باپ ماں کی تادیب کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ پوستاں میں فرماتے ہیں ۵  
 ندانی کہ سعدی مکان از چہ یافت نہ ہاموں توشت وز دریائے گفت



مخروئی بخورد از بزرگان قضا خدا دادش اندر بزرگی صفا  
 بیخ کے باپ کا سایہ عاطفت اُن کے بچپن ہی میں اُٹھ گیا تھا اور جس  
 ناز و نعم سے بچ رہے تھے وہ سارے سامان جاتے رہے خود فرماتے ہیں ۵  
 من انگہ سر تا جو درداستم کہ سر در کنار پدرداستم  
 اگر بر وجودم نشسته گس پریشاں شدے خاطر چند کس  
 کنوں دشمنان گر بر بندم اسیر نباشد کس از دوستانم نصیر  
 مرا باشد از درد طفلان خبر کہ در طفل از سر برستم پدر  
 مگر اُن کی ماں دجو نہایت متقی اور بہیزگار عورت تھیں جو ان تک  
 زندہ رہیں۔ انھیں سے ان کو اخلاقی سبق ملتے رہے۔ گستاخاں میں خود فرماتے  
 ہیں ۶ وقتے از جہل و جوانی با نگ برادر زدم۔ دل آزرده بہ سنجے نشست۔  
 و گریاں ہی گفت۔ مگر خردی را فراموش کردی کہ در شئی می گسی ۷

شیخ کے زمانہ میں شیراز دارالعلم تھا۔ وہاں اور اُس کے قرب و جوار  
 میں علما و فضحا کی جماعت کثیر کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور فارس کے  
 کاملین کے حالات برابر سنتے تھے اس لئے تحصیل علم کا شوق دائمی ہوا۔  
 اُس زمانہ میں دارالعلم شیراز میں بدامنی تھی۔ اور وطن میں عوائل و مولف  
 بھی پیش آتے ہیں۔ شیخ نے وطن کو خیر باد کہہ بغداد کی راہ لی جس کا  
 ذکر خود اپنے ان استعار میں فرماتے ہیں ۵

دلہ از صحبت شیراز بہ کلی بگرفت وقت آنست کہ پرسی خبر از بغدادم  
 سعدیا حب وطن گر چه حدیث صحیح نتوانم در بہ سختی کہ من اینجا زادم  
 بغداد میں سب سے مشہور مدرسہ مدرسہ نظامیہ تھا۔ جہاں  
 امام غزالی وغیرہ نے تعلیم پائی تھی۔ وہاں جا کر تحصیل علم شروع کی۔

اور اس محنت سے پڑھا کہ اپنے تمام ساتھیوں میں ممتاز رہے۔ تعلیم کے زمانہ میں اُن کی خوش بیاہی اور حسنِ تقریر پر ان کے ساتھ کے طلباء رشک کرتے تھے۔

جس زمانہ میں شیخ بغداد میں تعلیم پاتے تھے جہاسیہ کے آخر خلیفہ مستعصم باللہ سریرِ آراءِ سلطنت تھے۔ اُن کا جاہ و جلال شیخ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اور پھر اُنھیں آنکھوں سے جہاسیہ کی خلافت کا خاتمہ۔ اور خلیفہ اور اُن کی اولاد اور ہزار ہا بنی جہاس اور کئی لاکھ اہل بغداد کا تاریخوں کے تنج بے دریغ سے قتل ہونا۔ اور عرب کے سطوت اور اقتدار کا ہمیشہ کے لئے صغیر روزگار سے مٹ جانا مشاہدہ کیا تھا۔ یہ واقعات شیخ کے لئے ایک عمدہ سبق تھے۔ جس نے اُن کے دل میں قوم کی دلسوزی۔ بادشاہ کی اصلاح۔ رعایا کی ہمدردی اور ہر طبقہ کے لوگوں کی بھلائی کا خیال پیدا کر دیا تھا۔ اسی خیال کی بدولت اُنھوں نے اپنی تمام عمر ابنائے جنس کی نصیحت اور تیر اندیشی میں صرف کیا۔

جب شیخ کا جی کتاب کے مطالعہ سے سیر ہو گیا تو نسخہ کائنات کا مطالعہ شروع کیا۔ مدت دراز تک ایشیا اور افریقہ میں سیر و سیاحت کرتے رہے۔ اور چونکہ شیخ شاعر تھے۔ صوفی تھے۔ فقیہ تھے۔ واعظ تھے۔ رند تھے۔ شوخ طبع تھے۔ اس لئے اُنھوں نے تماشگاہِ عالم کو ہر پہلو سے دیکھا۔

شیخ نے جس وقت سیاحت شروع کی اُس وقت فارس میں اتابکانِ سلجوقی کی حکومت تھی۔ اس کا پانچواں حکمران سعد زنگی شیخ کا ہم عصر

تھا۔ لیکن اُس کے آخر زمانہ تک سعدی وطن میں نہیں آئے۔  
 سعد زنگی نے ۶۶۳ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد اُس کا بیٹا اتابک  
 ابوبکر تخت نشین ہوا۔ وہ نہایت شان و شوکت کا بادشاہ تھا۔ فارس  
 کی حکومت جو دو سو برس سے تارا جگہ بن رہی تھی اُس کے زمانہ میں  
 عروس رعنا بن گئی۔ ہر طرف نظم و نسق قائم ہو گیا۔ جا بجا مدرسے اور  
 درسگاہیں کھل گئیں۔ علماء فضلہ اور شعرا دور دور سے کھینچ آئے۔ شیخ  
 کو جب وطن میں امن و امان کی خبر معلوم ہوئی تو شام سے عراق عجم  
 ہو کر شیراز آئے۔

شیراز پہنچ کر شاہی تعلقات سے بالکل آزاد رہنا تو ممکن نہ تھا اس لئے  
 ابوبکر سعد زنگی کے درباریوں میں داخل ہوئے۔ مدیحہ قصائد لکھے۔  
 گلستاں اور بوستاں اُنھیں کے نام سے معنوں کیا۔  
 اُمکیا نو بو ابا قآں خاں سپر ہلاکو خاں کے طرف سے شیراز کا گورنر  
 تھا۔ اُس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔

خواجہ شمس الدین - خواجہ علاء الدین - دونوں حقیقی  
 بھائی تھے یہی دونوں اُس زمانہ میں علم و فضل کے اصل پشت و  
 پناہ تھے خواجہ شمس الدین ہلاکو خاں کا وزیر اعظم تھا۔ اور علاء الدین  
 بغداد کا حاکم تھا یہ دونوں بھائی شیخ سعدی کے مرید اور  
 معتقد تھے۔

ایک بار شیخ حج سے واپس آ کر تبریز آئے۔ اور خواجہ شمس الدین سے  
 ملنے گئے۔ اتفاق سے ابا قآں خاں کی سواری آ رہی تھی۔ یہ دونوں بھائی  
 ساتھ تھے۔ شیخ نے نظر بچا کر نکل جاتا چاہا۔ دونوں بھائیوں نے

دیکھ لیا۔ گھوڑوں سے اتر پڑے اور چاکر شیخ کے ہاتھ پاؤں چومے  
 ابا قآل یہ دیکھ کر سخت متحیر ہوا۔ جب دونوں بھائی شیخ کے پاس آئے  
 اُس کے پاس گئے تو پوچھا کہ یہ کون شخص تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ  
 ہمارا پیر طریقت ہے۔ سعدی شیرازی۔ ابا قآل نے کما مشفق ہوا۔  
 دونوں بھائی شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور باصرار لے آئے۔  
 ابا قآل سے دیر تک صحبت رہی۔ چلتے چلتے اُس نے کہا کہ مجھے کچھ  
 نصیحت فرمائیے۔ شیخ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد صرف اعمال ساتھ  
 جائیں گے۔ اب تم کو اختیار ہے کہ اچھے اعمال ساتھ لے جاؤ یا برے۔  
 اُس نے کہا کہ اس کو نظم کر دیجئے۔ شیخ نے بوجہ کہا کہ  
 شے کہ حفظ رعیت نگاہ میدارد  
 وگرنہ راعی خلق است زہر مازش باد  
 ابا قآل کے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ اور کہا کہ میں راعی ہوں یا  
 نہیں۔ شیخ نے کہا کہ اگر راعی ہو تو پہلا شعر صوب حال ہے ورنہ  
 دوسرا اور چلتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

بادشہ سایہ خدا باشد	سایہ باذات آشنا باشد
نہ شود نقل حامہ قابل خیر	گر نہ شمشیر بادشا باشد
ملکت او صلاح نہ پذیرد	گر ہمہ رائے او عطا باشد
بر صلاحی کہ در جہاں آید	اثر عدل بادشا باشد

شیخ کی شہادت اگرچہ جس قدر زمرہ شعرا میں ہوئی طبقہ علماء میں اُس قدر  
 نہیں ہوئی۔ مگر شیخ علم تصوف کے بہت بڑے ماہر تھے۔ اور  
 اکثر علوم میں بہرہ کامل رکھتے تھے تصوف اور سلوک کی تعلیم

شیخ شہاب الدین شہر وردی سے حاصل کی۔ اسی سیاحت کی بدولت سفر دریائیں اُن کا ساتھ ہوا۔ اور اُن کے فیض صحبت سے تزکیۂ نفس کے مراتب طے کئے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں ۵

مرا پیر داناے مرشد شہاب دو اندر فرمود بر روی آب  
یکے آنکہ بر خویش خود ہیں مباحش دگر آنکہ بر غیر بد ہیں مباحش  
آپ نے زہد و ریاضت کے عالم میں حج و زیارت کے لئے بڑے بڑے سفر کئے۔ نہایت دشوار گزار جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں پیادہ پاسکیڑوں کو س چلے۔ رات رات بھر پیادہ چلتے چلتے تھک کر چور ہو جاتے تھے۔ اور راستہ ہی میں پتھریلی زمین پر پڑ کر سو رہتے تھے۔ نفس کشی کے لئے بیت المقدس میں سقائی کی۔ لوگوں کو پانی پلاتے پھرتے تھے۔

شیخ کی وفات ۷۹۷ھ میں شیراز میں ہوئی۔ جبکہ اثابکان فارس کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور ملک فارس تاتاریوں کے قبضہ میں آچکا تھا۔ کسی شاعر نے اُن کے مرنے کی تاریخ لکھی ہے ۵

دُر بحر معارف شیخ سعدی کہ در دریائے معنی بود خواص  
مہ شوال روز جمعہ روحش بیاں در گاہ رفت از روی خلاص  
یکے پیر سید سال فوت گفتہ رضا بیاں بود زان تاریخ شد خاص  
شیخ کی عمر کسی نے ۱۲۰ اور کسی نے ۱۱۰ برس کی لکھی ہے۔ مگر اکثر تذکروں سے اسی قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ ۱۲۰ برس کی عمر پائی ہے۔ آپ کا مزار پُرانوار مقام دلکشا سے ایک میل کے فاصلہ پر جانتی مشرق واقع ہے۔ عمارت اُس کی بہت بڑی اور مرتع ہے۔ اور قبر سنگین ہے۔ وہ مزار اب سعدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور زیارت گاہ

خاص و عام ہے۔

## شیخ کے کلام پر لوگوں کی رائیں

مولانا عبدالرحمن جامی نے بہارستان میں کسی شاعر کا یہ قطعہ نقل کیا ہے۔

در شعر سہ کس پیبر استند ہر چند کہ لابی بعدی  
ابیات و قصیدہ و غزل را فردوسی و انوری و سعدی  
حضرت امیر خسرو دہلوی نے غزل میں شیخ کو اپنا استاد مانا ہے  
فرماتے ہیں کہ

خسرو و مرست اندر ساغر معنی بر نیت شیراز زمیناں دستے کہ در شیراز بود  
حضرت امیر حسن دہلوی نے بھی شیخ کے تتبع پر فخر کیا ہے  
حسن گلے ز گلستاں سعدی آوردہ است کہ اہل معنی گچیں ازیں گلستاں اند

## گلستاں اور بوستاں

ان دونوں کتابوں کو شیخ کے کلام کا خلاصہ اور لب لباب سمجھنا چاہئے۔ فارسی میں کوئی کتاب ان سے زیادہ مقبول و مطبوع خاص و عام نہیں ہوئی۔ ایران - ترکستان - تاتار - افغانستان اور ہندوستان میں ان دونوں کتابوں کی تعلیم تقریباً سات سو برس سے برابر جاری ہے مشرق اور مغرب کی اکثر زبانوں میں ان کے ترجمے ہوئے علماء و مشائخ نے ان کی عزت کی۔ سلاطین نے ان کو سلطنت کا دستور العمل بنایا۔ نقشبندیوں اور مشاعروں نے ان کی فصاحت و بلاغت کے آگے

سمجھ گھٹایا۔

اگرچہ دونوں کتابیں حسن و خوبی - فصاحت و بلاغت - تہذیب و اخلاق - پند و نصیحت اور اکثر خبریوں کے لحاظ سے ایک سے ایک بہتر ہیں۔ مگر بعض وجوہ سے گلستاں کو بوستاں پر ترجیح ہے۔

فارسی نظم میں تو مثنوی مولانا روم - اور شاہنامہ فردوسی کی شہرت اور مقبولیت شاید بوستاں سے زائد ہے۔ مگر نثر میں کوئی کتاب گلستاں سے زیادہ مقبول نہیں ہوئی۔ اس کی فصاحت و بلاغت - حسن بیان لطف وادبے مثل ہے۔ اس کے ابواب کی عمدہ ترتیب - اس کے فقرہوں کی برہنگی - اس کے الفاظ کی شستگی - اس کے استعارات کی جزالت اس کی تشبیہات و تمثیلات کی طرفگی - اور پھر باوجود ان تمام باتوں کے عبارت میں نہایت سادگی و صفائی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شیخ نے اپنی عمر عزیز کا ایک معتد بہ حصہ اس کی تصنیف میں صرف کیا تھا۔ اور اس کی تنقیح و تہذیب میں اپنے فکر و سلیقہ سے پورا پورا کام لیا تھا۔ چنانچہ دیباچہ گلستاں کے آخر میں انھوں نے صاف کہا ہے کہ ”برخے از عمر گر نمایم بر خرج کردیم“۔

گلستاں کے دیباچہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب فصل بہار کے آغاز سے شروع ہوئی اور اس کے تمام ہونے سے پہلے ختم ہو گئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ترتیب اس عرصہ میں تمام ہوئی۔

گلستاں اور بوستاں علم اخلاق کی جامع کتابیں ہیں۔ ان میں اخلاق کے ہر ایک باب کا مطلب اجمالاً یا تفصیلاً بقدر ضرورت موجود ہے۔ گلستاں کے طرز پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ جن میں سے تین موجود

ہیں۔ بہارستان جامی۔ تھارستان خانی۔ پریشان قافانی۔ ان میں تمام اہل ذوق نے سب سے بہتر بہارستان کو مانا ہے۔ مگر گلستاں کے مقابلے میں یہ کتابیں لائی جائیں تو جس طرح آفتاب کے مقابلے میں چاند اور شمع دونوں کی روشنی کا فور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سب کا رنگ پھیکا پڑ جائے۔

## گلستاں اور بوستاں کے خصوصیات

اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ان کتابوں کے مقبول ہونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ ان میں سرتاپا اخلاق و تہذیب نفس کے مضامین مندرج ہیں۔ مگر میرے نزدیک ان کی مقبولیت کی اصل وجہ یہ ہے کہ اخلاق و مواظظ کو شیخ کے سوا کسی نے ایسی خوبی و لطافت کے ساتھ فارسی زبان میں بیان نہیں کیا۔

۱۔ سب سے زیادہ تعجب انگیز بات ان دونوں کتابوں میں یہ ہے کہ جن باتوں میں مشرقی لطیفہ پر بدنام ہے وہ ان کتابوں میں اس قدر کم ہے کہ چند مقامات کو مستثنیٰ نہ کر کے کوئی ایسی بات باقی نہیں رہتی جو زمانہ حال کے مہول اور سوشل خیالات کے خلاف ہو۔ اور یہ بات ایسی پرانی کتابوں میں جس کے زمانہ تصنیف کو ۷۰۰ برس سے زیادہ گزر چکے ہیں۔ کچھ تعجب نہیں ہے۔ مثلاً مبالغہ اور اغراق جو مشرقی انشا کا خاصہ ہے۔ ان کتابوں میں اتنا کم ہے جتنا کہ ایران کے شعرا کے کلام میں سچ۔ اور جہاں ہے وہاں نہایت لطیف اور بامزہ ہے۔ سو پر نیچرل یعنی فوق العاد باتیں اور عجیب و غریب



قصے بھی ان کتابوں میں بہت کم ہیں۔

۳۔ دوسری عام اور بڑی خوبی ان کتابوں میں یہ ہے کہ شیخ نے جس مطلب کو بیان کیا ہے اُس کے لئے ایسا لطیف اور دلکش پیرایہ اختیار کیا ہے جو کسی کے ذہن و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ جیسے اس مطلب کو دو شعروں میں بیان کیا ہے کہ خاموشی عالم کے لئے زینت ہے اور جاہل کے لئے پردہ پوش ہے

تراخامشی اے خداوند ہوش وقار است و ناہل را پردہ پوش  
اگر عالمی اہمیت خود مبسر و اگر جاہلی پردہ خود مدر  
یا مثلاً اس بات کو دو شعروں میں بیان کرتا ہے کہ کسی کی آہ و زاری سے قضاے انہی نہیں بدلتی اور قانون قدرت نہیں ٹوٹتا ہے

قضا دگر نہ شود در ہزار تالہ و آہ بہ شکر یا بہ شکایت برآید از دہن  
فرشتہ کہ وکیل است بر خزان باد چہ غم کند کہ بمیرد چہ راغ پیر زنی  
۴۔ ان دونوں کتابوں میں یہ بات بھی تعجب انگیز ہے کہ باوجودیکہ صناع لفظی و معنوی بکثرت موجود ہیں۔ اور نصف گلستاں کے فقرے مستح و مقفی ہیں۔ مگر وہ سادگی میں ضرب المثل ہیں اور جہاں تشریح کا ذکر آتا ہے وہاں سب سے پہلے گلستاں کی مثال دیکھائی ہے۔ یہ شیخ کے کمال انشا پردازی کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

۵۔ ان کتابوں میں ایسی حکایتیں لکھی گئی ہیں۔ جن میں باوجود معظمت بلیغ کے کسی قدر ظرافت و خوش طبعی کی بھی گنجائش ہو۔ پھر اپنے حسن بیان سے شیخ نے تمام حکایات کو نہایت لطیف و بلیغ کر دیا ہے۔ اور کہیں سیدھی سادی حکایت میں کوئی گرم فقرہ یا لطیف

کنایہ زیادہ کر کے اس میں ایک نمک زیادہ کر دیا ہے تاکہ پند و غفلت کی تلخی ظرافت کی چاشنی سے دور ہو جائے۔

۵۔ اکثر نہایت پاکیزہ اور لطیف ہنکتے جن سے عموماً اذہان خالی ہوتے ہیں ایسی معمولی اور سرسری باتوں سے نکال لیتے ہیں جو عام ذہنوں میں موجود ہوتی ہیں۔ جیسے ہر نفس کہ فردی رود مہد حیات است۔ و چوں برمی آید مفرح ذات۔ پس در ہر نفس دو نعمت موجود است و بر ہر نعمت شکرے واجب۔

۶۔ حسن تاویل اور لطف استدلال جیسا جہاں تلاؤن کے کلام میں پایا جاتا ہے اور شعرا کے کلام میں نہیں پایا جاتا۔ جیسے  
سختی کی کہ در روزگار قدیم شدے سنگ در دست ابدال سیم  
پنداری اس قول معقول نیست چو قانع شدی سیم و سنگت یک نیست  
۷۔ پیچ کے بیان میں شیخ کا کلام لاثانی ہے۔ خدا کی صنعت اور حکمت کے متعلق وہ وہی باتیں بیان کرتے ہیں جو سب جانتے ہیں لیکن یہ کسی کی طاقت نہیں کہ وہ ویسے پاکیزہ اور دلنشیں بیان کے ساتھ ادا کر سکے۔

۸۔ وہ اکثر قانون قدرت سے اشیا کے حسن و قبح اور اصول اخلاق کے ثبوت پر استدلال کرتے ہیں۔ جیسے

پلیدی کند گربہ بر جاے پاک چو رشتش نماید بہ پوشند بخاک  
گر آزادی از ناپسندید ہا نہ ترسی کہ بروے قند دید ہا

۹۔ وہ کبھی آزادانہ اور محققانہ نصیحتیں کرتے ہیں۔ جو اگرچہ عام خیالات سے کسی قدر بلند ہوتی ہیں۔ مگر حد شرع سے ہرگز متجاوز نہیں

ہوتیں۔ اس لئے اُن کو زاہد اور زہد دونوں پسند کرتے ہیں۔

۱۰۔ جب اُن کو کسی خاص فرقے یا جماعت کے واقعی عیوب بیان کرنے ہوتے ہیں تو اُن کو ایسے عمدہ پیرایوں میں بیان کرتے ہیں کہ کسی کو ناگوار نہیں معلوم ہوتے۔

۱۱۔ یہ بات عموماً دیکھی گئی ہے کہ جو واقعات اسلاف سے نقل کئے جاتے ہیں وہ اتنے مؤثر نہیں ہوتے۔ جتنا کہ اپنی سرگزشت ہنر پر بیان کرنے والا نہایت فصیح و بلیغ اور اپنے جذبات ادا کرنے پر قادر ہو۔ گلستاں اور بوستاں میں چونکہ شیخ نے زیادہ تر اپنے ہی واقعات لکھے ہیں اور اُن سے نتائج استخراج کئے ہیں۔ اس لئے اُن کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ شیخ جیسا جادو بیان اُن کو بیان کرتا ہے۔

۱۲۔ جب اُن کو کسی نیک کام کی ترغیب دینی ہوتی ہے تو ایسی معمولی باتیں یاد دلاتے ہیں جو اُس کام کی نسبت ہمیشہ خاص وعام کے دل میں گذرتی ہیں۔ اور اُن کی آنکھوں کے سامنے پیش آتی رہتی ہیں۔ اور جب کسی امر پر اُن کو متنبہ کرنا منظور ہوتا ہے تو ایسے صریح اور صاف نتیجے سمجھاتے ہیں جو دنیا میں ہمیشہ دیکھے جاتے ہیں۔ وہ کوئی نئی بات نہیں سکھاتے بلکہ بھولی ہوئی باتوں کو یاد دلاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اُس بیان کی طرف خود بخود لوگوں کے دل پھنکتے ہیں اور اُن کے کلام میں ایسا مزہ آتا ہے جیسے کوئی مدت کی کھائی ہوئی لذیذ چیز برسوں کے بعد سامنے آتی ہے اور نہایت رغبت اور شوق سے کھائی جاتی ہے۔

# انتخاب از گلستان سعدی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## دیباچه

منت مرخداے را عزوجل - که طاعتش موجب قربت است  
به شکر اندرش مزید نعمت - هر نفس که فرو می رود - عذبات است  
چون بر می آید مفرح ذات - پس در هر نفسی دولت موجود است  
بر هر نعمتی شکر واجب - بیست

از دست و زبان که بر آید - کنه عمده شکرش بدر آید

قطعه

بندہ بهماں بہ کہ ز قصیر خویش عذر بدرگاہ خدا آورد  
ورنہ سزاوار خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد  
باران رحمت بے حسابش ہمہ را رسیده - و خوان نعمت بیدیش  
ہمہ جاکشیدہ - پردہ ناموس بندگان بگناہ فاحش ندرد - و وظیفہ  
روزی بخطای منکر بُرزد - قطعه  
اے کریمے کہ از خزائن غیب گبر و ترسا وظیفہ خورداری

دوستان را کجا کنی محروم تو که بادشنان نظر داری  
 فرّاش یاد صبا را گفته تا فرش زمرّدین بگسترده و دایه ابر بهاری  
 را فرموده تابنات نبات را در مهند زمین سپرد - و درختان را  
 بخلعت نوروزی قباے استبرق در برگرفته - و اطفال شاخ را  
 به قدوم موسم ربیع کلاه شکوفه بر سر نهاده - عصاۃ سخلی بقدرت  
 او شهب فائق شده - و تخم خرمائی به تربیت او نخل باسق گشته -

ابرو بادوسه و خورشید و فلک در کارند تا آوانه یکت آری و بخلعت نخوری  
 همه از بهر تو سرگشته و فرماں بردار شرط انصاف نباشد که تو فرماں ببری  
 در خبرست از سرور کائنات - مظهر موجودات - رحمت عالمیاں  
 صفوت آدمیاں - تبه دور زماں - بلیت

چرخ دیوار امت را که دارد چو تو بشتیباں چرباک از بجز آنکه باشد تو بکشتیباں  
 که بیک از بندگان گنهگار - پریشاں روزگار - دست انابت باسید  
 اجابت بدرگاه خداوند جل و علا بردارد - ایند تعالی درو نظر نکند -  
 بازش بخواند - بار دیگر اعراض فرماید - بازش تفسیر و تازی بخواند -  
 حق سبحانه تعالی گوید یا مَلَاِئِکَتِیْ قَدْ اَسْجَدَکَیْکُمْ مِنْ عَبْدِ حِیْ  
 وَلَیْسَ لَکَ عِیْسَی دَعْوَتُشْ را اجابت کردم - و امیدش بر آوردم  
 که از بسیاری دعا و گریه بنده نمی شرم دارم -

### یلبیت

کرم بین و اطف خداوندگار گنجه بنده کردست و او شرمسار  
 خاکفان کعبه جلالتش به تقصیر عبادت معترفند - که مَا عِبَدُ نَاكَ  
 حَقَّ عِبَادَتِكَ - و احفان حایه جمالش بتجیر منسوب که مَا عِبَدُ نَاكَ  
 حَقَّ مَعْرِفَتِكَ

قطعه

گر کسی وصف او زمن پرسد بیدل از ب نشان چه گوید باز  
 عاشقان کشتگان مشوقند بر نیاید ز کشتگان آواز  
 یکی از صاحب دلال سر عجیب مراقبه فرو برده بود - و در بحر مکاشفه  
 مستغرق شده - حال که ازاں معاملات باز آمد یکی از مجبان گفت -  
 ای صاحب دلال که بودی چه تیغه کرامت کردی اصحاب را گفت بخاطر  
 داشتتم که چون بدرخت نخل برتم دانسته بودم که بدیغ اصحاب را -  
 بیدل بر سیدم بوسه گام چنان مست کرد که دامن از دست برفت -

قطعه

ای مرغ سحر عشق ز پروانه بیاموزد کمال سوخته را جان شد و آواز نیامد  
 این مدعیان در طلبش بنیجر اند کمال را که خبر شد خورش باز نیامد

قطعه

ای برتر از خیال و قیاس و گمان و بزم وزهر چه گفته اند شنیدیم و خوانده ایم  
 دفتر تمام گشت و بیایا رسیدم ماهچنان در اهل وصف تو مانده ایم

## در سبب تالیف کتاب

یک شب تامل ایام گذشته می کردم - و بر عمر تلف کرده تاسف  
 می خوردم - و سنگ لایحه دل را بالماس آب دیده می سفتم -  
 و این بیتها مناسب حال خود می گفتم - **مثنوی**  
 هر دم از عمر می رود نفسی چون نگه می کنم نماند پس  
 ای که بجا رفت و در خوابی مگر این پنج روز در یابی  
 خجل آنکه زلفت و کار ساخت کوس رحلت زدند و بار ساخت  
 خواب نوشین و باداد رحیل باز دارد پیاده راز سبیل  
 هر که آمد عمارت نوساخت رفت و منزل بدیگه پرواخت  
 و آن دگر بخت بچنین هسته دین عمارت بسر نبرد کس  
 یار ناپائدار دوست مدار دوستی را نشاید این عدار  
 لاجرم مرد عارف و کامل نهند بر جیات دنیا دل  
 نیک و بد چون نمی باید مرد خنک آنکس که گوی نیکی بُرد  
 برگ عیش بگوش خویش فرست کس نیارد ز پس تو پیش فرست  
 عمر برف ست و آفتاب تموز اندک ماند و خوابه غره هوز  
 ای شهید ست رفت در بازار ترست پُر نیاوری دستار  
 هر که مزروع خود خورد بخوید وقت خرمش خوشه باید چید  
 پند سعدی بگوش دل بشنو ره چنین است مرد باش و برد

بعد از تامل مصلحت آن دیدم که در نشین عزت نشینم و دامن  
از صحبت فراهم چنینم - و دفتر از گفتار پاس پریشاں بشویم - و من

بعد پریشاں بگویم - **بیت**  
زبان بریده بکنج نشسته ضم و بکم به از کسی که نباشد زبانش اندر حکم  
تا یکی از دوستان که در کجاده انیس من بودی - و در حجره مجلس  
برسم قدیم از دور در آمد - چندانکه نشاط ملاعبت کرد - و بساط ملاعبت  
گسترده - جوابش نگفتم - و سر از زانو تعبداً بر نه گرفتم - رنجیده نگه کرد  
و گفت - **قطعه**

کنونت که امکان گفتار هست بگوای برادر بلطف و خوشی  
که فردا چو پیک اجل در رسد بحکم ضرورت زباں در کشتی  
کسی از متعلقان منش بر حسب واقعه اسطغ گردانید - که فلاں  
عزم کرده است - و نیت جزم که بقیت عمر معتکف نشیند - و خاموشی  
گزیند - تو نیز اگر توانی سر خویش گیر - و مجانبت پیش - گفتا بغزت  
عظیم و صحبت قدیم که دم بر نیارم و قدم بر ندارم - مگر آنکه که سخن  
گفته نشود بعبادت مالوف و طریق معروف - که آذر دین دل دوستان  
جمل است و کفارت یکین سهل - خلافت راه صواب است و  
عکس راه اولی الالباب ذوالفقار علی در نیام و زبان سعدی در کام

**قطعه**  
زباں در دهان خرومند چیست کلید در گنج صاحب هنر



چو در بسته باشد چه داند کسی که جوهر فردوشست یا شیشه گدازد

قطعه

اگر چه پیش خردمند خامشی ادب است بوقت مصلحت آل یہ کہ در سخن کوشی  
 دو چیز جلد عقلست دم فرو بستن بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی  
 فی الحکمہ زبان از مکالمت او در کشیدن قوت نداشتیم - و روی از  
 محبت بگردانیدن مروت نداشتیم - کہ یار موافق بود و محب صادق پست  
 چو جنگ آوری با کسی برستیم کہ از روی گزیت بود یا گریز  
 بحکم ضرورت سخن گفتیم - و لفظ کنایا بیرون رفتیم - در فصل ربیع  
 کہ صولت برد آرمیده بود - و ادا در دولت ورد رسیده - قطعه

اول آروی بهشت ماه جلالی بلب گونیده بر منابر قضایاں  
 بر گل سرخ از نم افتاده لالی ہمچو عرق بر غدار شاہد غضباں

پیران بن سبز بر درختاں بچوں جامہ عید نیکبختاں  
 شب را بوستان پایے از دوستاں اتفاق مبعیت افتاد - موضع خوش  
 و خرم و درختاں و گلشن و درہم - گفتی کہ خردہ مینا بر خاکش ریختہ  
 و عقد تریا از تاش آویختہ - قطعه

رَدِصَةُ مَاءٍ تَحْمَرُهَا سُلْسَالٌ دَوْحَةُ سَجْعٍ طَلِيرُهَا مَوْزُونٌ  
 آن پیر از لاله ہائے رنگا رنگ وین پر از میوہ ہائے گوناگون  
 باد در سایہ درختانش گسترانید قرش بو قلوب  
 با داداں کہ خاطر باز آمدن بر راس نشستن غالب آمد - وینش

دامن گل و ریحاں و سنبل و قیصران فراہم آورده - و آہنگ برنج کرده  
 گفتیم گل بوستان را چنانکہ دانی بقای و عہد گلستان را دفائی نباشد  
 و حکیمان گفتہ اند ہرچہ نیاید ویشگی را نشاید - گفتا طریق چیست گفتیم  
 براسے نزہت ناظران و فسحت حاضران کتاب گلستان تو انم نصیف  
 کردن کہ باد خزاں را برورق او دست تطاول نباشد - و گردش  
 نہاں عیش ربیعش را بر طیش خریف مبدل نکند - قطعہ  
 بچہ کار آیدت ز گل طبعی از گلستان من بہرورنی  
 گل ہیں نیچروز و شش باشد ویں گلستان ہمیشہ خوش باشد  
 حالے کہ من این حکایت بگفتم دامن گل بر سخت - و در دامن آویخت کہ  
 اَلْکَرِيمُ اِذَا دَعَا وَفِي - فصلے دو ہماں روز اتفاق بیاض افتاد  
 در سخن معاشرت و آداب محاورت - و رہاسے کہ متکلم را بکار آید  
 و مترسلاں را بلاغت افزاید - فی الجملہ ہنوز از گلستان بقیے ماندہ بود  
 کہ کتاب گلستان تمام شد -

## باب اول در سیرت پادشاہاں

۱ - حکایت - پادشاہے را شنیدم کہ بکشتن اسیر اشارت  
 کرد - بچارہ در آن حالت نومیدی ملک را دشنام دادن گرفت - و سقط  
 گفتن - کہ گفتہ اند - ہر کہ دست از جاں بشوید ہرچہ در دل دارد بگوید -

## پلیٹ

وقت ضرورت جو نمائندہ گر پڑ دست بگیرد سر شمشیر تیز  
 ملک پڑ سید کہ چہ می گوید۔ یکے از وزراے نیک محضر گفت  
 اے خداوند ہمیں گوید۔ وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظُ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ  
 وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ ملک را رحمت آمد و از سرخون او درگذشت  
 وزیر دیگر کہ خدا بود گفت ای اباے جنس مارا نمائید در حضرت  
 پادشاهان جز بر راستی سخن گفتن۔ ایں ملک را دشنام داد و نامہ را  
 گفت۔ ملک روے از ایں سخن در ہنم کشید و گفت۔ آں دروغ کہ  
 وے گفت پسندیدہ تر آمد مرا ایں راست کہ تو گفتی۔ کہ روے آں  
 در مصلحت بود و بنائے ایں بر نبشت و چہ پائیتے و خرد منداں گفته اند۔  
 دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ شاعر

ہر کہ شہ آں کند کہ او گوید حیف باشد کہ چہ نگو گوید  
 لطیفہ۔ بر طاق ایوان فریدوں نوشتہ بود۔ مثنوی

جہاں اے برادر نمائندہ بکس دل اندر جہاں آفریں بند و بس  
 مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت کہ بسیار کس چون تو پرورد و کشت  
 کہ جو آہنگ رفتن کند جان پاک چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک  
 ہم۔ حکایت۔ ملک زادہ را شنیدم کہ کوتاہ بود و چہرہ دیگر  
 برادرانش بلند بالا و خوب روئے۔ بارے پدر بکماہست و استخار دروے  
 نظر ہی کہو۔ پس بر فراست و استبصار بجائے آورد و گفت اے پدر

کوتاہ خردمند بہ کہ نادان بلند نہ ہرچہ بقامت کمتر بقیمت ہست۔

آں شنیدی کہ لاغر دانا <sup>قطعہ</sup> گفت بازے با بے نمرہ  
اسپ تازی اگر ضعیف بود <sup>بچھاں</sup> از طویلہ خسہ پہ  
پدر پختندید۔ و ارکان دولت بستیدند۔ و برادران بچاں  
برنجیدند۔ <sup>قطعہ</sup>

قلمرو سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد  
ہر بیشہ گماں میر کہ خالیست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد  
شنیدم کہ بلک را دراں قرب دشمنی صعب روے نمود۔ چوں  
لشکر از ہر دو طرف روے درہم آوردند و قصد مبارزت کردند۔ اول  
کسے کہ بمیدان در آمد آں پسر بود و گفت۔ <sup>قطعہ</sup>

آں زمین باشم کہ روز جنگ بی پشت من <sup>آں نم کاند</sup> میان خاک و خون بی سرے  
کا کہ جنگ ازو بچون خویش بازی میکند <sup>روز میداں</sup>۔ و انکہ بگریز بچون لشکرے  
این بگفت و ہر سپاہ دشمن زو۔ و تنے چند مردان کاری را بکشت  
چوں پیش پدر آمد۔ زمین خدمت بوسید و گفت۔ <sup>قطعہ</sup>

اسے کہ شخص دشت حقیر نمود تا درشتی ہست نہ پنداری  
اسپ لاغر میاں بکار آید <sup>روز میداں</sup> نہ گا و پرداری  
آوردہ اند کہ سپاہ دشمن بے قیاس بود و ایناں اندک و ہماستے  
آہنگ گریز کردند۔ پسر نمرہ بزد و گفت۔ اسے مرداں بکوشیدہ تاجا مرے

زنان پیوسته - سواران را بگفتن او تهنوت زیاده گشت و بیکبار جمله  
کردند - شنیدم که بهادران روز بروشنن نظر یافتند - پدر سر و جانش  
بهوید و در کنار گرفت - و هر روز نظر پیش کرد - تا دل به خورشید  
کرد - برادران حسد بردند - و زهر در طعامش کردند - و از هرش از  
غرقه بدید و در یکجای برهم زد - پسر بقراست دریافت - دست از طعام  
باز گشت و گفت - محالست که همنزندان بمیرند - و پسر نیز از جا  
ایشان نگیرند -

شخص

کس نیاید بر سر سایه بوم و در همان از همان شود معلوم  
پدر را ازین حال آنگی دادند - برادرانش را بخواند و گوشمال بواجب  
داد - پس هر یک را از اطراف بلاد حصه معین کرد - تا قتل به نشست  
و نزاع برخاست - که ده درویش در قلیه بخیستند و پادشاه  
در اقلیه نگیند -

قطعه

تیم نای که خورد مرد خدای بزل درویشان کند نی دگر  
هفت اقلیم را بگیرد پادشاه بهچنان در بند اقلیم دگر  
م - حکایت - طائفه وزدان عرب بر سر کوپ نشسته بود  
و منفکاران بسته - و رعیت بملدان از مکائد ایشان مرعوب -  
و لشکر سلطان مغلوب - بجز آنکه ملاذی منع از قله کوپ گرفته بود  
دلچا و ماواى خود کرده - مدبران مالک آن طرف در دفع مضرت  
ایشان مشاورت کردند - که اگر این طائفه همبرین نسق روزگار

مداومت نمایند مقاومت متعین گردد - قشون می  
 درختی که اکنون گرفتار است پای پیرو می شست بر آید ز جاس  
 و اگر همچنان روزگار می نهد برگردنش از بیخ برنگسلی  
 سرچشمه شاید گرفتار بمیسلی چو میزند نشاید گشتن به پیل  
 سخن برین مقرر شد - که یکے تجسس ایشان بر گماشتند - و  
 فرصت نگاه میداشتند - تا وقتی که بر سر قوس رانده بود - و مقام  
 خالی مانده - تن چند مردان واقعه دیده و جنگ آزموده را بفرستادند  
 تا در شعب جبل پنہاں شدند - شبانگاہی که دزدان باز آمدند بر سر سفر  
 باز کرده و غارت آورده - سلاح از تن بکشادند - درشت فینست  
 بنهادند سختی دشمنی که بر سر ایشان تاخت آورد - خواب بود -  
 چند آنکه پاس از شب بگذشت - شعر

قرص خورشید در سیاهی شد یونس اندر دہان ماهی شد  
 مردان دلاور از کیننگاہ بدر جستند - و دست یگان یگان برکت  
 بستند - بامدادان بدر گاہ ملک حاضر آوردند - همه را بکشتن فرمودند -  
 اتفاقاً در آن میاں جوانی بود که میوه غضوان شبایش نور سیده - و  
 سبزه گلستان عذارش نود میدید - یکے از وزیران پای تخت ملک را بپوش  
 داد - و زوے شفاعت بر زمین نهاد - و گفت - ای پسر همچنان از باغ  
 زندگانی بر نخورده است - و از ریجان جوانی تمتع نیافته - توقع بکرم و  
 اخلاق خداوندی آنست که بختیدن خون او بر بنده منت نهد - ملک رو

ازیں سخن درہم آورد۔ و موافق راے بلندش نیاید و گفت۔ فرد  
پرتو نیکال بگیرد ہر کہ بنیادش بدست تربیت تاہل راہوں گرد گاہ بر گنبدست  
نسل بنیاد ایناں منقطع کردن اولی تر است۔ کہ آتش کشتن و  
آگہ گذشتن۔ واقعی کشتن و بجہ آتش نگاہداشتن۔ کار خرداں نیست۔

۱۶۰۹ لبر گر آب زدگی بارد ہرگز از شاخ بید بر نخوری  
کوتے بویا شکر بخوری  
وزیر این سخن بشنید۔ و طوعاً و کرہاً بہ پسندید۔ و بر حق راے  
ملک آفرین خواند و گفت۔ آنچه خداوند دامن ملکہ فرمود عین  
حقیقت است۔ کہ اگر در صحبت آل بیدان تربیت یافتے طینت  
ایشان بگیرفتے۔ و یکے از ایشان شدے۔ اما بندہ امیدوار بود کہ  
بعشرت صالحاں تربیت پذیرد و خوی خردمنداں گیرد۔ کہ ہنوز  
طفل است و سیرت بنی و عناد آل قوم در نہاد او ممکن نشدہ۔  
و حدیث است۔ مَا مِنْ مُؤْمِرٍ اَوْ مُؤْمِرَةٍ اَوْ مُؤْمِرَةٍ اَوْ مُؤْمِرَةٍ اَوْ مُؤْمِرَةٍ  
فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْ يَنْصَرَانِهِ اَوْ يَجْحَشَانِهِ۔ قطعہ  
پسر لوح یا بیدان بنشست خاندان نبوتش گم شد  
سبک اصحاب کسوف روزے چند بے نیکال گرفت مردم شد  
ایں بگفت و طائفہ از ہمدایے ملک با او بشفاعت یار شدند  
تا ملک لہر سہر خون او در گذشت۔ و گفت۔ بخشیدم۔ اگر چه مصیحت ندیدم

## رُپاعی

دانی که چه گفت زال پارسیم گردد دشمن نتوان حقیر و بیچاره شمرد  
دیدیم پس که آب سر چشمه شمرد چوں بیشتر آمد شتر و باز ببرد  
فی الجمله پسر را بناد و نعمت پرورزند و استاد ادیب را بتر بیت  
او نصب کردند تا سخن خطاب و رد جواب و آداب خدمت ملکش  
در آموختند و در نظر همکنان پسند آمد - بارے وزیر از شما مل  
او در حضرت سلطان شمه می گفت - که تربیت عاقلان درو اثر  
کرده است و جمل قدیم از جبلت او بدر برده - ملک را ازین

سخن نا پسند آمد و گفت - <sup>بیت</sup>  
عاقبت گرگ زاده گرگ شود گرچه پا آدمی بزرگ شود  
سای دو بریں برآمد - طائفه او باش محلت درو پیوستند -  
و عهد مراقت بستند - تا بوقت فرصت وزیر را و هر دو پسرش را  
بکشت - و نعمت بیقیاس برداشت - و در خارده دزدان بجای  
بدر نشست - و عاصی شد - ملک دست تحشیر بدیناں گرفت  
و گفت -

## قطعه

شمشیر نیک ز اهن بد چوں کند کس ناکس بتر بیت نشود اے حکیم کس  
بالاں که در لطافت طبعش خلاف طبیعت در بلع لاله روید و در شوره بوم خلس

## قطعه

زمین شوره سنبل بر نیارد درو تخم عم ضایع مگر دال



۱۰۰۔ بھگوئی بایاں کر دن چنانست کہ باد کہ دن بجائے نیکرداں  
 ۱۰۱۔ حکما بیت۔ یکے از رفیقاں شکایت روزگار نامساعد بنزد  
 من آورد کہ کفایت اندک دارم و عیال بسیار و طاقت پافائتہ  
 نمی آرم۔ و بارها در دلم آمد کہ یہ اقلیم دیگر نقل کنم۔ تا در آن  
 صورت کہ زندگانی کنم کہ را بر نیک و بدین اطلاع نباشد۔

### بیت

بس گیسہ خفت و کس ندانست کہ بیت بس جاں طلب آمد کہ برو کس نگریست  
 باز از شکایت اعدای اندیشم۔ کہ بطعنه در قفای من بچندند۔ و  
 سعی مراد در حق عیال بر عدم مروت حمل کنند و گویند۔ قطعہ  
 نہیں آں ہے حیثیت را کہ ہرگز نخواہد دید روئے نیک بخشی  
 تن آسانی نگزیند خویشین را زن و فرزند بگذارد بہ سختی  
 و دریں علم محاسبت چنانچہ معلوم ست چیزے دائم۔ اگر بجایہ  
 شمشیل معین شود کہ موجب خجیت خاطر باشد بقیت عمر از عمدہ  
 شکر آں بیرون آمدن نتوانم۔ گفتہ عمل بادشاہ اے برادر و دوطرف  
 دار۔ امیدست و بیم۔ یعنی امید نان و بیم جان و خلافت رے  
 خرد منداں باشد بدال امید متعرض بیم شدن۔ قطعہ  
 کس نیاید بختانہ درویش کہ خراج زمین و پانچ پدہ  
 یا بہ تشویش و غصہ راضی شو یا جگر بند پیش زارغ بنہ  
 گفت این موافق حال من بگفتی۔ و جواب سوال من نیاوردی۔

نشینده که هر که خیانت ورزد دستش از بیجاقت بلرزد - فرد  
 ریاستی موجب رضای خداست کس ندیدم که گم شد از ره ریاست  
 حکما گویند - که چهار کس از چهار کس بهجا بر بختند - حرامی از  
 سلطان - و دزد از پاسبان - و قاصد از نماز - و روسی از تحسب -  
 آن را که حسابها پاکست از محاسبه چه پاک - و قاصد از نماز  
 مکن فراخ روی و زغل اگر خواهی که روز نشی تو باشد مجال دشمنان  
 تو پاک باش برادر مدار از کس پاک - و زهر جامه نال کاغذ را می رسد  
 گفته حکایت رو با به مناسب حال نیست - که دیدنش بگریه  
 او و پیشتر آنفال و خیرا - که گفتش که چه حالت است که موجب  
 چندین محافست - گفتا شنیدم که شتر را بشنود می گوید که گفت است  
 سفیه ترا یا شتر چه متاسیست - و او را یا گو چه مشایخ است - بدو به خاموش  
 اگر حدودا بغرض گویند که این هم بچه شتر است و گرنه اگر نیم که انهم  
 تخلیص من باشد که تا تفتیش حال من کند - و ناخریاق از عراق  
 آورده شود مار گزیده مرده بود - ترا بچنین فضل است و دیانست  
 و تقواست و امانت و لیکن متعنتان در کمینند و مدعیان گوشه نشین -  
 اگر آنچه سیرت است بخلاف آن تضرع کنند - و در معرض خطایا و خطاه  
 آتی - در آن حالت کرا مجال باشد - پس مصلحت آن بیتم که ملک  
 قناعت را حراست کنی و ترک ریاست گوئی - فرد  
 بدر یا در منافع بی شمار است اگر خواهی سلامت برکنار است

رفیق این سخن بشنید۔ و بہم برآند۔ و روئے از حکایت من  
درہم کشید۔ و سخنهاے رنجش آمیز گفتن گرفت۔ کہ انجہ عقل و کفایت  
است و فہم و درایت۔ قول حکما درست آمد کہ گفتہ اند دوستان  
در زنداں بکار آیند۔ کہ ہر سفرہ ہمہ دشمنان دوست نمایند۔

قطعه

دوست شمار آنکہ در نعمت زند لاف یاری و برادر خواندگی  
دوست آل دائم کہ گیرد دوست دوست در پیشانی حالی و در ماندگی  
دیدم کہ متغیر می شود۔ و نصیحت من بغرض می شنود۔ نزدیک صاحب  
دلہاں رفتہ۔ سابقہ معرفتیکہ در میان ما بود صورت حالش بگفتم۔ و  
اہلیت و استحقاقش بیان کردم۔ تا بکارے مختصرش نصب کردند۔  
بہندہ ہمیں برآمد۔ لطف طبعش را بدیدند۔ و حسن تدبیرش را بہیستدیدند۔  
کارش از آن در گذشت۔ و بہ ترتیب بالا تر از آن ممکن شد۔ ہمچنان بچشم  
سعادتش در ترقی بود۔ تا با وجہ ارادت رسید۔ و مقرب حضرت سلطان  
و معتمد علیہ گشت۔ بر سلامت حالش شادمانی کردم و گفتم۔

فرمود کہ آپ چشمہ حیواں درون تاریکیست  
از کار بہینہ بیندیش و دل شکستہ مدار۔

فرمود کہ چہ تلخ است ولیکن بشیریں دارد۔  
دراں قربت مرا با طائفہ پاراں اتفاق سفر افتاد۔ چوں از زیارت

مکه باز آمدم - یکد روز منزل استقبال کرد - ظاهر حالش دیدم برایشان  
 و در هیأت درویشان - گفتم چه حالت است - گفت آنچنانکه تو گفتی  
 طائفه حسد بودند - و بخیالتهم تنسوب کردند - و ملک دایم مکه در کشف  
 حقیقت آن استقصا فرمود - و یاران قدیم و دوستان حمیم از کلمه  
 حق خاموش شدند - و صحبت دیرین فراموش کردند - قطعه  
 نه بینی که پیش خداوند جاهد ستایش کنان دست یزید منند  
 اگر روزگارش در آرد زبائے همه عالمش یائے بر سر منند  
 فی الجمله بالذات عقوبت گرفتار شدم - تا درین هفته که مرده سلامت  
 عیال برسد از بند گمراهی خلاص کرد - و ملک موروثی خاص گفتم در آن  
 نوبت اشارت من قبول نیامد که گفتم - عمل پادشاهان چو سفر دریاست  
 خطرناک و سودمند - یا گنج برگیری یا در تلاطم بحیری - فرد  
 یازدهم در دست کند خواجه در کنار یا موج روزی آفتابش مرده بر کنار  
 مصلحت ندیدم ازین پیش درویش را بسلامت خراشیدن و  
 نمک بر جراحت پاشیدن - برین کلمه اختصار کردم - قطعه  
 ندانستی که بینی بند برپاے چو در گوشت نیاید پند مردم  
 دگر ره گم نداری طاقبت نیش نمک انگشت در سوراخ کن مردم  
 ۵ - حکایت - تنه چند از روندگان در صحبت من بودند - ظاهر  
 ایشان بصلاح آراسته - و یکے را از بزرگان در حق این طائفه سخن  
 نظے بلوغ بود - و او را رسے معین کرده - تا یکے از ایشان سرگشته کردند مناسب

حال درویشاں - ظن آن شخص فاسد شد - و بازار ایناں کاسد -  
 خواستم تا بطریق کفایت یاراں مستخلص گردانم - آہنگ خدمتش کردم -  
 دربانم رہا نکرد و جفا کرد - معذورش داشتم - کہ لطیفاں گفته اند - قطعہ  
 در میر و وزیر و سلطان را بے وسیت مگر و پیر امن  
 سگ و دریاں چو یافتند غریب این گریباں گرفت و آن دامن  
 چندانکہ مقربان حضرت آن بزرگ بر حال من وقت یافتند  
 و با کرام در آوردند برتر مقامے معین کردند - اما بتواضع فروتر  
 نشستم و گفتم - **فرد**

بگذار کہ بندہ کینم تا در صفت بندگاں نشینم  
 گفت اللہ اللہ چہ جائے این سخن ست - **فرد**  
 گر بر سر و چشم ما نشینی نازت بکشم کہ ناز نینی  
 فی الجملہ نشستم - و از ہر درے سخن پیوستم - تا حدیث زلت یاراں  
 در میاں آمد و گفتم - **قطعہ**

چہ جرم دید خداوند سابق الانعام کہ بندہ در نظر خویش بخوار میدارد  
 خداے راست مسلم بزرگی و الطاف کہ جرم بیند و ناں برقرار میدارد  
 حاکم این سخن را عظیم پسندید - و اسباب معاش یاراں فرمود -  
 تا باز بر قاعدہ ماضی مہتا دارند - و مونس ایام تعطیل وفا کند - شکہ  
 نعت نگفتم - و زمین خدمت ہو سیدم - و عذر جسارت بخوایم و گفتم قطعہ  
 چو کعبہ قبلہ حاجت شد از دیار بعید روند خلق بدیدارش از بسے فرسنگ

ترا تحمل امثال ما بپاید کرد کہ میچکس نرزد بر درخت بے برگ  
۶۔ حکایت۔ ملک نوزن را خواجہ بود کہیم النفس۔ نیک محضر  
کہ ہنگام را در مواجہ حرمت داشتے و در غیبت نکو گفتے۔ اتفاقاً از  
حرکت در نظر ملک ناپسند آمد۔ مصادرت فرمود۔ و عقوبت کرد۔  
و سرہنگان پادشاہ بسواہی نعمت او معترف بودند۔ و بشکر آل  
مرتن۔ در مدت توکیل اور بق و ملاطفت کردندے۔ و زجر و  
معاقت روا نہ داشتندے۔ قطعہ  
صلح بادشہن اگر خواہی۔ ہر کہ ترا در قاعیب کند در نظرش تجہیں کن  
سخن آخر بدہاں میگردد مودی را سخن تلخ خواہی دہش شیریں کن  
انچہ مضمون خطاب ملک بود از عمدہ بعضی بیرون آمد و بے یقینے  
در زنداں ماند۔ آورده اند کہ یکے از ملوک نواحی در خفیہ پیامش فرستاد۔  
کہ ملوک آل طرف قدر چناں بزرگوار نہ استند۔ و بے عزتی کردند۔  
اگر راسے عزیز فلاں بجانب ما التفاتے کند در رعایت خاطرش ہرچہ  
تمامتر سعی کردہ آید۔ و ایمان این مملکت بدیار او مفتقر اند۔ و جواب  
این حرف را منتظر۔ خواجہ چوں بریں وقوت یافت از خطر اندیشید۔  
در حال جواب مختصر کہ اگر بر ملا نہ باشد بر قفای ورق نوشت  
و رواں کرد۔ یکے از متعلقاں کہ بریں واقف بود ملک را اعلام  
کرد۔ کہ فلاں را کہ جس فرمودہ با ملوک نواحی ماسلت دارد۔  
ملک بہم برآمد۔ و کشف این خبر فرمود۔ قاصد را بگریختہ و رسالت را

برخوانند۔ بنفشہ بود کہ حُسن بزرگاں بیش از فضیلت ماست و  
تشریف قبولے کہ فرمودند بندہ را امکان اجابت آں نیست -  
بحکم آنکہ ہروردہ نعمت این خاندانست۔ و باندک تغیر خاطرے  
باولی نعمت قدیم بے وفائی نتوال کرد۔ فرد

آں را کہ بجائے تست ہر دم کرے عذرش بہہ ارکند بعمرے ستے  
ملک را سیرت حق شناسی او خوش آمد۔ و خلعت و نعمت بخشید  
و عذر خواست۔ کہ خطا کردم کہ ترا بے جرم و خطا پیادوم۔ گفت  
اے خداوند بندہ دریں حالت مر خداوند را خطائے نمی بینم۔ بے  
تقدیر خداوند تعالیٰ چشیں بود۔ کہ مرایں بندہ را مکروہے رسد۔  
پس بدست تو اولی تر۔ کہ سوابق نعمت بریں بندہ داری۔ و ایادی  
مشت و حکما گفتہ اند۔

گرگزیندت رسد ز خلق مزین  
از خدا و اہل خلاف دشمن دوست  
کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج  
کہ دل ہر دو در تصرف اوست  
گرچہ تیر از کماں ہی رگزد  
از کماندار بیند اہل خرد

## باب دوم در اخلاق درویشاں

۱۔ حکایت۔ تے چند اند روزندگان متفق در سیاحت بودند۔  
و شریک رنج و راحت۔ خواستم کہ مرافقت کنم موافقت نکردند۔

گفتم ایں از کرم و اخلاق بزرگان بدیج است - روئے از مصنا  
 درویشاں بگردانیدن - و فائده در یج داشتن که من در نفس  
 خویش ایں قدر قوت و قدرت - ہی شناسم - که در خدمت مردماں یار  
 شاطر یا شتم نه بار خاطر -

یکے ازاں میاں گفت از یں سخن که شنیدی دل تنگ مدار -  
 که دیرین روزها در دے بصورت درویشاں برآمده بود - خود را  
 در سلک صحبت ما منظم کرد - شش  
 چه داند مردم که در جامه کیست - نوکینده داند که در نامه چیست  
 از آنجا که سلامت حال درویشاں است - گمان فظولش نبردند  
 و بیاری قبولش کردند - مثنوی

صورت حال عارفاں دل است - ایں قدر یں چو روئے در خلق است  
 در عمل کوش و هر چه خواهی پوش - تاج بر سر نه و علم - بردوش  
 ترک دنیا و شهوتست و نهوس - یار سانی - نه ترک جامه و بس  
 در قراگند مرد باید بود - بر خنث سلاح جنگ چه سود  
 روزی تا بشب رفته بودیم - و شبانگه در پای حصارے خفته  
 که در دے توفیق ابرق رفیق برداشت - که لطافت میرود -

و بغارت میرفت - فرد  
 پارسا یں که خرقه در بر کرد - جامه کعبه را چل خر کرد  
 چند آنکه از نظر درویشاں غائب - هر چه برفت و در بج



بدروید۔ تا روز روشن شد۔ آں تاریک رو میلے راہ رفتہ بود۔  
 و رفیقاں بیگناہ نختہ۔ بامداداں ہمہ را بقلعہ در آوردند۔ و پندواں  
 کردند۔ ازاں تاریخ ترک صحبت گفتیم و طریق عزلت گرفتیم کہ  
 السَّلاَمَةُ فِي الْوَحْدَةِ - قطعہ

ہو از قوے یکے بیدارشی کرد نہ کہ را منزلت ماند نہ نہ را  
 نمی بینی کہ گاوی در علف زار بیا لاید ہمہ گاواں دہ را  
 گفتیم سپاس و منت خدای را عزوجل کہ از فوائد درویشاں  
 محروم نماندم۔ اگرچہ بصورت از صحبت جدا افتادم۔ بدیں حکایت  
 کہ گفتی مستفید گشتم و امثال مرا ہمہ عمر این نصیحت بکار آید۔ ثنوی  
 بیک نا ترا شیدہ در مجلس بر نجد دل ہوشمنداں بسے  
 اگر برکہ پُر کنند از گلاب سگے دروے افتد شود منجلاں  
 ۲۔ حکایت۔ در جامع بعلبک وقتے کلمہ چند ہی گفتیم بطریق  
 وعظ باجماعتی افسردہ دل مردہ۔ راہ از عالم صورت بعالم معنی نبرودہ  
 دیدم کہ نفسم در نمی گیرد۔ و آتشم در ہیزم تر افرو نمی کند در بیخ آدمم  
 تربیت ستورال۔ و آئینہ در محلت کوراں۔ و لیکن در معنی باز بود۔  
 و سلسلہ سخن دراد۔ در معنی ایں آیت کہ وَنَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ  
 جَبَلٍ أَرْتَدِیْ سَخْنٍ بجای رسانیدہ بودم کہ می گفتیم۔ قطعہ  
 دوست نزدیکتر از من بہن است دین عجب تر کہ من از دے دورم  
 چہ کنم باکہ تو اں گفت کہ او در کنار من و من مجورم

من از شراب این سخن مست بودم - و فضائل قدح در دست  
 که رونده بر کنار مجلس گذر کرد - و دور آخر دروے اثر - نعره بزد - کہ دیگران  
 بموافقت وے در خروش آمدند - و خادمان مجلس در جوشن - گفتم  
 سبحان اللہ - دوران باخبر در حضور - و نزدیکان بے بصر دور - قطعہ  
 فہم سخن چوں نکلند مستمع قوت طبع از شکم مجوے  
 فسحت میدان ارادت بیار تا بزند مرد سخن گوے گوے  
 ۳ - حکایت - پارسائے را دیدم بر کنار دریا کہ زخم پلنگ  
 داشت - و بہج دارو بہ نمی شد - مدتها دران رنجور بود - و در شکر  
 خداے عزوجل علی الدوام گفتے - پرسیدندش کہ شکر چہ می گوئی - گفت  
 شکر آنکہ بمعصیت گرفتارم نہ بمعصیتے - قطعہ

اگر مزار بکشتن دہد آں یار عزیز تا نگویی کہ در آندم غم جانم باشد  
 گویم ز بندہ مسکین چہ گنہ صادر شد کہ دل آزرده شد از من غم آنکم باشد  
 ۴ - حکایت - درویشے را ضرورتے روے نمود - کلیے از خانہ  
 بارے بد زوید و نفقہ کرد - حاکم فرمود کہ دستش را بدر کنید - صاحب  
 کلیم شفاعت کرد - کہ من اورا بجل کردم - گفتا بشفاعت تو حد شرع  
 فرو ننگذارم - گفت ایچہ فرمودی راست است - ولیکن ہر کہ از مال  
 وقف چیزے بدزد و قتلش لازم نیاید - ہرچہ درویشان راست  
 ۵ - وقت محتاجان است - حاکم ازوے دست برداشت - و ملامت  
 کردن گرفتے - کہ جہاں بر تو تنگ آمدہ بود - کہ دزدی نکردی

الا از خانه چنین یارے گفت اے خداوند نشینده که گفته اند خاد

دوستان بر دلب و در دشمنان مکوب - شصت  
چون بسختی در بمانی تن بجز اندر مده دشمنان را پوست بر کن دوست از پوستی  
۵ حکایت - یکے را از مشایخ پرسیدند - که حقیقت تصوف چیست  
گفت ازین پیش طائفه بودند در جهان - بصورت پراگنده و بمعنی جمع  
اکنون خفته اند بظاہر جمع و بدل پراگنده - قطعه

چو هر ساعت از تو بجائے رود دل به تنهایی اندر صفائی نه بینی  
ورت مال و جا هست و زرع و تجارت چو دل با خدایت غلوت نشینی  
۱۰ حکایت - یاد دارم که شبے در کاروانے ہمہ شب رفته بودم  
و سحر بر کنار پیشه خفته - شنویدہ کہ دران سفر ہمراہ مالود سحر گاہاں لغو  
نمود و راه بیابان گرفت - و یک نفس آرام نیافت - چون روز شد  
گفتمش آں چه حالت بود - گفت بلبلان را دیدم کہ بنالش در آمدہ بودند  
از درخت و کبکال از کوه - و غوکال از آب و بہائم از پیشہ - اندیشہ  
کہ دم - کہ مروت نباشد ہمہ در تسبیح و من در غفلت خفته - کجا روا  
باشد - قطعه

دوش مرغ بہ صبح می نالید عقل و صبرم بہر دو طاقت و ہوش  
یکے از دوستان مخلص را مگر آواز من رسید بگوش  
گفت باور ندا شستم کہ ترا بانگ مرغ چنین کند مدہوش  
گفتم این بشرط آدمیت نیست مرغ تسبیح خواں و من خاموش

۷۔ حکایت - وقتے در سفر حجاز طائفہ جوانان صاحب دل ہمراہ  
 پاؤند۔ ہمد و ہمقدم۔ وقتہا زمزمہ بگزدند۔ و بیٹے محققانہ پر گفتند  
 و عارفی در سبیل منکر حال درویشان بود۔ و بے خبر از درد ایشان۔  
 تا برسیدیم بہ تخمیل بنی ہلال کود کے سیاہ از جی عرب بدر آمد۔  
 و آوازے بر آورد۔ کہ مرغ را از ہوا در آورد۔ و اشتر عابد را دیدم  
 کہ برقص اندر آمد۔ و عابد را بندہ تخت۔ و راہ بیاباں گرفت  
 و گرفت۔ گفتیم اے شیخ سماع در جواسے اثر کرد و ترا ہچنان  
 تفاوت نمی کند۔

رباعی  
 دانی کہ چہ گفت مراں بلبل سحری تو خود چہ آدمی کہ عشق بیخبری  
 اشتر بشعر عرب در حالتست و طرب گرزوق نیست ترا کہ نہ طبع جانوری  
 اشعار

بدرکش ہر چہ بینی در غروش ست وے داند دریں معنی کہ گوش ست  
 نہ بلبل بر گلشن تسبیح خوانیست کہ ہر خارے بہ تسبیح زبانیست  
 ۸۔ حکایت - یکے را از ملک مدت عمر سیری شد۔ و قائم مقامے  
 نداشت۔ وصیت کرد۔ کہ با ملا دای بخشیش کیسکہ از در شہر در آید  
 تاج شاہی بر سر وے نہید۔ و قفولیں مملکت بوے کنید۔ اتفاقاً اول  
 کیسکہ در آمد۔ گدائے بود۔ ہمہ عمر رقمہ رقمہ اندوختہ۔ و رقمہ بر رقمہ  
 دوختہ۔ ارکان دولت و اعیان حضرت وصیت ملک بجا آوردند۔ و  
 تسلیم مغایع قلاع و خزائن بدو کردند۔ و مدتی ملک ماند تا بعضی

امراء دولت گردن از اطاعت او بیجا نیندند - و ملوک از هر طرف بمناد  
برخاستند - و بمقاومت لشکر آراستند - فی الجمله سپاه و رعیت بهم برآمدند -  
و بر خن طرن بلاد از قبضه تصرف او بدر رفت - درویش ازین واقعه  
خفته خاطر می بود - تا یکی از دوستان قدیمش که در حالت درویشی  
قرین او بود از سفر باز آمد و در چنان مرتبه دیدش گفت - منت  
خدای راعز و جل - گشت از خار برآمد - و سخت بلند رهبری کرد -  
و اقبال و سعادت یابری - تا بدین پایه رسیدی - **شعر**

شکوفه گاه شکفتست و گاه خوشیده درخت وقت برهنه است وقت پوشیده  
گفت ای عزیز تعزیم گوے که جای شهنیت نیست - انکه که تو  
دیدي غم ناله داشتی - تو امروز غم جهانے - **ثنوی**

اگر دنیا نباشد درد مندیم اگر باشد بهرش پای بندیم  
بلائی زین جهان آشوب تر نیست که رنج خاطرست از هست و نیست  
**قطعه**

مطلب گر تو نگری خواهی جز قناعت که دولیت هشی  
گر غنی زر بدامن افشاند تا نظر در ثواب او بکنی  
کز بزرگان شنیده ام بسیار صبر درویش به که بدل غنی  
**فرد**

اگر بریاں کند بهرام گورے نه چوں پای ملخ باشد ز مورے  
۹ - حکایت - یقے پدر را گفت - پنج ازین سخنان دلاویز نگین

مشکلمان درمن اثر نمی کند۔ بحکم آنکہ نمی بینم مرایشان راضی موافق  
گفتار۔

شکوی  
ترک دنیا بمردم آموزند خوشن پیغم و غلہ اندوزند  
عالمی را کہ گفت باشند و بس ہرچہ گوید بنگیہ در اندر کس  
عالم آل کس بود کہ بد نہ کند نہ گوید بخلق و خود نکند

### بیت

عالم کہ کامرانی و تن پردوری کند او خوشن گم است کرا رہبری کند  
پدر گفت اے پسز بجزو بس خیال باطل نشاید ردے از تربیت  
ناصحان بگردانیدن۔ و علما را بضالت فسوپ کردن۔ و در طلب عالم  
معصوم از فوائد علم محروم ماندن۔ ہیچو نایبانی کہ شے در حل افتاده بود  
ومی گفت۔ کہ اے مسلمانان چراغے قمر راہ من دارید۔ زنے فاجرہ  
بشنید و گفت۔ تو کہ چراغ نمی بینی بچراغ چہ بینی پچنین مجلس و حظ  
چوں کلبہ بر ناز است۔ اینجا تا نقدے ند ہی بضاعتے نستانی۔

و اینجا تا ارادتے نیاوری سعادے نہری۔ قطعہ  
گفت عالم بگوش جاں بشنو و نہماند بگفتنش کردار  
باطل ست انچہ مدعی گوید خستہ را خستہ کے گنہ بیدار  
مرد باید کہ گیرد اندر گوش گریختہ پند پر دلوار

### قطعہ

صاحب مدلی بمدرسہ آمد ز خانقاہ بشکست عمد صحبت اہل طریق را

گفتم میان عالم و عابد چه فرق بود      تا کردی اختیار ازاں پس فرقی را  
گفت ابو کلیم خویش بدر میبرد و موج      دیں جہدی کند کہ بگیرد غریبی را

## باب سوم در فضیلت قناعت

۱- حکایت - بازرگانے را دیدم کہ صد و پنجاه شتر بار داشت  
و چهل بندہ خدمتکار - بشے در جزیرہ کیش مرا بچہ خویش برد  
ہمہ شب نیارمید از سخنامے پریشاں گفتن - کہ فلاں انبارم  
بترکتان ست - و فلاں بضاعت بہندوستان - و ایں قبائل فلاں  
نہیں است - و فلاں چیز را فلاں کس زمین است - و گاہ گفتے کہ  
فاطر اسکندریہ دارم - کہ ہوایش خوش است - باز گفتے نہ کہ  
دریائے مغرب مشوغل است - سعدیا سفرے دیگر در پیش است -  
اگر آں کردہ شود بقیت عمر خویش بگوشہ بنشینم و قناعت کنم -  
گفتم آن کدام سفر است گفت گوگرد پاری خواہم بردن بچین -  
کہ شنیدم کہ قیمے عظیم دارد - و کاسے چینی بروم آرم - و دیباے  
رومی بہند - و پولاد ہندی بکلب - و آبکینہ حلبی بہن - و ہر دیباہی  
بپارس - و ازاں پس ترک سفر کنم - و بدکانے بنشینم - انصاف  
ازیں مانویا - چنداں فرد گفت کہ بیش طاقت گفتنش نہانکہ - گفت  
اے سعدی تو ہم سخنے بگوے از انہما کہ دیدہ و شنیدہ گفتم -

## قطعه

آل شنیدستی کہ در صحرائے غور بار سالارے بفتاد اند ستور  
گفت چشم تنگ دنیا دار را یا قناعت پر کند یا خاک گور  
۳۔ حکایت - مالدارے راشنیدم کہ بہنجل اندر چناں معروف  
بود کہ جاتم طائی در کرم - ظاہر حالش بہمت دنیا آراستہ - و غرست  
نفس جلی پہنچناں دروے ممکن - تا بجائے رسید کہ نالے اند دست  
بجائے ندادے - و گریہ ابوہریرہ را بلقمہ ننوائستہ - و سگ حجاب  
کہف را استخوانے نینداختہ - فی الجملہ خانہ اورا کس تدیدے در کشادہ  
و سفرہ اورا سر - بیست

درویش بجزوبے طعامش نشیدے مرغ ازبے ناں خوردن اوریزہ بخیدے  
شنیدم کہ بدربائے مغرب راہ مصر پیش گرفتہ بود - و خیال فرعون  
در سر - بادے مخالف بکشتی برآمد - چنانکہ گویند - فرو  
یا طبع ملولت چہ کند دل کہ نسازد شرط ہمہ وقتے بود لائق کشتی  
دست بدعا آورد - و فریاد بیفائدہ خواندن گرفت - شش  
دست تصریح چہ سودندہ محتاج را وقت دعا برخدا وقت کرم در بخل

## قطعه

از زروسیم راجتے یرساں خوشن ہم تمتے برگیسر  
چونکہ ایں خانہ از تو خواہد ماند خستے از سیم و خستے از زر گیر  
آوردہ اند کہ در مصر اقارب درویش داشت - بعد از ہلاک دے



ہر بقیت مال او تو انگر شدند۔ و چاہنای کمن برگ او بدریند۔ و  
 خرد و میاطی بعوض آں ببریند۔ ہمدراں ہفتہ یکے را دیدم از  
 ایشان برباد پائے سوار رواں۔ و غلام پری پیکر در پے دواں۔ قطعہ  
 وہ کہ گر مردہ باز گردیدے۔ بسر اے قبیلہ و پیوند  
 رو میراث سخت تر بودے۔ وارثاں را زمرگ خویشاوند  
 بسابقہ معرفتیکہ در میان بالود استیغش گرفتہ و گفتہ۔ بیت  
 بخور اے نیک سیرت و سرہ مرد۔ کال فرومایہ گرد کرد و نخورد

## باب ہفتم در تاثیر تربیت

۱۔ حکایت۔ پارسا زادہ را نعمت بیکراں از ترکہ عمان بہت  
 افتاد۔ فسق و فجور آغاز کرد۔ و مہذری پیشہ گرفت۔ بنی الجملہ نہاند  
 از سائر معاصی منکر یکہ نکرد۔ و مسکریہ نخورد۔ بارے بہ بصیحتش گفتہ  
 اے فرزند دخل آب رواست۔ و خج آسیاے گرداں یعنی خرج  
 فراواں کردن۔ مسلم کسے را باشد کہ دخل معین دارد۔ قطعہ  
 چو دولت نیست خج آہستہ ترکن کہ می گویند ملاحاں سرودے  
 بکوہستاں اگر باراں تبارد۔ بسالے دجلہ گرد و خشک رودے  
 عقل و ادب پیش گیر و لہو و لعب بگذار۔ کہ چوں نعمت سپری  
 شود۔ سختی بری و پیشانی خوری۔ پس از لذت نائے و نوس ایں سخن

در گوش نیاورد - و بر قول من اعتراض کرد - و گفت - راحت جاهل را  
به تشویش محنت آهبل منقض کردن - خلایق را به خردمندان است -

مثنوی

خداوندان کام و نیک بختی چرا سختی برند از بیم سختی  
پروشادی کن ای یار دل افروز غم فردا نشاید خوردن امروز  
ایز انکیف مرا که در صدر مروت نشسته ام - و عقد فتوت بسته -

مثنوی

و فکر انعام در افواه عوام افتاده -  
هر که علم شد بسخاؤ گرم بند نشاید که نهسد بر دم  
نام کوئی جو بدوں شد بکوی در توانی که به بندی بروی  
دیدم که نصیحت نمی پذیرد - و دم گرم من در آهین سرودے  
اگر نمی کند - ترک مناصحت گروم و روے از مصاحبت بگردانیدم  
و قول حکما را کار بستم - که گفته اند - قطعه

گرچه دانی که نشنوند بگوے هر چه دانی تو از نصیحت و پند  
زود باشد که خیره سر بینی بدو پای او فتاده اندر بند  
دست بردست میزند که در بخت نشنیدم حدیث دانشمند  
تا پس از مدتی آنچه اندیشه من بود از بکبت خاش بصورت  
پدیدم - که پاره پاره برهم می دوخت - و لقمه لقمه همی اندوخت  
دل از ضعف خاش بهم برآمد و مروت ندیدم در چنان حالے ریش  
در ریش را به سلامت خراشدن - و نمک پاشیدن - پس با خود گفتم -

## شہنوی

حریف سفلہ دریایان مستی نیندیشد ز روز تنگدستی  
درخت اندر بہارِ آل برفشانند زمستان لاجرم بے برگ ماند

۲۔ حکایت۔ سالے نزاع میان پیادگان حاج افتادہ بود۔  
و داعی دران سفر ہم پیادہ بود۔ انصاف در سزورے ہم افتادیم  
و او فسوق و جدال دادیم۔ گجاوہ نشینے را دیدیم کہ با عدیل خویش  
می گفت۔ یا للجب پیادہ حاج عرصہ مشطرنج را بسر می برد۔ فرزین  
می شود۔ یعنی بہ ازاں می شود کہ بود۔ و پیادگان حاج بادیہ را بسر  
بردند و بترشدند۔

از من بگوے حاجی مردم گدایے را کو پوشتین خلق بازار می درد  
حاجی تویشی شتر است از برائے آنکہ بیچارہ خاری خورد و بار می برد

۳۔ حکایت۔ سالے از بلخ با شامیانم سفر بود۔ و راہ از  
حرامیاں پر خطر۔ جوائے بیدرقہ ہمراہ ماسد۔ سر باز۔ چرخ انداز۔  
سلجشور۔ بیش زور۔ کہ دہ مرد توانا کمان اورازہ نکر دندے۔ و زور  
آوردان روے زین پشت اورا بر زمین نیافردندے۔ اما چنانکہ دانی  
قنقم بود۔ و سایہ پروردہ نہ جماندیدہ۔ و سفر کردہ۔ رعد کوش دلاوران  
بگوشش نرسیدہ و برق شمشیر سواران ندیدہ۔

نیفتادہ در دست دشمن اسیر بگردش نیابیدہ بازارن تیر  
اتفاقاً من و ایں جوال ہر دو در پے ہم دواں۔ ہر دیوار قدمیش

که پیش آمدے بقوت بازو بیفکندے - و هر درخت عظیم که دیدے  
 به نیردے سر پنجه بر کندے - و تفاخر کنایا گفتمے - بیت  
 پیل کوتا کتف و بازو گزداں بپند شیر کوتا کتف و سر پنجه مرداں بپند  
 مادرین حالت که دو هند و از پس سینه سر بر آوردند - و آهنگ  
 قتال ماکرند بدست تاییکے چوبے و در بغل یکے دیگر کلوخ کو بے -  
 جوال را گفتم چه پائی که دشمن آمد - بیت  
 بیا ارچه داری ز مردی و زور که دشمن بپای خود آمد بگور  
 تیر و کمان را دیدم از دست و جوال افتاده و کمره هلاستخاں -

نهر که من شکافد به تیر جوش خائے - بمردن حمله جنگ آوراں بار و پائے  
 چاره جز آں ندیدم که رخت و سلاح و جامه دبا کردیم - و جان  
 سلامت بر آوردیم - قطع

بکارهای گراں مرد کار دیده فرست که شیر شمره در آرد زیر خم کنند  
 جوال اگر چه قوی بال و پلتن باشد بجنگ دشمنش از هول بگسلد بپویند  
 نبرد پیش مصاف آزموده معلوم است چنانکه مسئله شرح پیش دانشمند

جدال سعدی یا مدعی در بیان تو انگری و وروپائی

یکے بر صورت درویشاں نه بر صفت ایشاں - در محفل دیدم نشسته  
 و نشسته در پیوسته - و دفتر شکایت باز کرده - و ذم تو انگریاں افتاد نهاده -

سخن بدیں جا رسانیدند- که درویش را دست قدرت بسته است  
و تو انگریاں را پایے ارادت شکستہ- بلیت  
کہیاں را بدست اہل درم نیست خداوندان نعمت را کرم نیست  
مرا کہ پروردہ نعمت بزرگام این سخن سخت آید- گفتم اے یار  
تو انگریاں دخل میکنانند- و ذخیرہ گوشہ نفیناں - و مقصد لائماں  
و کھن مسافراں - و متحمل بارگہاں از بہر راحت دیگران - دست  
تناول بطعام انگہ برند کہ متعلقان و زبردستاں بخورند- و فضلہ مکارم  
ایشان بہ اراذل و پیراں و اقارب و جہراں رسد- نظم  
تو انگریاں را وقفت و نذر و مہمانی زکوۃ و فطرۃ و عتاق و ہدی و قربانی  
تو کے بدولت ایشاں رسی کہ توانی جزیں دورگت و آنہم بصدریشانی  
اگر قدرت جو داست و اگر قوت سجود- تو انگریاں را بہتر نیست نشود-  
کہ مال مزکی دارند- و جامہ پاک - و عرض مصئون - و دل فارغ-  
و قوت طاعت در لقمہ لطیف است و صحبت عبادت در گنہوت  
لطیف - پیدا است کہ از معدہ خالی چہ قوت آید- و از دست تنی  
چہ قوت - و از پایے بستہ چہ سیر- و از دست گرسنہ چہ خیر- قطعہ  
شب پراگندہ خنید آنگہ پدید بود و جہر بامدادانش  
مور گرد آورد بتابستاں تا فراغت بود زمستانش  
فراغت بافاقہ نہ پیوندد- و جمیعت در تنگدستی صورت نہ بندد  
یکے تحریمہ عشا بستہ و دیگرے منتظر عشا نشستہ- ہرگز این بدان

کے مانند۔

بیت

خداوند روزی بحق مشغول  
پس عبادت ایشان بقبول نزدیکتر است۔ کہ جمع اند و حاضر و  
پیشانی و پراگندہ خاطر۔ اسباب معیشت ساختہ۔ و باوراد عبادت  
پرواختہ۔ عرب گوید۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ الْمَلِكِ وَبِجَارِ مَنْ لَا  
يُحِبُّ۔ در خبر است۔ الْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْرِ فِي الدَّارَيْنِ۔ گفت  
این شنیدی و آل شنیدی کہ فرمودہ اند۔ الْفَقْرُ فَحْشٌ حَقٌّ۔ گفتم  
خاموش کہ اشارت سید عالم علیہ السلام بفقر طائفہ ایست کہ مرد  
میدان رضا اند۔ و ہدف تیر قضا۔ نہ ایناں کہ خرقدہ ابرار پوشند  
و لقمہ ادرار فروشند۔  
رہا می

ای طبل بلند بانگ در باطن پیچ  
روی طبع از خلق بہ پیچ ارموشی  
در ویش در معرفت نیار آمد تا کاش بکفر نہ انجامد کہ گادَا الْفَقْرُ  
اَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا۔ و نقاید جز بوجود نعمت برہنہ را پوشیدن۔  
یا در استخلاص گرفتارے کوشیدن۔ و ابنائے جنس مارا بمرتبہ  
ایشان کہ رساند۔ وید علیا بہ ید سُفلی چہ ماند۔ نہ بینی کہ حق جل  
شادہ در محکم تنزیل از نعیم اہل بہشت خبر میدہد اُولٰٓئِكَ لَهُمْ  
رِزْقٌ مَّعْلُومٌ۔  
فرد

تشدکاں را نماید اندر خواب  
ہمہ عالم بچشم چشمہ آب

حائیکه من این سخن بگفتم حنان طاقت درویش از دست تحمل  
برفت - تیغ زباں برگشید - واسپ فصاحت بمیدان وقاحت جهانید  
و گفت چندان مبالغت در وصف ایشان بکردی و سخنهاے پریشان  
بگفتی که و هم تصور کند که تریاقتند - یا کلید خانه اوراق مشتے  
متکبر مغرور - معجب نفور - مشغول مال و نعمت - و مفتقر جاه و  
ثروت - که سخن نگویند الا بسفاهت و نظر نکنند الا بکراهت علماء را  
بگدائی فسوب کنند - و فقر را به بے سروپائی طعنہ زنند - بعد از  
مالے که دارند و عزت چاہیکه ندارند برتر از همه نشینند -  
نه آن در سر دارند که سر یکے بردارند - پیچر از قول حکماں که گفته  
اند - هر که بطاعت از دیگران کم است و به نعمت بیش بصورت  
توانگر است و بمعنی درویش -

گفتم مذمت ایناں روا مدار که خداوند کرم اند - گفت غلط گفتی  
که بنده کرم اند - چه فائده که ابر آزارند و نمی بارند - و چشمة  
آفتاب اند و برکس نمی تابند - و بر مرکب استطاعت سوار اند -  
و نمیرانند - قدم بهر خدا نهند - و درے بے من و اذی ندهند -  
مالے بمشقت فراهم آرند - و به خست نکندارند و بجسرت بگذارند -  
چنانکه بزرگاں گفته اند - ایسم بخیل از خاک و قے بر آید که او  
در خاک رود -  
برنج و سنی کسے نعمت بچنگ آرد و گرس آید و بے رنج و سنی بردارد

گفتش بر بخل خداوندان نعمت و قوت نیافتہ الا بعلت گدائی و گدائی  
 نہ ہر کس طرح کیسوں ہند کہ ہم و بخیلش کیے نماید۔ امجک داند کہ در چیست  
 و گدا داند کہ ممسک کیست۔ گفتا بتجربہ آں می گویم۔ کہ متعلقان  
 بر در بدارند۔ و غلیظان شدید را برگارند تا بار عزیزان نہ ہند۔  
 و دست جفا بر سینہ صالحان و لیل تمیزان نہند۔ و گویند کس  
 اینجا نیست۔ و بحقیقت راست گفتہ باشند۔ بہشت  
 آنرا کہ عقل و ہمت و تدبیر و انصاف خوش گفت ہندہ دار کس و در کس نیست  
 گفتم بعد ازاں کہ از دست متوقعال بجاں آمدہ اند۔ و از رقعہ  
 گدایان بفعال۔ و محال عقلست کہ اگر ریگ بیابان در شود  
 چغم گدایان پڑ شود۔

دیدہ اہل طبع بنعمت دنیا پڑ نشود همچنانکہ چاہ بہ شلغم  
 ہر کجا سختی دیدہ تلخی کیندہ را بینی۔ خود را بشفرہ در کالہا  
 مخون اندازد۔ و از عقوبت آخرت نہ ہراسد۔ و حلال از حرام  
 نہ شناسد۔

سگے را گر کلونے بر سر آید رشادی بر جہد کال استخوانیست  
 اگر نقشے دو کس بر دوش گیرند لیثم الطبع پندارد کہ خوانیست  
 گفتا نہ کہ من بر حال ایشان رحمت می برم۔ گفتم نہ کہ بر مال  
 ایشان حسرت می خوری۔ مادرین گفتا ہمہ و ہر دو ہمہ گرفتار ہر ہینے  
 کہ بر اندے بدفع آں کو شیدے۔ و ہر شاہے کہ بخواندے بقریزیں



پوشیدے۔ تا نقد کیسہ ہمت درباخت۔ و تیر جیہ حجت ہمہ

بنیادخت۔ ہاں تا سپر نیلگنی از حملہ فصیح  
 دیں و رزد معرفت کہ سخندان سوچ گئے۔ کورا جزین مبالغہ مستعار نیست  
 تا عاقبت الامر دلپیش نہاند۔ دلپیش کردم۔ دست تعدی دلاز  
 کرد۔ و بیدہ گفتن آغاز۔ دسنت جاہلاں است۔ کہ چوں بدیل  
 از خصم فرو مانند۔ سلسلہ خصومت بچہباند۔ چوں آزر بہت تراش  
 کہ بھجت بالپسر بر نیاید۔ بھجک برخاست۔ و غنام داد و یسقطش گفتم  
 گر بیامم درید۔ ز خندانیش شکستم۔ قطعہ

او در من و من در و فتادہ خلق از پے مادواں و خنداں  
 انگشت بچے جمانے از گفت و شنید ما بدنداں  
 القصہ مراست ایں سخن پیش قاضی برویم۔ در حکومت عدل  
 راضی شدیم۔ تا حاکم مسلمانان مصلحت بگوید۔ و میان توانگراں و  
 درویشاں فرقی بگوید۔ قاضی چوں حالت ما بدید۔ و منطق ما بشنید  
 سر بھجت تفکر فرو برد و پس از تامل بسیار سر بر آورد و گفت  
 اینکہ توانگراں را شنا گفتمی۔ و بر درویشاں جھاروا داشتی۔ بدانکہ  
 ہر جا کہ گل ست خار ست۔ و با خمر خمار ست۔ و بر سر گنج مار ست  
 و آنجا کہ در شاہوار ست۔ نہنگ مردم خواہ ست۔ لذت ہمیش  
 دنیا را لدرغہ اجل در پست۔ و نغم بہشت را دیوار مکادہ در پیش

بیت  
 جور دشمن چه کند گر نکشد طالب دست گنج و مار و گل و خار و غم و شادی بکمالند  
 نظر نمایی در بستان که بید مشک است و چوب خشک و باغچین  
 در زمره توانگران شاگرد و کفور - و در حلقه درویشان صابر اند و صبور -

شعر  
 اگر زاله هر قطره در شدی چو خر مهره بانار ازو پُرسیدی  
 مقربان حضرت جل و علا. توانگرانند درویش سیرت - و درویشانند  
 تو نگه همت - و همین توانگران است که غم درویش خورد - و بهمن  
 درویشان است که گم توانگران گیرد - وَ مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ  
 پس روی عتاب از من بجانب درویش کرد - و گفت ای که گفتی  
 توانگران مشتغل اند بمنای - و مست ملاهی - نعم طائفه هستند -  
 برین صفت که بیاں کردی - قاصر همت - کافر نعمت - که بهرند و نهند  
 و بخورند و نهند - و اگر بمثل باران نیارد - و یا طوفان جهال را  
 بردارد - با اعتماد مکنش خویش از محنت درویش نپرسند - و از  
 باری تعالی نترسند -  
 شعر  
 گر از نیستی دیگر شد هلاک مرا هست و بطراز طوفان چه باک

شعر  
 دوناں چو کلیم خویش بیرون بردند گویند چه غم از همه عالم مُردند اگر  
 قومی بدین نمط هستند که شنیدی - و طائفه توان نعمت نهاده  
 گم

و دست کرم کشاده - طالب نام اند و مغفرت و صاحب دنیا و آخرت -  
 قاضی چو سخن بدین قایت برسانید - و از حد قیاس اسب  
 مخالفت در گذرانید - بمقتضای حکم قضا رضا دادیم - و از ماضی  
 در گذشتیم - و بعد از مجازا طریق مدارا اگر فتنم - و سر بتدارک بر قدم  
 یکدیگر نهادیم - و بوسه سر و روی هم دادیم و ختم سخن - بریں  
 دو بیت کردیم -

مکن ز گردش گیتی شکایت اے درویش      کز تیره بختی اگر هم بریں نسق مردی  
 تو اگر چو دل و دست کامرانت هست      بخور بخیل که دنیا و آخرت برودی

## باب هشتم در آداب صحبت

۱- حکمت - موسی علیه السلام قارون را نصیحت کرد که آجرت  
 کَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ نُشْتَبِدْ - عاقبتش شنیدی - قطعه  
 آنکس که بدینا رو درم خیر نپند و خست      سر عاقبت اندر سر دنیا رو درم کرد  
 خولای متمتع شوی از نعمت دنیا      با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد  
 عرب گوید بخش و منت منه که نفع آں تو باز نمی گردد -

دروخت کرم هر کجا بچ کرد      گذشت از فلک شلخ و بالای او  
 - اگر امید داری گزیدو بر خوری      بمنّت منه الله برپا سئ او

قطعه

شکر خدای کن که موفق شدی بخیر  
منّت منہ کہ خدمت سلطان ہی کنی  
منّت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

۳- پند- ملک از خرد منداں جمال گیرد- و دیں از پرہیز گاراں  
کمال یابد- پادشاہاں بہ نصیحت خرد منداں ازاں محتاج تراند کہ  
خرد منداں بقربت پادشاہاں- قطعہ

پندے اگر بشنوی اے پادشاہ در ہمہ دفتر بہ ازیں پند نیست  
جز بخر و مند مفرما عمل گرچہ عمل کار خرد مند نیست  
۴- حکمت- رحم آوردن بر بدیاں ستم است بھونیکاں و عفو

کردن از ظالمال جور است بر درویشاں- بہت  
نجیبت را چو تعمد کنی و بنوازی بدولت تو گنہ می کند بانبازی  
۵- پند- رازیکہ نہاں خواہی باکس در میاں منہ و اگرچہ دوست  
مخلص باشد کہ مراں دوست را نیز دوستاں باشند-

و ہمچنین مسلسل-  
خاموشی بہ کہ ضمیر دل خویش باکسے گفتن و گفتن کہ ملوے  
اے سلیم آب ز سر چشمہ بہ بندہ کہ چو پند متواں بہتن جوے

۶- حکمت- دشمن ضعیف است کہ در طاعت آید و در غیبت نکاید مقصود  
سخن در نہاں بناید گفت  
۷- حکمت- دشمن بر ملا نہاید گفت

وے جزیں نیست کہ دشمن قوی گردد - و گفته اند بروستی دوستاں اعتماد  
نیست تا تعلق دشمنان چه رسد - و هر که دشمن کو چک را حقیر شمارد  
بدان ماند که آتش اندک را مهمل می گذارد - قطعه

امروز بکُش چو میتوان کُشت کاتش چو بلند شد جہاں سوخت  
مگذار که زہ کند کماں را دشمن کہ بہ تیر میتوان دوخت  
۴ - حکمت - سخن در میان دو دشمن چنان گوے کہ اگر دوست

گردند شرم زده نباشی - ابیات  
میان دو کش جنگ چو آتش است سخن عین بد بخت ہمیز کش است  
کنند این و آن خوش و گریہ دل وے اندر میاں کور بخت و نجل  
میان دو کش آتش افروختن نہ عقلست و خود در میاں سوختن  
قطعه

در سخن بادوستاں آہستہ باش تا ندارد دشمن خونخوار گوشش  
پیش دیوار آنچه گوئی ہوش دار تا نباشد در پس دیوار گوشش  
۵ - حکمت - تا کار بزر برمی آید جاں در خطر افکندن نشاید - شاعر

چو دست از ہمہ سلبی در شکست حلال ست بردن بر شمسیر دست  
۸ - حکمت - نصیحت از دشمن پذیرفتن خطاست - ولیکن شنیدن

رواست کہ بخلاف آن کار کنی کہ عین جواب است - مثنوی  
حذر کن ز آنچه دشمن گوید آن کن کہ بر زانو زنی دست تغابن  
گرت را پے نماید راست چو تیر ازاں بہر گرد زارہ دست چپا گیر

۹- پند- ختم بیش از حد گرفتن وحشت آورد - و لطف بے وقت  
 ہیبت برد - نه چندان درشتی کن که از تو سیر گردند - و نه چندان نرمی  
 که بر تو دلیر -

ابیات

درشتی و نرمی بهم در بر است چو رگ زن که جراح و مرهم نه است  
 درشتی نگیرد خردمند بیش نه سستی که نازل کند قدر خویش  
 نه مر خویشتن را فروزی نهند نه یکبار تن در مذلت دهد

نظم

چو آن بایدر گرفت اے خردمند کم از تعلیم ده پیرانه یک پند  
 بگفتا نیک مردی کن نه چندان که گردد کپیره گزین قیز و ننداں  
 ۱۰- حکمت - چو بینی که در سپاه دشمن تفرقه افتاد - تو جمع  
 باش - و اگر جمع شوند از پریشانی اندیشه کن - قطعه

برو باد و ستال آهسته نمیشین چو بینی در میان دشمنان جنگ  
 و گر بینی که با هم یک زبانند کماں راز و کن و بر باره بر سنگ

۱۱- پند - سر مار بدست دشمن بکوب که از احدی آیینین خالی  
 نباشد - اگر این غالب آمد مار کشتی - و اگر آل از دشمن رستی - فرو  
 برو معرکه ایمن مشو ز خصم ضعیف که مغر مشیر بر آرد چو دل زبال برداشت  
 ۱۲- نکته - بادشاه را بر خیانت کسے واقف مگرداں - مگر آنکه که

بر قول کلی واقع باشی و اگر نه در هلاک خود سعی می کنی - مثنوی  
 پس بچ سخن گفتن آگاه کن که بیتی که در کار گیرد سخن

کما است در نفس انسان سخن      تو خود را بگفتار ناقص مکن  
 ۱۳- حکمت - ده آدمی بر سفره بخورند - و دوسگ بر مردار  
 بهم بسر نهند - حریص بجهان گرسنه است - و قانع بنای سیر حلا  
 گفته اند - درویش بقناعت به از توانگری بیضاعت - شش  
 روده تنگ بیک نان تنی پر گردد      نعمت روی زمین پر نکند دیده تنگ

قطعه

پدر چوں دور عمرش منتفی گشت      مرا این یک نصیحت که دو بگذشت  
 که شهنوت آتش ست از بوی بهر تیز      بخود بر آتش دوزخ مکن تیز  
 در آل آتش نداری طاقت سنوز      بصبر آب بر آتش زن امروز  
 ۱۴- پند - نادان را به از خاموشی نیست - و اگر این مصلحت

بدانسته نادان نبودے -

چوں نداری کمال فضل آل به      که زباں در دهاں نگهداری  
 آدمی را زباں فضیحت کرد      جوز بے مغز را سبکساری

ابیات

خبرے را ابلے و تعلیم میداد      برود بر صرف کردے سعی دائم  
 چکے گفتش اے نادان چه کوشی      دریں سودا تیرس از لوم لائم  
 نیاموزد بهائم از تو گفتار      تو خاموشی بیاموز از بهائم

ابیات

هر که تامل نه کند در جواب      بیشتر آید سخنش تا صواب

یا سخن آراے چو مردم بهوش یا بنشین بهیچو بهائم نموش  
 ۱۵- پند- هر که علم خواند و عمل نه کرد بدای ماند که گاوراند و  
 تخم نیفشاند- از تن بیدل طاعت نیاید- و پوست بے مغز بضاعت  
 را نشاید- نه هر که در حیا دولت چست در معاملات درست-

۱۶- حکمت- بے سزایا سزمندا را نتوانند دید- همچنان که  
 سگ بازاری سگ صیدے را مشغله بر آرند- و پیش آمدن نیاید  
 یعنی سفله چوں به سز باکس بر نیارید- به خفتش در پوستیں افتد-

بیت

کنند هر آینه غیبت حسود کو تر دست که در مقابلہ گنگش بود زبان مقال

۱۷- حکمت- حکیمے کہ با جهال در افتد باید کہ توقع عزت ندارد  
 و اگر جاسطے زبان آوری بر حکیمے غالب آید عجب نیست کہ سنگبست  
 کہ گوهر را می شکند- بیت

نه عجب که فرو رود قفش عند لبے غراب هم قفش

قطعه

گر بهر مند ز او باش جفاے بیند تادل خویش نیا زارد و در هم نشود  
 سنگ بد گوهر اگر کامه زین شکند قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

۱۸- حکمت- خردمندے را که در زمره او باش سخن به بند  
 شگفت دارد که آواز بر لب یا غلبه دهل بر نیاید- و بوسے عیبر از  
 گند سیر فرو ماند-



## مثنوی

بلند آواز ناداں گردن افراخت      که دانا را به بے شرمی بنیادخت  
نمی داند که آهنگ حجازی      فرو ماند ز بانگ طبل غازی

۱۹- حکمت - جوهر اگر در خلاب افتد همان نفیس ست - و

غبار اگر بر فلک رود همان خفیس - استعداد بے تربیت دریغ ست

و تربیت نامستعد ضائع - خاکستر نسبت عالی دارد - که آتش جوهر

علویست و لیکن چوں نبفس خود هنرے ندارد با خاک برابرست قیمت

شکسته از نه ست - که آں خود خاصیت وے ست - مثنوی

چو کنگاں را طبیعت بے هنر بود      پیمبر زادگی قدرش نیفزود

هنر بنماے اگر داری نه گوهر      گل از خار است و ابراهیم از آذر

۲۰- حکمت - جال در حمایت یک دم است و دنیا وجودے

میان دو عدم - دین بدینا فروشان خراشد - یوسف را فرد شدند -

تا چه خرنند - بیت

بقول دشمن پیاں دوست بشکستی      ببین که از که بریدی و با که پیوستی

۲۱- حکمت - هر که بزندگی نانش نخورد چوں بمیرد نامش نمیرند -

لذت انگور پیوه داند نه خداوند پیوه - یوسف صدیق علیه السلام در زندگ

سال سیر نخوردے - تا که سنگاں را فراموش نکند - مثنوی

آنکه در راحت و تنعم زلیست      اوچه داند که حال گرسنه چلیست

حال در ماندگاں کسے داند      که باحوال خویش در ماند

## قطعه

ایکے بر مرکب تازندہ سواری ہندار  
آتش از خانہ ہمسایہ درویش مخواه  
۴۴۔ پند۔ درویش ضعیف حال را در خفگی تنگ سال مپرس کہ  
چونی۔ الا بشرط آنکہ مرہے بر ریش نبی و معلومے پیش۔ قطعہ  
خریکہ بینی و بارے بگل در افتادہ بدل برو شفقت کن وے مرد بسترش  
کنونکہ رفتی و پرسیدیش کہ چوں افتاد میاں بہ بند و چو مردال بگیر نہ بہ خورش  
۴۵۔ حکمت۔ توانگر فاسق کلوخ زرانند و دست۔ و درویش  
صلح شاہد خاک آلود۔ ایں کیے دلق موسیٰ است مرقع۔ و آل ریش  
فرعون مرصع۔ و لیکن شدت تیکال روے در قرع دارد۔ و دولت  
بدان سرور نشیب۔ قطعہ

ہر گرا جاہ و دولت ست بدال خاطر خستہ در نخواہد یافت  
خیرش وہ کہ بیج دولت و جاہ بسم اے دگر نخواہد یافت  
۴۶۔ حکمت۔ تلیند بے ارادت عاشق بے ز رست۔ و رونندہ  
بے معرفت مرغ بے پر۔ عالم بے عمل۔ درخت بے بر۔ و زاہد بے علم خانہ  
بے در۔ مراد از نزول قرآن تحصیل صورت خوب است نہ تزیین  
سورہ مکتوب۔ عامی متعبد پیادہ رفتہ است۔ و عالم متمادل سوار  
خفتہ۔ عاصی کہ دست بردارد بہ از عابد کہ عجب در سر دارد۔ ہیئت  
سرہنگ لطیف خوے دلدار۔ بہتر ز فقیہ مردم آزار

۲۵- حکمت - خلعت سلطان اگر چه عزیز است جامه خلاق  
خود ازاں بعزت ترو خوان بزرگان اگر چه لذیذ است خورده انبال  
خویش ازاں بلذت تر - **بلیت**

سمر که از دست رنج خویش و تره . سمر از نان ده خداست و بره  
۲۶- حکمت - خلاف راه صواب است و عکس راه اولی الالباب

دارد بگماں خوردن - و راه نادیده بے کارواں رفتن - امام مرشد محمد غزالی  
را رحمة الله علیه پرسیدند - که چگونه رسیدی - بدین منزلت در علوم -

گفت بدانکه هر چه ندانستم از پرسیدن آن تنگ نداشتم - قطع  
امید غایت آنکه بود موافق عقل که بنص را بطبیعت شناس بنامی  
پرس هر چه ندانی که ذل پرسیدن دلیل راه تو باشد بعزو و انانی

۲۷- حکمت - علم شستر چنانکه معلوم است اگر طغی مماش گیرد  
و صد فیر سنگ برود - گردن از متاع بخش بر نه پیچد - اما اگر دره بولنگ  
پیش آید که موجب هلاک باشد و طفل مینجا بنادانی خواهد رفتن  
زمام از کفش در کشاند - و دیگر مطاوعت نکند - که هنگام درشتی  
ملاطفت مذموم است - و گویند دشمن بلاطفت دوست نگردد  
بلکه طمع دشمنی زیادت کند - **قطع**

۲۸- حکمت - اجل کائنات از روی ظاهر آدمی است - و اذل  
کسیکه لطف کند یا تو خاک پایش باش و اگر خلات کند درو چشمش آگین خاک  
سخن بلطف و کرم یادشست نوی موی که زنگ خورده نگردد مگر بپوین پاک

موجودات سگ - و بالافاق خرو منداں سگ حق شناس بہ از آدمی ناسپاس -

سگے بالقمہ ہرگز فراموش <sup>قطعہ</sup> نگرود در زنی صد نوبتش سنگ  
وگر عمرے نوازی سفلہ را بکمر چیرے آید با تو در جنگ

۴۹ - حکمت - در انجیل آمدہ است کہ اسے فرزند آدم اگر توانگری  
و ہمت مشتعل شوی بحال از من - و اگر در ولش کمت تنگدل نشینی

پس حلاوت ذکر من کجا دریابی - و بعبادت من کے شتابی - قطعہ  
کہ اندر نعمتی مغرور و غافل گہ اندر تنگدستی خسہ و ریش

۵۰ - حکمت - ارادت بیچوں یکے را از تحت شاہی فرود  
آرد - و یکے را در شکم ماہی شیکو دارد - بہت

وقتست خوش آنرا کہ بود ذکر تو موش در خود بود اندر شکم حوت چو لوش

۵۱ - بند - نیک بختاں بحکایت و امثال پیشینگاں پند گیرند -  
ازاں پیش کہ پسینان برواقعہ او مثل زنند - دزدان دست

کوہ نمکنند تادست شاں کوہ نمکنند - قطعہ  
نرود مرغ سوے دانہ فراز چوں دگر مرغ بیند اندر بند

۵۲ - حکمت - آں را کہ گوش ارادت آفریدہ اند - چوں  
کند کہ بشنود - و آں را کہ کند سعادت می برد - چہ کند کہ نرود

## قطعه

شب تاریک درستان خداے می بتاید چو روز رخشنده  
دین سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خداے بخشنده

## مرباعی

از تو بکہ نام کہ دیگر داور نیست وز دست تو بیج دست بالاتر نیست  
آں را کہ تورہ دہی کسے گم نکند و از ا کہ تو گم بہ کنی کسے رہبر نیست  
۳۳۔ حکمت نصیحت یاد شاہاں مسلم کسے راست کہ بہیم  
سر ندارد با امید زر۔ مثنوی

موجد چہ دریائے ریزی زرش چہ شمشیر ہندی منی بر سرش  
امید و ہراسش نباشد ز کس بر نیست بنیاد توحید و بس  
۳۴۔ حکمت۔ حکیمے نامور را چرسیدند۔ درختاں را کہ خدای  
عزوجل آفریدہ است۔ و برومند بیج یک را آزاد بخواندہ اند۔  
مگر سرور را کہ ثمرہ ندارد۔ گوئی دریں چہ حکمت ست۔ گفت ہر یک را  
دخلے معین ہست۔ بوقتے معلوم۔ گئے بوجود آں تازہ اند۔ و گاہے  
بعدہم آں پژمرده۔ و سرور را بیج ازیں نیست۔ وہمہ وقت خوش است  
و اینست صفت آزادگاں۔ قطعہ

ہر نیکہ میگردد دل منہ کہ دجلہ ہے پس از خلیفہ بخاہد گذشت در بغداد  
گرت ز دست بر آید چو نخل بائش کریم ورت ز دست نیاید چو سرو بائش آزاد

## ملا حسین واعظ کاشفی

ملا حسین ابن علی واعظ کاشفی - ایک مشہور عالموں میں سے ہیں۔  
ان کی مختلف علوم میں بہت سی تصنیفیں ہیں۔ بہیق سبزواری کے  
اشارات میں ایک موضع ہے وہاں پیدا ہوئے اور اپنی زندگی کے اکثر زمانہ  
کو ہرات میں بسر کیا۔

سلطان حسین مرزا کے زمانہ میں ان کی بڑی عزت تھی۔ چونکہ  
حسین مرزا خود بھی بڑا ادیب اور صاحب تصنیف تھا۔ اس کے دربار  
میں علما اور فضلا کا مجمع رہتا تھا کاشفی اپنے کمالات کی وجہ سے اس کے  
بڑے مقرب ہو گئے تھے۔ سلطان نے ہرات میں نقیب المومنین کا  
عہدہ دیا تھا۔ آخر عمر تک اسی عہدہ سے سرفراز رہے۔

ملا حسین تفسیر - حدیث - نجوم - ادب میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔  
اور بہت بڑے واعظ تھے۔ ۵۰۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

ملا حسین نے اخلاق محسنی ۳۹۴ھ میں سلطان حسین مرزا کی  
فرمائش سے لکھی۔ اور ان کے لڑکے ابوالحسن کے نام سے اس کو معنوں  
کیا۔ اس کتاب کی عبارت اس زمانہ کی رنگین عبارت کا نمونہ ہے۔ اخلاق  
کی تمام ضروری باتوں کا بہترین اور مختصر ادب دلا دینے کا مجموعہ ہے۔

# انتخاب از اخلاق محسنی

## سخاوت و احسان

سخاوت سبب نیکنامی و احسان موجب دوستکاری و نخست  
فرجامی است و پنج صفت آدمیال را و خصوصاً اشراف و انجاد  
الایشال را به از خود و سخا نیست - بلیت

شرف مرد بچود است و کرامت بسجود - هر که این هر دو ندارد عدش به نزد چود  
در خیر کرده است که سخا در خستست در بهشت - و بحقیقت نهالیت

برکناره جویند تو شنودی حق سبحانه، تعالی رسته و شاخ او در سر  
افرازی با علی علیهین پیوسته - شگوفه او نیکنامی دنیا است و میوه  
او کرامت و فضیلت عقیلی - بلیت

این سخا شایسته از نایغ بهشت - وای او کیس شاخ را از کف بهشت  
از حاکمی پرسیدند که چینی که مجموع هنر را بدو مخفی ماند چیست -  
جواب داد - که بخل - باز سوال کردند که هنر که همه عیبها را

پوشد کدام است - گفتا سخا - فرو  
هنر سخاست و که جمله دست افزانند - اگر ترا بهر انگشت خویش صد هنر است  
بی یقین بیاید دانست که ثامال را از قید امساک مطلق نگر دانند -

توسن مفاخر و موالی بقید در نیاید - مثنوی  
 بختبر کرم زهر اندیشه نیست نکوتر ز سخا پیشه  
 خاص زهر کرم آمد درم برگذر قافیه اینک کرم گفت  
 اسکندر از اسطو پرسید که سعادت دین و دنیا در چه چیز است گفت  
 در خود و کرم - اما سعادت دین آنست که حق سبحانه می فرماید -  
 هر که یک حسنه بیارد - او را ده حسنه کرامت کنیم - مثنوی  
 آنکه ترا توشه ره می دهد از تو یک خواهد و ده می دهد  
 بهتر ازین مایه ستائیت نیست سود کن آخر که زیانیت نیست  
 اما سعادت دنیا آنست که مرغ دل خلق را بکرم صید توان کرد  
 چو دل که سلطان است در قید کس افتاد - قالب به تبعیت قلب  
 در دام می افتد - و چو کریم مالک القاب جمع شد البواب سعادت  
 برو کشاده - و اسباب مراوات او آماده شود - و از فضیلت خود  
 یکے آنست که ولهاے خلایق جو انمرداں را در دست دارد - هر چند  
 که از احسان ایشان بهره بدیشان نرسیده باشد - مثلاً اگر مردم  
 خراساں بشنوند که در عراق مرده کریم و جوانمرد است همه او را  
 دوست خواهند داشت - و برو آفرین خواهند گفت بلکه اگر  
 کریمے را که در قید حیات نباشد یاد کند - همه کس شناس او  
 گویند چنانچه حاتم دانی را که از وفات او قریب نه صد و چهل و  
 پنج سال گذشته - هنوز بهادر ذکرش بر یارین آفرین آراسته است



وچمن نیکنایش بر پیرایہ شاد تخسین پیراستہ - فرمودہ نیکوئی مشہور  
 مانند حاتم طائی ویک تاباید بنامد نام بلندش بہ نیکوئی مشہور  
 دارا از جیکے پرسید کہ پیرایہ سلطنت چلیست گفت در عزت  
 زلیتن - گفت عزت را چگونه نگاہ توان داشت - گفت بخوار داشتن  
 زر - ہر کہ زر در نظر او خوار است ہمہ کس او را عزیز و کرم دارند -

قطعه

مال از بہر آل بکار آید تانہ بہر تن سیر گردد  
 ہر کہ تن را فدای مال کند مال و تن عرضہ خطر گردد  
 ہر کہ کیے کہ خوار دارد زر ہر زمانے عزیز تر گردد

## تواضع و احترام

تواضع سبب رفعت است - چہ در حدیث آمدہ است کہ  
 مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ - یعنی ہر کہ فروتنی نماید برائے خداے  
 خداے او را بر دارد و درجہ او را بلند گرداند - بلست

تواضع نژاد ارجمندی دہد - زروے شرف سر بلندی دہد  
 نصیر الدین احمد از ملوک سامانیہ لیسر خود را و جیسے کہ دیکہ  
 اے فرزند دیکند اگر میخواہی کہ ملکیت کہ مایہ مشقت بدست آوردہ ایم -  
 و سلطنت کہ عمر عزیز در تمہید قواعد آل صرف کردہ سالہا بر تو بماند -  
 بہترینیہ اعتماد مکن کہ مال نہ معرض زوال است - و بہر لشکر

دل منہ کہ مرد سپاہی منقلب الاحوال است۔ تکیہ در دوام ملک و  
قیام حکم برکرم نمائے و در تواضع افزائے کہ تواضع و کرم دو دام  
اند بردہائے مردان۔ و ہر کہ حید ازین دو دام شد ہرگز نہ روئے  
ربائی ندارد۔ و گویا اشارت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم درین  
عبارت کہ سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ۔ برین معنی است کہ ہر گاہ  
کے را بخدمت تواضع نمودی۔ دل او حید تو گشت۔ و در دام  
محببت تو مقید شد۔ پس او محکوم تو و تو مخدوم او باشی۔ و او حید  
تو و تو حید او شوی۔ **نظم**

تواضع میدہد از روشنائی کم بے بیگانگان را آشنائی  
تواضع ہر کہ دارد سرفراز است بروئے او در اقبال باز است  
تواضع آنست کہ کسی مقدار خود از مقدار دیگر کمتر بیند۔  
پس عزت و حرمت خود بر طرف نہادہ۔ دیگران را عزیز و محترم  
سازد۔ و ازین معنی کہ اجتناب می نماید کہ مشرف ذات و  
علو قدر او در معرض اشتباہ ماندہ باشد۔ فَاَمَّا اَنَّهُ قُلُّ لِنَفْسِ الْاَمْرِ  
بزرگ قدر و عالی مرتبہ است او از تواضع نترسد۔ زیرا کہ اگر از  
خلاق و خلایق می افزاید۔ بلکہ نہایت و مکت و نزدیک  
تواضع ز گردن فرازاں نکوست۔ گد اگر تواضع کند خودے اوست  
و ازینچہ معلوم می شود کہ کبر از خصائص ناقصاں و ساقطال

و غرض ایشان پوشیدن نقصان خویش - اما بحقیقت قیاس خود را  
ظاہری گردانند - چو کبر آدمی را نخواہد و بمقدار سازد - نظم  
تا توانی بگرد کبر مگرد متکبر برے ز کبر نخورد  
گرد تو بے کبر و بے ریا باشی خاص در گاہ کبریا باشی

و تواضع از ہمہ کس زیبا می نماید - بزد دوست زیبا تر - زیرا  
کہ پیرایہ بزرگی تواضع است - آورده اند کہ ابن سماک بمجلس  
ہارون رشید آمد - خلیفہ از برای او برخاست و تعظیم کرد - ابن  
سماک گفت - اے خلیفہ تواضع تو در پادشاہی بزرگتر است از  
پادشاہی تو - خلیفہ گفت - سخن نیکو گفتی زیادت کن - گفت ہر کہ  
حق تعالی اورا مال و جمال و بزرگی دہد - و او در مال بایندگان  
خدا مواسا و احسان کند - و در جمال خود پارسائی ورزد - و در بزرگی  
تواضع نماید - حق تعالی اورا از مخلصان خود گرداند - ہارون رشید  
دوات و قلم طلبید و بدست خود این سخنان را نوشت - و این  
نوشتن نیز علامت تواضع خلیفہ بود - مثنوی

زیر کاں آزمودہ اند بے بر تواضع زیاں نکرد کس  
از تواضع بلند گردد نام و ز تواضع رسیدہ اند بکام  
متواضع بزرگوار بود منظر لطف کردگار بود

و تواضع و احترام در بارہ اشرف انام چوں سادات عظام  
و علمای اعلام و مشائخ کرام اعتبار کے تمام دارد - و موجب

ارتفاع لوئے دولت متواضع یاشد۔ امام محمد حسن شیبانی رحمہ اللہ  
 نزدیک رشید آمد رشید اورا تعظیم بنیاد کرد۔ چنانچہ برپایے خواست  
 داورا بجائے خود بنشاند۔ وچوں برخاست چند قدم برسم  
 متابعت باوے برفت۔ یکے از جملہ خواص او گفت کہ جنس تواضع  
 کہ خلیفہ نمود۔ مہابت خلافت نمی ماند۔ رشید جواب داد کہ آل  
 مہابتے کہ تواضع زائل شود۔ نابودن آل اولیٰ تر۔ و قدرے  
 کہ با احترام بزرگاں بکاہد کاستہ و محو شدہ بہتر۔ بلیت  
 قدرے کہ تعظیم کساں کاستہ گردد۔ مردے بچناں قدرے آراستہ گردد  
 یکے از علما مت تواضع میل کردن است بصحبت صلیٰ و علمائے  
 دین و درویشان صاحب یقیں نہ جماعتے کہ خود را بصورت علمائے  
 ربانی و مشائخ حقانی تخلق نمایند۔ و بطح حطام فانی سخنان حق  
 را بزور خوشامد بیارایند بلکہ بصحبت کسے باید رفت کہ کارہ  
 بصحبت مردم یاشد۔ و با کسے اعتقاد باید کرد کہ نخواہد کہ کسے  
 اورا اعتقاد کند۔

## راستی و راستکاری

راستی و راستکاری سبب اینی و راستکاری است۔ قطعہ  
 راستاں رستہ اند روز شمار جہد کن تا ازاں شمار شوی  
 اندریں رستہ راستکاری کن تا دریاں رستہ راستکار شوی

بزرگان گفته اند «عصه سخن ازاں فراخ تر است که گوینده را  
پاسے بیاز در سنگ خلافت آید - تا گل صدق در چمن سخن بوسے  
بهر خور داری میدهد - نفس ناطقه را رسته هزار دروغ بر بستن نشاید -

زبان پاک را حیف است بسیار <sup>قطعه</sup> که از لوث دروغ آلوده سازی  
اگر پا بر نداری از ره صدق سر از گردن گرداں بر فردی  
بیک از بزرگان فرموده که بر تقدیرے که در دروغ گفتن خون  
عقاب و در راستی امید ثواب نموده بایست که عاقل از دروغ  
احتراز نموده و بجانب راستی میل کرده - ازاں که دروغ مرد را  
خوار و بمقدار گرداند - <sup>بیت</sup>

از کجی اُفتی به کم و کاستی از همه غم رستی اگر راستی  
آورده اند که مستقر شد باشد خلیفه در وصیت کائنات پس سر زده شده  
بود که اگر خواهی که مردم از تو ترسند دروغ بگو که مردم  
دروغ گوے بے مهابت بوند - اگر چه هزار شمشیر برآے محافظت او  
در گرد او باشد - یعنی اگر هزار تیغ برهنه در کوکبه دولت کسے می برند  
و شمشیر زبانش جوهر صدق ندارد در نظر مردم هیچ شکوه نیارد -

<sup>مثنوی</sup>  
تو در کار خود راستی بر بکار که هم رسته گردی و هم رستگار  
بود که چه مردم بے کج خرام با خر ستود راستان را عظام

اگر چند باشد کمال سخت گیر باخر تو وضع کند پیش تیر  
 و چنانکه کذب آبرو را می بزد - مزاج و هنر و طبیعت و لهو و  
 لعب نیز مسقط عرض است - خصوصاً از ارباب اختیار که به مزاج  
 کردن ملازمان ایشان دیگر می شوند - و او را وقتی در دل ایشان  
 نمی ماند - و یکن که چوں با کسی که مزاج کنند کینه در دل گیرد و  
 بمرو زمان در صد و انتقام او آید - و ازاں صورت فتنها آید  
 و در روشنائی نامه مذکور است - **نظم**  
 مکن فحش و دروغ و هنر پیشه مزاج بر پای خود زینهار پیشه  
 که گریه شاه می بزد هنر آبرویت و گریه ماهی کند چوں خاک کویت  
 دیگر غیبت کردن از ذوی الاقدار مناسب نمی نماید چه ایشان  
 را قدرت آنست که بمواجمه هر چه خواهند باهر که خواهند بگویند -  
 پس خود را در حساب اهل غیبت نباید داشت - و ملازمان را  
 هم از غیبت دیگران منع باید کرد - که شامت غیبت بسیار و  
 منصرف آن در دنیا و آخرت **نظم** پیشمار -  
 غیبت کس تا توانی مگوئی زان که از غیبت برود آبرو -  
 گوش نه بر لب غیبت گراں تا تو هم انبار نباشی در آن

## انجلیح حاجات

هر که خواهد حاجت های او نزد خدا تعالی روا شود باید که

بدانچہ تواند حاجات خلق برآورد۔ و در حدیث آمده کہ حق سبحانہ تعالیٰ  
یاری میدہد بندہ خود را مادام کہ یاری میدہد بندگانِ اورا۔

اگر توقع بخشایش خدا داری <sup>بلیت</sup> ز رُوی لطف و کرم بر شکستگان بختی  
در انجا وارد است کہ ہر انعام ربانی روئے بوی آورد و  
افضال سبحانی در حق او بسیار شود کثرت احتمال مومنات محتاجان  
و ادای حقوق فروماندگان بر دے لازم بود۔ زیرا کہ وجوب سبب  
فاقد اہل احتیاج بر قدر نعمت است۔ ہر چند نعمت اہل اختیار  
و اقتدار بیشتر باشد۔ اسحاق مرادات فقرا و روا کردن حاجات  
ضعفا بیشتر باید۔ پس سعادتے کہ دولت سلطنت بدو ارزانی  
داشته باشند دلوای عظمت اورا در عرصہ جہانداری و کامرگاری  
برافراشته باید کہ مومنیت خلق را تحمل نماید۔ و در حالت قدرت قضائے  
حاجت محتاجان را غنیمت شمرد۔ و صورت مطلوب و چہرہ مقصود  
بیچ مستحق را در نقاب تعویق و حجاب توقف روا ندارد۔ و چون گل  
آقبال در باغ دولت شکفتہ می باید و شکوفہ مراد در چین مملکت  
بر شاخسار اہمّت جلوه گر می بیند۔ بر آوردن مرادات در ماندگان  
را غنیمت بزرگ شمرد۔ و روا کردن حاجات محرومان و بیچارگان  
را دست آور و بزرگ شگرت شناسند۔ قطعہ  
امید خلق روا کن بکرمت کہ تو نیز مقرر است کہ با خود امید داری

بدہ مراد فقیراں بلطف تابد ہند مراد ہا کہ توا از حضرت خداداری  
اسکندر ذوالقمرین - روزے تا شب در مجلس حکومت نشسته  
بود و هیچکس بدو رفع حاجتہ نکرد - چوں وقت برخاستن شد  
نڈمے خود را گفته کہ امروز حساب عمر نمی شمارم - یکے از ندما گفت  
روزے کہ در صحت و فراغت گذرد و در سلامت و کرامت بشب  
رسد امور بر پنج مرام و مہات بہرادر و کام فراغت خاطر بیسر و  
محصل باشد و خزائن معمور و سپاہ مکمل - اگر ملک امروز را از  
عمر حساب نکنند پس کدام روز در شمار عمر توان آورد - گفت  
روزے کہ از بادشاہ راجتہ بمظلومے نرسد و حاجت محرومے روا  
نگردد چگونہ از عمر توان شد - قطعہ

ز عمر آن قدر بیش ناید بکار کہ در نفع خلق خدا بگذرد  
و زان زندگانی چہ حاصل بود کہ در کار نفس و ہوا بگذرد  
آوردہ اند کہ بادشاہ چیں از اسکندر پرسید کہ لذت سلطنت  
در چہ چیز یافتی؟ - گفت "در سہ چیز - اول دشمنان را منکوب و  
منکوب ساختن - دوم دوستان و ہوا داران را سر برافراختن -  
سوم حاجت محتاجان را روا کردن و بنواختن ایشان را و غیر از این  
ہر لذتے کہ باشد پنج اعتبارے ندارد - نظم  
ہمیں بس ز شاہی و فرماندہی کہ از دشمنان ملک سازد تہی  
دوم دوستان را بود دل نواز رعایاے خود را شود کار ساز



سوم حاجت مرد میسوار بر آرد نگر داندش شمر سمار  
از ایشان کسی گوسے دولت رلود که در بند آسایش خلق بود

## رعایت حقوق

ادای حقوق بر ذممت و نهمت کافه بریت عموماً و ارباب دولت  
و اصحاب قدرت خصوصاً لازم است چه این معنی بر طهارت ذات  
و لطافت صفات و علو نسب و سمو حسب دلیل ظاهر و حجتی باهر است  
و بعد از ادای حق نعمت ادای حقوق شفقت والدین باید نمود  
که حق سبحانه تعالی رضای خود را بر رضای ایشان باز بسته چنانچه  
در حدیث قدسی هست که هر که پدر و مادر از و خوشنود باشند  
من از و خوشنود باشم و احسان کردن ایشان بعبادت خود قرین  
ساخته است - و مقرر است که خوشنودی پدر هم در دنیا موجب  
دولت است و هم در آخرت سبب نجات و سعادت - ثنوی

چو هر مرز پرور خوشنود شود بے دولت و خشتش رو نمود  
چو شیر دیه تعظیم خسرو نکرد از و باد نکبت بر آورد گردد  
در حدیث آمده که بهشت زیر قدمای مادران است یعنی  
هر که ایشان را خدمت کند و حق گذاری شفقتی ایشان بجای  
آرد به بهشت رسد - پلیت

جنت که رضای مادران است اندر ته پای مادران است

و دیگر حقوق ذوی القربی رعایت یابد کرد۔ و صلہ رحمی بجای  
 باید آورد۔ و آل از جمله واجبات است۔ و صلہ رحمی در علم برقرار  
 در روزی را فراخ گرداند۔ آورده اند کہ حق سبحانه تعالی وحی کرد  
 بموسی علی نبینا و علیہ السلام کہ باقر باے خود نکونی کن۔ موسی علیہ السلام  
 گفت الیٰ چه کنم کہ موافق رضای تو باشم۔ خطاب رسید کہ  
 احسان نماے بالیشان اگر غائب اند۔ بسلام و دعا۔ و اگر حاضر اند  
 با فقر ایصلہ رحم و عطا۔ و با تواکلاں باز یارت و ثنا۔

### بیت

بر خویش گشاده کن ره و ملت خویش تا از همه پیش باشی و از همه پیش  
 و دیگر حق استاد و معلم است۔ هر که حق استاد و معلم بداند و حرمت  
 ایشان بجای آورد در دنیا و عقبی برخوردار گردد۔ گفته اند حرمت  
 استاد سیرت او تاد است۔ و او تاد جمیع از اولیا باشند کہ توأم عالم  
 ببرکت وجود ایشان باز بسته است۔ نظم  
 فراموش کن حق استاد علم کہ بر تبت اوست بنیاد علم  
 اگر دولت سبب استاد نیست بدست امید تو جز باد نیست  
 مر استاد را هر که محکوم شد بے بر نیاید کہ مخدوم شد  
 دیگر حق آنها کہ قرب و جوار ثابت دارند یعنی منازل ایشان  
 در حوالی قصر و باغ و درگاه و باره واقع شد۔ در حدیث آمده  
 کہ هر که بخداے و روز قیامت ایمان دارد گوئیم سایه خود را گرمی دار

و گرامی داشتن آلتست که بیاں مقدار که مقدور باشد نفع بدو  
رسانند و ضرر خود و ضرر دیگران ازو باز دارند - و اگر درویش  
و بی نوا بود - پیوسته اند احوال وے استفسار نماید -

و میر در رعایت حقوق مہمانان لازم است - چہ مہمان ہدیہ باشند  
از نزدیک خدای و در حدیث آمدہ کہ ہر کہ بخدای ایماں دارد  
و روز قیامت نیز گو مہمان را گرامی دارد - و اکرام مہماں آلتست  
کہ اورا عزیز دارند - و با او نوع سلوک نمایند کہ سبب آبرو وے  
وے شود - و ہر چہ توانند از تکلفات بہ نسبت وے بجائے آرند -

قطعه

چوں مشرف شوی بمہمانے ہر چہ داری فدای مہماں کن  
در رہ مردمی و دلدارے ہر چہ دلخواہ او بود آں کن  
۵۹۶ حکما گفتہ اند در مہماں منکر کہ کیست - در کرم خود منکر کہ متقنی چیست -

## صحبت اختیار

مصاحبت نیکان و مجالست دانایاں کیماے سعادت ابدست  
و راہ ثنائے دولت سرمدی - مثنوی

مہر پاکان در میان جاں نشاں دل مدہ الا بجعے سرخوشاں  
نار خنداں باغ را خنداں کند صحبت مردانت از مرداں کسند  
سنگ گر خارا دگر مرمر بود چوں بصاحب دل رسد گوہر بود

ملوک فارس را قاعده آل بود که ہرگز صحبت ایشان از حکما و  
فضلا خالی نبودے و بیچ حکم بے مشورت ایشان نکر دندے۔ و ازین حیثیت  
کہ بنائے سلطنت بر عدالت و راستی نہادہ بودند۔ مملکت ایشان  
بہار ہزار سال و کسرے در کشید۔ و سلطان سچر ماضی (رحمۃ اللہ علیہ)  
حکیم عمر خیام را با خود بر تخت نشاندے و خلفائے عباسی با آنکہ  
خود دانشمند بودندے ہمہ حل و عقد کار ایشان بتقی بر کلام اہل علم  
و درع بودے و در خلافت نامہ الی مذکور است کہ بادشاہ کسے را  
تواں گفت کہ صاحب شوکت باشد و حکم او برفق حکمت بود۔  
پس لازم است خداوند قدرت کاملہ را کہ متصف شدن بچکمت  
بالغہ۔ و ایں اوصاف بریں وجہ دست دہد کہ چگونگی تدبیر و  
تصرف دریں جہاں بیاموزد و بروجہ آموختہ بکار برد و بریں  
تقدیر اورا بمصاحبت و مخالفت علما و فضلا و حکما و عرفا  
میل پاید نمود و از جاہلان و غافلان و بدخویاں احتراز پاید  
فرمود۔

ہمنشینے کو لطیف و کامل است  
راحت روح است و آرام دل است  
و آنکہ نادانی و غفلت و ضعف است  
صحبتش مانند زہر قاتل است  
در خبر آمدہ کہ ہمنشینے نیک مثل عطار است کہ اگر چہ از عطر  
خود چیزی بے تو نہ دہد۔ پارے از راسخے او بہرہ مند گہ دی۔ و مثل قرین  
بد مانند گورہ آہنگر است کہ اگر چہ با تش آل نسوزی اما از دور

و بخار آن متافذی شوی - **شنوی**

درگذر از کوره آهنگران کاش و دود رسد از هر کراں  
 رو بر عطار که پہلوے او جامه معطر شود از یوسے او  
 و بہترین جلیسے و خوشترین ایسے شربت اکابر و رسائل بزرگان  
 است نہ ضمیر خوانندہ را از و ملاے است و نہ خاطر شنوندہ را  
 کلاے کہ بے مرسوم و خلیفہ مصاحبت می کنند و بے ناز و کرشمہ  
 مجالست می نمایند - **شنوی**

ہمیشہ بہ از کتاب مخواہ کہ مصاحب بود کہ و بیگاہ  
 بہجت افزای جان و راحت دل ہرچہ دلخواہ نشت از و حاصل  
 انچنین ہدم لطیف کہ دید کہ تزیید و ہم تو بخانیسد  
 بزرگان گفتہ اند کہ جمیع خلایق بعقل محتاج اند و عقل تجربہ  
 احتیاج دارد - چہ گفتہ اند کہ تجربہ آئینہ عقل است کہ در و صورت  
 مصالح مشاہدہ می کند - و تجارب را روزگارے ممتد و عمرے  
 دراز و فراغت تمام باید - و چون حکما دیدند کہ مدت بقاے عمر  
 مستعار بادراک این معنی وفا نمی کند - چارہ انگشتند - و از روے  
 مہربانی تدبیرے ساختند کہ جز این نقصان بکند - و بے مرور زمان  
 تجربہ ہاے کئی بدست آید پس اختیار ملوک و سلاطین و احوال اہل  
 و ذرا و کلمات علما و حکما را در کتب ثبت کردند - و قصص و  
 حوادث گذشتگان را بہت حصص و حظوظ آئندگان در قید تعلق

کفینند۔ تا اصحاب دولت و ارباب کنت آنرا دستور اہل خود سازند  
و ہر یک بقدر استعداد و بمقدار ہمت خود از مطالعہ آن حکایات  
استفادہ و استفادہ نمایند۔ تا از تجربہ دیگران فائدہ گرفتہ باشند

و بموعظت دیگران پند پذیر گشتہ - نظم  
حکایات و احوال شاہنشاہان  
دل و دیدہ را روشنائی دہد  
زہرگونہ بابے سخن گفتہ اند  
بدوران بسے تجربہ کردہ اند  
ہماں کہ بر قول ایشان رویم  
درختے کہ کشتند در روزگار  
بیاتا بیاں باغما پئے بریم  
روایات و اخبار کار آگہاں  
بعلم و خرد آشنائی دہد  
بالماس تحقیق در سققتہ اند  
بہر کار بس رہنما برودہ اند  
سخنماے پیشینگان بشنویم  
بسے آورد میوہ نظر بار  
دما دم ازاں میوہا برخوریم

۱۶۱/۱۶۲

## اجتناب از صحبت اشزار

چنانچہ میل بصحبت اشزار و ابرار واجب است۔ اجتناب و  
احتراز از مجالست اشزار و فجار ہم لازم است۔ چہ صحبت بہ حسب  
خاصیت موثر می باشد۔ پس چنانچہ ہمیشگی نیکای سبب مزید  
دولت و مسرت است۔ مخالفت بدار موجب ملال و ندامت۔

نظم  
با دو لہتیاں نشین کہ خارے  
از صحبت گل شود بہارے

باہر کہ نہ مقبل است نشین کن سر کہ نہ گشت کام شیریں  
 بزرچہر حکیم گفته است کہ بدرمیان مردم نیک چوں گوسفند  
 گر گیس است در میان گوسفنداں - صحیح صحبت ایشان دروے بدشواری  
 اثر کند و علت وے در ایشان بآسانی موثر باشد - قطعہ  
 در طائفہ بدی یک تن تاثیر کند بحکم اصحاب  
 یک ذرہ نجاست از رہ شرع ناپاک کند ہزار من آب  
 بزرگے گفته است کہ حریم بد بانیک ناچجو آب و روغن است -  
 اگر چہ اندانے را پر روغن کنند بآسانی بسوزد و روشنائی دہد و اگر  
 قطرہ آب چکانی تیرہ سازد و فریاد کند - قطعہ  
 صحبت بد میسائے نیکان شورش و فتنہ و فغاں دارد  
 سب دیوانہ گر چہ می نگزد بوسے او مرد را زیاں دارد

## در گمان اسرار

سہ چیز خود را پوشیدہ باید داشت - اول سفر را یعنی از  
 مقصد و راہ خود کنے را خیر نباید کرد - کہ دشمنان و مکار اند -  
 دوم دین و معتقد خود را با کس در میان نباید آورد - کہ غمازاں و  
 حدوداں بسیار اند - سوم مال خود را مستور باید داشت - کہ  
 اہل طمع بیشمار اند - بلکہ ہر سرے کہ داری مخفی بہتر است -  
 زیرا کہ محرم اسرار در عالم کمتر است -

## مثنوی

منہ سر خود باکسے درمیاں کہ محرم نہ بینی ز اہل جہاں  
 بگشتم در اطراف عالم جسے ندیدم زیادان محرم جسے  
 حکما فرمودہ اند کہ مافی الضمیر آدمی از دو بیرون نیست - یا  
 نشان نعت است یا بیان محنت - و ایں ہر دو پنہاں داشتہ  
 است اگر مواہب نعت است نماں باید - تا چشم حسوداں بران  
 کار نگیرد و از آفت اہل طمع ایمن ماند - و اگر ایں گزواں محنت  
 است - ہم مخفی باید داشت تا دوستاں را سبب ملال نشود - و  
 دشمنان را موجب شہادت نگردد - و دریں باب غفٹہ اند - قطعہ  
 تا توانی سر خود باکس گویے زان کہ آن سر شادی آرد یا ملال  
 گر غمے باشد شود دلہا ملول در بود شادی رسد بین الکمال  
 پس درون خلوت اسرار خویش پیچ کس را نہ دہ در بیچ حال  
 یکے از یکے پرسید کہ اگر مرا بر سر در خاطر خلجان کند ہا کہ  
 گویم کہ آن را نیک نگاہ دارد و فاش نکند ؟ جواب داد کہ ہنگاہ  
 سرے کہ ترا با آن کار است خود نگاہ بتوانی داشت و ظاہر کن  
 کسے را کہ آن در کار نیست چرا نگاہ دارد و نگوید - بہیت  
 چون نتوانی کشیدن بار خود یار اگر نہ کشد مرغ از یار خود



## الف لیلہ فارسی

حکما کا یہ دستور ہے کہ حکایات کے ذریعہ سے کبھی نصیحتیں کرتے ہیں کبھی عقل کی باتیں سکھاتے ہیں۔ یہ قصے کبھی جانوروں کی زبان سے بیان ہوتے ہیں اور کبھی انسانوں کے حالات سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ صرف اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ قصے سے لوگوں کو رغبت ہوتی ہے۔ آسانی سے یاد رہتے ہیں۔ اور اس کے ذریعے سے تجربے بڑھتے ہیں۔

الف لیلہ کے مصنف نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا ہے کہ کچھ اگلوں کے عجیب و غریب حالات اور کچھ جانوروں کے قصے لکھتے ہیں اور اشعار کی چاشنی دیکر اس لطف کو دو بالا کر دیا ہے۔ تاکہ قابل لوگ بھی اس سے لطف اٹھائیں۔

یہ کتاب عربی زبان میں تھی۔ ناصر الدین شاہ قاجار کے بھتیجے بہمن مرزا کے حکم سے مولانا عبداللطیف طسوجی طبریزی نے اس کو فارسی زبان میں لکھا اور مرزا سرودش نے اس کے عربی اشعار کو فارسی میں نظم کیا۔ اس کی زبان سادہ اور دل آویز ہے۔ اور ناصر الدین شاہ اور ان کے بعد کی جدید فارسی کا نمونہ ہے۔

# انتخاب از الف لیله

## حکایت سندباد

چنین گویند که در عهد خلافت هارون الرشید در شهر بغداد مردی بود بے چیز و پریشان حال که سندباد حملش می گفتند - و پوسته بارهای گمراہ می بُرد - و از مزد خالی روزی می خورد - اتفاقاً روزی از روزها که از اثر آفتاب آهن می گذاخت و از گرمی هوا جگر حربا می سوخت - سندباد پشت گمراہ برداشته می رفت - تا آنکه بدرخانہ بازرگان رسید - که آب زده و رفته بودند - هواے داشت چوں هواے بهشت - و دریلوب درخانہ مصطبہ بود بزرگ باربران مصطبہ گذاشت - که بخت برآساید - نیسے معطر بروے بیامد - ازاں نسیم خوش وقت شده در کنار مصطبہ نشست - و دران خانہ نغمه و آوازهای خوش نشاط انگیز و الحان گلرخاں نغمه سنج بگوش آمد - به نشاط اندر شد - در حال برخاسته بخانہ دروں رفت - در میان خانہ باغ دید بزرگ - و دران باغ غلامان و خادماں در همه گونه اسباب عیش و بزرگی آماده یافت - در پنجه طعام خوشبو بمشامش نمود آنگاه سر پآسمان کرده گفت - اے

بروردگار و آفریدگار اداے روزی دہندگان جانوران! از ہمہ گناہاں  
 طلب آمرزش نمی گم - و از شامت پیوپ بسوے تو بازی گرم - کہ کسے  
 را در حکم تو اعتراض نیست - و از کردہ تو سوال نکرد - تویی آل ذات  
 پاک کہ ہر کس را خواہی بے نیاز کنی - و ہر کجا خواہی محتاج کنی - یکے را  
 عزت دهی - و بر یکے قید مہلت نمی ترا سلطنت قوی و تدبیر نیکوست  
 بہر کہ خواہی روزی بسیار و نعمت بے شمار دهی - چنانکہ خداوند  
 این خانہ را راحت بے پایاں و نعمت فراوان دادہ - کہ از ہوائے  
 خوب مطعم و مشروب گوارا لذت برد تمام است - و عیش او  
 در غایت انتظام و بندگان خود را بہر کہ ہر چہ سزا دیدہ آل دادہ -  
 یکے در عیش و طرب است و یکے در رنج و تعب - یکے را بخت  
 پیروز است - و یکے چوں من تیرہ روز - پس ازاں این ابیات  
 بخواند -

ابیات

چہ گویم ازیں گنبد تیز گرد کہ ہرگز نیا ساید از کار گرد  
 یکے را ہمی تاج شہای دہد یکے را بد بیا بہ مادی دہد  
 یکے را دہد تو شہ از شد و شیر ہو شد بد بیا و خز و حمہد  
 چنین است کہ دار گردیدہ دہر نگہ کن نیز و چند یابی تو بہر  
 چوں حمال ابیات با انجام رسانید - خواست بار برداشتن رواں شود  
 ناگاہ پسر خورد سال - و نیکو ژو - و زیبا قد - و پرنیان پوشش  
 ازاں خانہ بدر آمد - و آستین حمال گرفت - باو گفت - بخانہ اندر آئے

کہ خواجہ ام ثرانی خواہد۔ حمال دید کہ زگفتہ پسر نرواں پیچید۔  
 جز رفتن نبرد خواجہ گھوڑے نیست۔ در حال بار در دہلیز خانہ  
 پدر باں سپردہ۔ خود با ہماں پسر بخانہ اندر آمد۔ خانہ دید کہ بنائے  
 او از نشاط ریختہ۔ و ہواے او با طرب آمیختہ است۔ در انجا نرسے  
 یافت محترم و مجلس خوشتر از باغ ارم۔ کہ برادران صفا و خداوندان  
 و قادراں مجلس نشستہ۔ و کحدیث در پیوستہ اند۔ و از ہمہ گونه نقل و  
 بیوہ و گل و ریاں و خوردنیہاے لذیذ و پادۂ صاف الگوری فرو چیدہ اند۔  
 و آلات سماع و طرب از چنگ و عود و نائے و دف کثیراں خوبرو را  
 در کف است۔ و ہر کدام در مقام خوشنشین ہر تیب نیکو و آئین خوش  
 صفت کشیدہ اند۔ و در مجلس مروج بود محترم کہ آثار بزرگی درو  
 پدید۔ و موبے سیاحتش پدید گشتہ بود۔ و لیکن خوش صورت و  
 و نیکو منظر۔ و خداوند ہیبت و وقار و عزت و افتخار بود۔ سندباد  
 حمال از منقادۂ آل حالت مبہوت شد۔ و با خود گفت۔ ایں بقعہ  
 خوش از بقعہ ہائے جناب است و یا خانہ یکے از پادشاہاں است  
 آنگاہ در غایت ادب پیش رفتہ۔ مجلسیاں را سلام داد۔ ایقان  
 را دعا گفتہ زیں بوسید و سر نیز انداختہ بایستاد۔ خداوند مجلس  
 اورا بہ نشستن دستور داد و ہنزدیک خود خواند۔ و اورا خوش آمد  
 گفتہ۔ از ہر دلیلی او با او سخن آغاز کرد۔ و ہی پرسید تا ایں  
 کہ سفرۂ خود دنیا حاضر آوردند۔ سندباد حمال پیش آمدہ۔ نام

خود را بر زبان بُرد۔ و بقدر کفایت خوردنی بخورده دست بستہ  
 شکر نعمت بجا آورد۔ انگاہ خداوند منزل گفت۔ نام تو چیست و  
 چه صنعت داری؟ سندباد حمال گفت۔ اے خواجہ! نام من سندباد  
 حمال ہست۔ کہ بار مردم بدوش کشم و مزد گرفته صرف زندگانی کنم  
 خداوند خانہ بستے کردہ۔ بدو گفت۔ اے حمال! بدای کہ تو با من  
 ہمنامی۔ و مرا سندباد بھری نام است۔ و لیکن اے حمال! قصد  
 من ایست کہ ابیات را کہ بر در خانہ می خواندی باز می خوانی  
 تا من بغنوم۔ حمال شرم کرد۔ با سندباد بھری گفت۔ بخدا سوگندت  
 می دهم کہ بر من بگیر۔ از آنکہ رنج و مشقت و بے خبری آدمی را  
 بے خرد و بے ادب گرداند۔ سندباد بھری گفت۔ کہ شرم مدار۔ کہ  
 تو برادر منی۔ و ابیات فرد خواں۔ کہ مرا ازاں ابیات بسے خوش آمد۔  
 چوں سندباد حمال بشنیدن ابیات رغبتش داشتہ ابیات بخواند۔  
 و سندباد بھری از شنیدن آنہا در طرب شد۔ و بحال گفت۔ مراقبت  
 ایست عجب می خواهم کہ ترا ازاں باتخیر کنم و تمامت ماجرا کہ پیش  
 ازین نیکیختی و کامرانی با من رفتہ با تو باز گویم۔ بدای کہ من  
 ایں سعادت نیافتہ ام۔ مگر پس از رنجہائے سخت و من بسے  
 رنجہا بروہ ام۔ و ہفت سفر کردہ ام۔ و در ہر سفر مرا حکایتے  
 غریب روئے دادہ کہ از شنیدن آنہا عقول حیراں شود۔ و لیکن  
 بدانکہ از قضا و قدر گیریز نیابند۔

## سفر دومین

اسے برادرانِ بداند کہ من بدانشاں کہ روز گذشتہ بختِ شما  
 حدیثِ کردم - در عیش و نشاط بے اندازہ بسر می بردم و در غایتِ  
 خوش وقتی بودم - تا اینکه روزی از روزها بخاطرِم گذشت - کہ  
 بشهرِ بے دیگر سفر کنم - و شهرها و جزیرہا را تفریح نمایم - و کتاب  
 معیشت کنم انگاہ سفر را آمادہ گشتہ - تاے بسیار بیرون آہودہ -  
 بضاعتِ نیکو و سخاوتِ خریدہ بار بستم و بساحلِ آمدہ - محفلی بزرگ  
 کہ بادِ پانہائے حریر و مرواں دلیر و اسلحہ شایاں داشت - ہدیہ  
 کردم - در آنجا مکانے گمراہ کردہ - بادِ ہا بر او بہادیم و باجمے از بازگانان  
 بکشتی نشستہ و ہماں روز سفر کردیم - بادِ مراد و زین گرفت - از  
 دریا بدریلے و از جزیرہ بجزیرہ می رفتیم - و در ہر مکانے کہ کشتی  
 نگاہ می داشتند بازگانان و توانکراں بیع و شرا کنندگان پیش  
 آمدند - می خریدیم و می فروختیم - تا اینکه قضا و قدر مارا بجزیرہ  
 بزرگ رسانید کہ درختانِ بسیار و میوہاے آبدار و شکوفہاے الوان  
 و مرغان خوشخوان و چشمہاے رواں داشت و لیکن در آنجا قیلے  
 نبود - پس ناخدا در آنجا کشتی بدشت - بازوہاں و اہل کشتی بجزیرہ  
 در آمدند و بہ تفریح مشغول شدند - من نیز با کسانیکہ از کشتی بدر آمدہ  
 بودند - بجزیرہ در آمدہ - در کنار چشمہ صاف رواں نشستہ - خود

کہ باخود داشتیم۔ بخودم۔ و نسیم معطر بمن پونید۔ انگاہ خواب مرا در  
 رلودن من راحت یافتیم و ازان نسیم خوشبو و رائحہ نیکو لذت بردیم۔  
 و فتنیکم برخاستیم۔ دلال مکان کس از ایشان نیافتیم۔ و از گشتی و  
 از اہل گشتی اثر کے برجائے نبود۔ بسے محزون شدم۔ و نزدیک شد کہ  
 زہرہ ام از غایت اندوہ بشگافد۔ و بامن چیزے از مال دنیا و  
 خوردنی نبود۔ تنہا دران جزیرہ بماندم۔ و از زندگی نومید شدم۔  
 باخود گفتیم۔ اگر در سفر سختیں کسے یافتیم کہ مرا بآبادی رسانید۔  
 ہیبت کہ ایں بار کسے پیدا شود۔ پس ازان گریاں شدم۔ و بخوشین  
 توجه می کردم و خود را ملامت می گفتیم۔ و از سفر گردن خود پشیمان  
 بودم کہ چہا چہاں راحت و شادی را کہ داشتیم بگناہ شتم۔ دوبارہ سخت  
 و غریب بگزیدیم۔ و حال آنکہ مرا بچیزے حاجت نبود۔ الغرض آن  
 رہنما کہ در سفر سختیں بردہ بودم۔ بجاہر آوردہ از بیرون آمدن از  
 بغداد و سفر گردن در دریا بہ ندامت اندہ بودم۔ از غایت ملال  
 بسان دیوانچان شدم۔ انگاہ برخاستہ بچپ و راست می رفتم و  
 در یک جاک نشستن نمی توانستم۔ ناچار بدرخت بلند بر شدم۔ و  
 از اینجا بچپ و راست نظر می کردم۔ جز آب و آسمان و درخت  
 چیزے نمی دیدم۔ چوں خوب نظر کردم در جزیرہ چیز مفید ندیدم  
 دیدم۔ از درخت بزر آمدہ بدال شور فتم۔ چوں بدو رسیدہ دیدم  
 کہ قبۃ ایست گردود بزرگ مدور۔ بگشتم۔ درے از برائے وے نیافتیم

پس نرم و لغزنده بود - بفراز او رفتن نتوانستم - دوز او را به پیرودم -  
 پنجاه گام بود - در فکر حیلے بودم - که بر او داخل شوم - حیلے نیافتم -  
 تا اینکه آفتاب از چشم من ناپدید شد - و او تاریک شد - گمان  
 کردم - که ابر پیش آفتاب گرفت - سر برداشتم - خوب نظر کردم -  
 پرنده بزرگ بجهت عریض اجنه دیدم - که در هوا می پرید و آفتاب  
 بسبب او ناپدید شده - ازاں پرنده پس در عجب شدم - انگاه مرا  
 بخاطر رسید که در زمان گذشته از سیاحان و مسافران شنیده بودم  
 که در پاره از جزایر پرنده بزرگ هست که آن را رخ گویند - که  
 کودکان خود را بگوش نیل طعمه دهد - پس دانستم که آن قبه سفید  
 منجی از آتشی است - من ازاں پرنده و تخم در عجب بودم -  
 و در آفریده پروردگار بحیرت مانده - خداے تعالی را حمد و ثنا  
 می کردم - و چشم بران پرنده داشتم - که بسوی آن قبه فرود آمد -  
 و او را بزیر گرفت و بخت - و دران هنگام من برخاسته و ستاده  
 از سر بشوادم و او را مانند طناب بتابیدم سرے از و بمیان بسته -  
 سر دیگر پیاسے آن پرنده محکم بستم - و با خود گفتم - که شاید این  
 مرا بشهرے برساند - و هر جا که برود - از نخستین دریں مکان بهتر  
 خواهد بود - پس آن شب را بیدار ماندم - از ترس آنکه میاذا  
 بخوانم - و آن مرغ مرا غافل بردارد - چوں فجر بیدید مرغ از  
 روی تخم برخاست - و بانگی بلند برآورد - بسوا بلند شد و هر نیز



بلند کرده۔ چنڈاں بالا رفت کہ من گماں کردم کہ برہائے او  
 بہ آسماں می آید۔ پس ازاں فرود آمد۔ و مرا فرود آورد تا اینکہ مرا  
 بمکائی بلند برسانید۔ من چوں خویشی را بر روی زمین دیدم  
 بسرعت پیش رفته۔ خود را بکشودم۔ و از او بسیار خوف و اضطراب  
 و لیکن مرا ندید و احساس نکرد۔ چوں دستار از پای او کشود کہ  
 خلاص یافتم بکنارے ایستاده بودم۔ کہ آن مرغ چیرے بچنگال  
 گرفتہ پرید۔ چوں خوب دیدم۔ مارے بود بزرگ۔ از بزرگی آن مار  
 در شکفت ماندم۔ و بحیرت دہاں مکان برفتم۔ خود را برہائے بلند  
 یافتم۔ کہ درپای او بادیہ گونہ بود کس قدرت بالا رفتن آن نداشت  
 من ازاں پیشماں گشتہ۔ خود را ملاحت کردم چرا از جزیرہ بدرآمدم۔  
 کاش در ہماں جزیرہ بودم کہ خوردنی یافت میشد۔ و آنجا بسے  
 بہتر بود۔ سبحان اللہ از مصیبت خلاص بہ محنت بزرگتر میگفتم  
 پس ازاں برخاستہ۔ دل قوی داشتہ۔ و دران بادیہ قدم می رفتم  
 زمیں آن بادیہ را سنگ الماس یافتم۔ و دران بیاباں مارا بودند۔  
 کہ بخیل ہی مانند۔ و آن مارا از بہم رُخ در شبہا آشکار  
 می شدند۔ و روزہا پنهان میشدند۔ و رُخ را عادت ایں بود  
 کہ آنہا را می ربود و پارہ پارہ می کرد۔ سبب ایں کار معلوم  
 نبود۔ من دران بیاباں ماندم و از گردہ خویش پیشماں بودم۔ و  
 دہاں بیاباں می رفتم و چایکہ دران شب بسر برم نمی یافتم۔

بسے ہم ازالہ مارا داشتیم کہ بجویشن نبودم۔ خارے دران نزدیکی پذیرند۔  
 بال سوسے رفتہ دریچہ یافتیم۔ از دریچہ بنار اندر شدم۔ درانجا سنگ  
 بود بزرگ آن سنگ را بکناییدہ۔ در خار را بسنگ بگرفتیم۔ و خود  
 درون خار بودم۔ و با خود گفتیم۔ حمد خدایے را کہ بدیں مکان آمده  
 ایمن شدم چوں روز برآید قنظر الطیف الہی شوم۔ پس ازاں بنارنگاہ  
 کردہ۔ ماتے بزرگ دیدم کہ در صدر خار بر روی تخم خود خوابیدہ  
 تن من بلرزہ در آمد۔ کار خود بقضا و قدر سپردم۔ چون فجر بدید۔  
 سنگ از در خار بیک سو کردم و بیرون آمدم۔ وے از غایت ہم  
 مانند مست و مدہوش بودم۔ و دران باویہ چہراں ہمی رفتیم۔ ناگاہ  
 لاشہ بزرگ افتادہ دیدم۔ و درانجا کسے نیافتیم۔ بفکرت اندر شدم  
 و حکایتے کہ از بازگانان و ستیا حال شنیدہ بودم۔ بخاطر آوردیم۔ کہ  
 در کوہ الماس خطر ہائے بزرگ است۔ لیکن کسے بدانجا نتواند رفت۔  
 و لیکن بازگانان چوں خواہند۔ سنگ الماس پدید آورند۔ تہائے سازند۔  
 و گوسفندے را کشتہ پوست ازوے بردارند۔ و گوشت او را شمرہ شمرہ  
 کنند۔ و ازاں کوہ بنادیہ براندازند۔ پس کشتہ گوسفندہ بنگاہے الماس  
 بیفتد۔ سنگمائے بدو بچسبند۔ انگاہ پرندگان از ترس و گرسن یا آن  
 لاشہ بلشینند۔ آزا بچنگال گرفتہ بفراز کوہ برشوند۔ در حال بازگانان  
 بسوسے پرندگان آمدہ بانگ برآنما زنند و پرندگان ازاں لاشہ  
 دور شوند انگاہ سنگمائے الماس را کہ براں لاشہ چسبیدہ برچسبند۔

و بشر ہائے خوشنق برند۔ و ہیکس ہنگ الماس نوازد رسید۔ لگر  
 پائیں چلت۔ چوں لاشہ بدیدم و حکایت بخاطر آوردم۔ برخاستہ  
 بنزد لاشہ پیادم و از سنگہائے الماس ایچہ می توانستم۔ جمع آوردم۔  
 در میانہ جامہ و جیب و آستین و بغل خود بگذاشتم۔ تا اینکه سنگے بسیار گرد  
 آوردم۔ انگاہ دیدم کہ یکے لاشہ بزرگ از بالائے کوہ بنزد افتادہ۔  
 من پیش لاشہ رفتہ خود را بدستار بران لاشہ بستم و بر پشت خوابیدہ  
 اورا بسینہ گرفتم۔ و دران اثنا کہ گسے بران لاشہ فرود آمد۔ اورا  
 بچنگال گرفتہ۔ بہوا بلند کرد۔ من نیز از او آویختہ بودم۔ و آل  
 گرس ہی پرید و مرا بالاشہ ہی برد۔ تا اینکه بفراز کوہ برآمد۔ و  
 لاشہ را بزمیں نہاد۔ و قصد کرد کہ لاشہ را از ہم بدر و بخورد۔  
 ناگاہ آوازے بلند از پشت کوہ برآمد۔ کہ گس بر مید۔ و بہوا پرید  
 من خوشنق را از لاشہ بکشورم۔ و جامہ من بچون او آلودہ بود۔  
 من در پہلوئے لاشہ بایستادم۔ در حال باز رگاں کہ بانگ برگرس  
 زدہ بود۔ بسوئے لاشہ آمدہ۔ چوں مرا درانجا ایستادہ دید بر رسید۔ و  
 بمن ہیچ نگفت۔ بنزد لاشہ آمدہ۔ اورا بایں سووآں سوگردہ۔ از سنگہا  
 نشانے نیافت۔ فریاد برآورده گفت۔ و احمر تاد! این چه حالت است؟  
 انگاہ من پیش رفتم۔ بمن گفت۔ تو کیستی؟ و بدیں مکان از بہر چه  
 آمدہ۔ من باد گفتم۔ ایم مدار۔ و ہراس کن۔ کہ من از بہترین انسانم  
 و باز رگاں بودم۔ مرا حکایت ست۔ عجیب و قصہ ایست غریب۔

و سبب آمدن من بدین مکان حدیثی طرف دارد - تو مخزول مباش  
 که با من بس سنگ الماس هست - چیزی که ترا کافی باشد بتو  
 خواهم داد - و سنگهای که با من است - هر یک بهتر از تمامت آن  
 سنگهاست - که باین لاشه چسبیده باشد - پس در آن هنگام آن  
 بازوگان آرام گرفتند - مرا دعا گفت - بازو گان که هر یک از ایشان لاشه  
 انداخته اند - بسوی ما بیامند - ما را سلام دادند - و سلامت ما را  
 تمنیت گفتند - من نیز تمامت قصه خود را بایشان گفتم - در بنج را  
 در سفر برده بودم بدیشان شرح دادم - و سبب رسیدن خود را  
 بدان مکان بیان کردم - پس ازاں بجاوند لاشه که بر او آویخته  
 بودم - چیزی از آن سنگهای که با خود داشتم بدادم - فرح ناگ  
 شد - و مرا دعا گفت - و بازو گانان بمن گفتند - بخدا سوگند که ترا  
 عمری تازه داده اند - و گر نه بیچ کس پیش از تو بدین مکان نرسیده  
 که نجات یابد - پس آن شب را در مکات خوب و امن بختند -  
 من نیز بایشان خفتم - و ازاں که از بادیه ما را خلاصی یافته باباوی  
 رسیده بودم - شاداں و فرح ناگ شدم - غنودم - چوں روز شدند -  
 برخاسته در آن کوه بزرگ همی رفتم و مارے بسیار در اینجا می دیدم -  
 تا اینکه بجزیره درآمدیم - و در اینجا درختان کافور بود - و بزرگی هر درخت  
 چنداں بود که صد تن آدمی در سایه او می نشستند - و اگر کسی  
 می خواست - از کافور آن جمع آورد - از بالای درخت

باسنج بلند سوراخ می کرد - و انگاه کافور اژاں رواں می شد - و  
 مانند صمغ سخت می گشت - پس اژاں آن درخت خشک گشته - بهرم  
 می شد و درال جزیره نوع از ویشیاں بود که آنها را کرگدن می گفتند -  
 در جزیره بسان گاومیش می چریدند - و آن جانور از شتر بزرگتر بود -  
 و یک شلخ بلند در میان سردامنت که طول آن ده زراع بود  
 ساز پاره از سیاحاں و مسافراں شنیده بودم - که هماغ کرگدن پل  
 بزرگ را بردارد - و در جزیره و سواحل می گردد - و پیل در شلخ او  
 مرده - روغن پیل از گرمی آفتاب بپشماں او می ریزد - و حال نابینا  
 شود - و انگاه مرغ مرغ آمده - او را بچنگال گیرد - و او را بالاشه پیل  
 که در شلخ دارد - از بهر اولاد طعمه ببرد - و درال جزیره یک نوع  
 گاومیش بود - که در نظر ما نظیر آنها بهم نمی رسد - و من پاره اژاں  
 سنگها که بر چیده بودم - بایانده گاناں معاطت کردم - ازیشیاں دینار  
 و درم و بضاعت تجارت گزافتم - و بایشیاں سفر کردم - و در همه جا  
 بیخ و شترانی کردم - تا اینکه بشهر بغداد رسیدیم - و روزی چند در اینجا  
 مانده - پس از اژاں بشهر بغداد آمدم - بنگاه خود در آمده - بپست سنگ  
 الماس و متاعهای گراں قیمت و بضاعتهاست نفیسه با خود آوردم -  
 عیال و پیونداں بر من گداز آمدند - بسکیناں تصدق کرده - بیایاں  
 بخشودم و بزرگاں هدیه فرستادم پس اژاں خود رنیماسه لذت  
 می خوردم و نوشدنیهای لذت می نوشیدم - و هر کس که از سفر بازگشتن مرا

می شنید بنزد من آمده - اورا از عجائب و غرائب کہ دیدہ بودم -  
 بیاں می کردم - ورنجائے کہ دیدہ بودم - باز می نمودم - مردم از  
 خبر ہائے من تعجب می کردند - پس ازاں سندباد گفت - انشاء اللہ فردا  
 حکایت ہائے سفر سوم از براے شما حدیث خواہم کرد - پس چوں  
 سندباد حکایت سفر دوم بیاراں نمود خواند - غلام بخوابید - و سندباد  
 بکری یک صد مثقال زر سرخ بسندباد تحال دادہ - سندباد ز رہا را  
 گرفتہ اورا دعا و شکرہ احساں بجا آوردہ - راہ خود در پیش گرفتہ  
 برفت - و آل شب را بہ فرح و شادی بروز آورد -

## سفر سوم

اے یاران! حکایت سفر سیم بشنوید کہ از حکایت سفر گذشتہ  
 خوشتر و طرہ تراست - و آل این ست کہ چوں من از سفر دوم  
 باز گشتم - در غایت طب و نقاط بسر می بردم - پس از آل سو دہائے  
 سفر با خاطر آوردم - مشتاق سفر شدم - و بتفرج سفر ہا و دریا ہا  
 دانہ و ہنر و نو و سیم مال گشتم - بضاعت بسیار و متاع ہائے مناسب  
 سفر دریا بخردیم - و از شہر بند او تا بصرہ سفر کردم - و از آنجا بساحل  
 دریا آمدہ - کشتی بزرگ دیدیم کہ درو بازگانان معروف و اہل خبر  
 و صلاح پوئند - با ایشان کشتی نشستہ بیاری خداے تعالی سفر کردیم  
 و از دریا بدریا و از جزیرہ بجزیرہ رواں بودیم و از ہر مکال کہ گذشتیم -

بیج و شری می کردیم - و در غایت فح و سرور بودیم - تا اینکه روزی  
 از روزها در میدان امواج دریا همی رانندیم - و ناخدا در کنار کشتی  
 ایستاده با طراف دریا نظاره می کرد که ناخدا چنانچه بر خود بزد - و  
 بادیان کشتی فرو پیچیده و ریش خود بر کند - و جامه بر تن برورید -  
 و فریاد بلند برکشید - ما گفتیم - ای ناخدا! چه خبر داری؟ و این کارها  
 از بهر چیست؟ - ناخدا گفت - ای سکنان کشتی! بداند که باد مخالف  
 بما وزیده و ما را از راه عاقبت دور کرده - و قند بهمنون ما را بکوه  
 بوزنیگان بکشانید - و هیچکس بدین مکان نرسیده که سالم تواند رفت  
 چنان می دانم - هکلی هلاک خواهیم شد - پس هنوز سخن ناخدا با انجام  
 نرسیده بود که بوزنیگان حاضر آمدند - و دور کشتی بگرفتند - و آنرا  
 مانند طبع در کشتی و اطراف کشتی پراکنده شدند - ما از زدن و  
 راندن آنها هراس کردیم که مبادا بسبب اینوسه که داشتند - ما را  
 بکشند - زانکه کثرت بشجاعت غالب است - و ما بهیم اندر بمانیم  
 و آنها قبیح ترین وحشیان بودند - چشمان زرد و رویای سیاه و پای  
 مانند یال شیران داشتند - هر یک از ایشانرا قامت چهار و جب بود  
 بطناب های کشتی بالا رفتند و باندن طناب ها را بریدند - چو از  
 هر سو طناب های کشتی بریده شد - کشتی را باد بسوی بوزنیگان  
 برد - بوزنیگان همه بازوگان را بگرفتند - و بسوی جزیره بردند - آنگاه  
 کشتی با بضاعتهاے او برداشته در جزیره بگذاشتند و خود رفتند -

تا اینکه کشتی ناپدید شد۔ و ندانستیم کہ کجا رفتند و کشتی بہ کجا بردند پس  
در آل جزیرہ ماندہ از میوہ ہای آنجا می خوردیم۔ و از چنمہ ہای او  
مینوشیدیم کہ ناگاہ در میان جزیرہ قصرے پدید شد۔ و نے در آل قصر  
کسے نبود۔ مادر آل قصر بختیم۔ تا ہنگام غروب در خواب بودیم کہ ناگاہ  
زمین بلرزید۔ و آوازے از ہوا بشنیدیم۔ در آل ساعت شخصی بزرگ  
جفہ و سیاہ رو بلند قامت بصورت انسان پدید شد۔ کہ دو چشم چوں  
دو شعلہ آتش و دندان بسان دندان خنزیر و دہان چوں چاہ و  
گوش ہائے پسن درازش تا کمر او میخندہ بود و دندان و ناخن بسان  
درندگان چوں آورا بدان حالت بدیدیم۔ آل شخص بزمن فرو آمد  
اندکے در مصطبہ بنشست۔ پس از آل برخاست۔ ہر دما بسا مد  
ووست مرا بگرفت و از زمین برداشت۔ و ایں شود آل شود ملا خطہ  
می کرد۔ بد انسان کہ گوسفند را امتحان کند قصاب۔ مرا از بسیاری اندوہ  
و محنت کہ بردہ بودم۔ تزار یافت۔ و در من اثرے از گوشت ندید۔  
جز من دیگرے را از یاران من بگرفت۔ پس از امتحان کہ قریہ نبود۔  
اورا نیز رہا کرد۔ پس یکے امتحان می کرد تا اینکه بنا خدای کشتی برسید۔  
بہ پسندید۔ مانند قصاب آورا بر زمین انداخت و گردنش را بشکست  
انگاہ سنج بلند حاضر آورد و بر حلقہم او فرو برد۔ چندانکہ از زمین او  
بیروں رفت۔ پس از آل آتش سخت بیخروخت و شیخ بران بداشت۔  
تا بریاں شد۔ انگاہ شیخ از آتش بگرفت و در پیش خود بگذاشت



و باناخن ہائے نوشین گوسفٹ اورا ہی کند و ہی خورد تا تمام شد و  
استخوان ہا بککید و در پہلوی قصر بنداحت و ساعت نشست۔ پس از  
آں در مصطبہ بخت و مانند گوسفند کشتہ لغیر میزد و تا بامداد بدینسان  
خفتہ بود علی الصبح بلوہ خود رفت۔ چوں از ما دور شد۔ ما بیکدیگر سخن  
گفتیم۔ کاش بدریا غرق می شدیم و یا بوزنیگاں مالامی خوردند بہتر از این  
می بود کہ بر آتش بریاں می بودیم کہ اینگونه مرگ بہترین مرگ است  
پس از آں برخاستہ از قصر بجزیرہ شدیم کہ مکانی از بہر پنبیاں  
شدن یا راہی از براے گر بختن دریا بیم۔ پس بگشتم و مکانی نیافتیم۔  
ہنگام شام در رسید از غایت بیم بسوی قصر باز گشتم۔ و اندکے  
نشستہ بودیم کہ زیں بلرزید و ہماں شخص بیامد و ما یکے یکے چوں  
بار تختیں امتحال کرد و ملاحظہ نمود۔ تا اینکه یکے از ما بہ پسندید و  
چخال کرد کہ بانا خدای کشتی کردہ پس اناں بر مصطبہ بخت۔ چوں  
بامداد بآمد و بعات معہود برخاستہ بلوہ خود رفت و ما بیکجا جمع شدیم  
آنگاہ یکے از ما گفت۔ باید از براے او چلتے کردہ اورا بگشتم۔ من گفتم۔  
اے یاراں از کشتن او ناگزیر ہستید۔ ایں سخنہ ہا بگیریم و پارہ بہیم جمع  
آوردہ چیزے مانند کشتی بسازیم۔ پس آنگاہ چہلت کردہ۔ اورا بگشتم۔  
بر رُوس آں نشستہ۔ و در دریا بہر جایکہ خدا خواستہ باشد۔ برویم۔  
و اینکه در ایں مکان نشستہ۔ تا کشتی برما بگزد۔ ما براں کشتی نشستہ  
کہ ہم۔ ہمگی گفتند۔ بخدا سوگند۔ ایں را بہ زیر و کار میں بہت۔

پس ہمگی برخواستہ - تختہا بنارج قصر بیاوردیم - و آنہا را چہنبرہ بصورت  
کشتی بساختیم - و در کنار دریا گذاشتہ پارہ کوشہ در او جمع آوردیم -  
و قصر باز گشتیم - چوں ہنگام شام شد - زمین بلرزید و سیاہ درآمد -  
یکہ یکہ مارا امتحان کردہ یکہ را گرفت و چنان کرد - کہ نخست کردہ  
نہ بود - چوں در مصطبہ بخت ما برخواستیم - و در سنج آہنیں با تلش  
بگذاشتیم - چندانکہ فروختہ شد - انگاہ دو سنج را گرفتہ بسوے آں سیاہ  
بیامدیم - پس سینہا را بر چشم او بگذاشتیم - و با قوت تمام بجغمال او  
فرد بردیم - انگاہ صحیحہ بلند زد کہ نزدیک شد زہرہ ما بشکافد و اند  
زوے مصطبہ برخواستہ - جستجو می کرد - چوں تابینا شدہ مارا نمی دید  
وے ہراس داشتیم - پس در آں ہنگام قصد در قصر کردہ چوں در  
پدید آورد بیرون رفتہ - صحیحہ ہمینرد ما نیز از قصر بیرون رفتیم - دیدیم  
کہ آں سیاہ با جفت خود کہ بزرگتر و کرمیہ منظر تر بود ازدو بالہ گشتہ  
ہمی آیند - چوں ما اُورا با جفت خود بدیدیم - ہراس بر ما غلبہ کردہ -  
از خوف بہلاکت نزدیک شدیم - در حال بسرعت بسوے آں صورت  
کشتی بیامدیم و بر آونشتہ اُورا بدریا افکندیم و آں سیاہ با جفت خود  
سنگما برامی انداختند - تا اینکہ جز سہ تن ہمہ ماہا را با سنگ بکشتند -  
و بر زوے آں صورت جزمن و روشن دیگرے غنایہ و آں کشتی  
مارا بجزیرہ رساند و در آں جزیرہ تا آخر روز بگشتیم - چوں شب  
بر آمد - و در ہال جزیرہ اندکے بختیم - چوں بیدار شدیم اندوہا

بزرگ جُنت دیدیم کہ ہر ما احاطہ کردہ قصد فرو بردن ما دارد پس یکے  
 از ما را فرو برد از بے کار خود برفت ما برفیق خود محضوں نشدیم و  
 بخویشتن بہر سیدیم و گفتیم بخدا سوگند این مرگ بدتر از مرگ تختیں  
 ست و فرحناک شدہ کہ از دست سیاہ خلاص شدہ و از غرق نجات  
 یافتہ ایم۔ ولے چہ شود؟ کہ ازیں اژدہاے شوم۔ خلاص نخواہیم شد۔  
 پس از آن برخاستہ بجزیرہ رفتیم و از آب و میوہ آن بنوشیدیم و  
 بخوردیم۔ چوں ہنگامِ شام شد و بدرختے بلند فراز رفتیم و شاخماے  
 بلند تر او بر شدیم و در آنجا بختیم۔ چوں شب تاریک شد اژدہا  
 درآمد و بچپ و راست نگاہ کردہ و مارا براں درخت احساس نمود  
 بسوئے ما بیامد و بدرخت بر شد۔ چوں برفیق من بر سید۔ اولاً فرد بُرد۔  
 و من بچشم می دیدم۔ پس از آن درخت بزمیہ رفت و راہ خویش  
 پیش گرفت و من باقی آن شب را بخت و ملالت در فراز درخت  
 بسر بردم چوں رود برآمد۔ از درخت بریر آمدم و از غایت بیم  
 و ہراس مردہ بجاں بُردم و ہی خواستم کہ خود بدریا افکندہ۔ از  
 محنت ہاے روزگار آسودہ شوم۔ ولے از جان گزشتن و دشوار بُود۔  
 ناچار چوبے بہن و بلندی را بہاے خود بستہ۔ چوبے را بہ پہلوے  
 چپ و یکے دیگر بہ پہلوے راست و دیگرے را بہاے شکم و یکے دیگر  
 بر سر۔ بدآن ساں کہ پایے ہاے خود را بستہ بودم بنشستم  
 و در میان آن چوب ہا بختیم۔ چوں شب تیرہ گشت۔ ہاں اژدہا

عبادت معصومه بیامد و بسوے من بنگرست و قصد کرد که مرا فرو برد-  
 چو بها از هر طرف حاجب ازوها بودند- و ازوها بدور من می گشت-  
 و لے بمن نمی توانست رسید و تا دیدن صبح ازوها را کار با من  
 نمی بود- چوں روز برآمد- ازوها در غایت خسته شده از من باز  
 گشت و بر راه خود برفت- من دست دراز کرده آل چوب بار خود  
 بکشودم و از بس رنج و مشقت که برده بودم- بمردگال مانستم- پس  
 از آل برخاسته در جزیره رفتم- تا به پایان جزیره رسیدیم- مرا در میان  
 دریا کشتی نظر افتاد آنگاه شانه بزرگ از درخت برچیدیم از آل  
 شاخ بسوے اهل کشتی اشارت کرده بانگ پریشان نمودم- چوب مرا  
 دیدند کشتی بسوے من برانند- و بمن نزدیک شدند و آواز من  
 بشنیدند- پس از آل پیش آمده مرا بگرفتند و بکشتی اندر نهادند و  
 از من جویا شدند- من بخواست ماجر باز گفتم- و رنجها که برده بودم-  
 حدیث کردم- بے در عجب شدند و خیره ماندند- آنگاه جامه بمن  
 پوشانیدند و خوردنی پیش آوردند- من بقدر کفایت بخوردم- رول  
 من راحت یافت- و ازینکه خدا مرا پس از مرگ زنده کرده بود شادی  
 بزرگ بمن رویداد حمد خدا را بجا آوردم و نعمت های اول سپاس گفتم  
 بایاران کشتی همی رفتم و یاد مراد همی وزید تا اینکه بجزیره که او را  
 جزیره سلاطه گویند- رسیدیم- کشتی را برابر آل جزیره برداشتند-  
 همه بازرگانان و ساکنان کشتی بجزیره در آمده و بقصاحتهاے

خویش از بہرینج و شہرے بیرون آوردند۔ آنگاہ خداوند کشتی بوسے  
 بمن کرد و گفت تو مرد ہستی غریب۔ بسے رہنما بردہ۔ قصد من این است  
 کہ سودے تو رسانم کہ بسبب آن بشہر خوشن برسی و مراد دعا گوئی  
 من گفتم آری۔ پیوستہ احسان ترا دعا خواہم گفت۔ پس خداوند  
 کشتی گفت کہے باما در کشتی مسافر بود۔ زمانا پدید شد۔ اکنون  
 نمی دانم زندہ است یا مردہ۔ قصد من این است کہ یکبار از بضاعت  
 او بتو بدیم کہ در این جزیرہ بفروشم و من ترا در عوض رنج و تعب مزد  
 دهم و مالقے را گرفتہ دارم۔ چوں بہ بغداد برسم از پیوندان او چو یا شگفتہ  
 مال بوارثان آورد کنیم۔ آیا تو می توانی کہ این کار ممکنی بضاعت او را  
 مانند بازار گال بفروشی یا نہ گفتہ۔ یا سیدی افرمان ترا اطاعت کنم۔  
 و منت برم۔ پس دواں ہنگام ملاحال را امر کرد کہ ازاں بضاعت  
 بحریرہ بیرون آوردہ بمن تسلیم کنند۔ آنگاہ نویسدہ کشتی گفت  
 ایہا رئیس! این بضاعت ہا کہ بیرون آوردند از کیست۔ و بنام  
 کہ بنویسم؟ رئیس گفت۔ بنام سندباد بحری بنویس کہ باما بود و در  
 جزیرہ غرق شد و ازو خبرے باز نیامد۔ اکنون ہی خواہم کہ این غریب  
 بضاعتہاے او را بفروشدا چیزے باو مزد دیم۔ و مالقے کشتن را  
 برداشتہ بہ بغداد بریم۔ اگر سندباد را یافتیم۔ بنخودش رو کنیم و اگر  
 نیافتیم۔ بوارثان او برسانیم۔ چوں من از رئیس شنیدہ بودم کہ  
 بنویسدہ گفت۔ بضاعت ہا بنام سندباد بحری بنویس۔ با خود گفتہ

بخدا سوگند سندیاد بھری نم و من در جزیرہ غرق شدہ بودم۔ پس  
 من صبر کردم تا اینکه بازگنان از کشتی بدر شدند و بیگجا جمع شدہ  
 حدیث می کردند۔ و در امور بیخ و بھر سے بے فکر و اندر بودند۔ من  
 در حال پیش رفتہ بخداوند کشتی گفتم یا سیدی یا صاحب بضاعث  
 را می شناسی یا نہ۔ گفت لا وانشہ حال او را ندانم جزا نیکہ مردے  
 بود از بغداد کہ سندیاد بھری نام داشت۔ پس در آن ہنگام فریادے  
 بر آوردہ گفتم۔ ایہا التریس! بدانکہ من سندیاد بھریم۔ غرق شدہ  
 بودم۔ و لیکن وقتیکہ کشتی بر آن جزیرہ بداشتید و بازگنان با جزیرہ  
 در آمدند۔ من نیز با گردہ مردم بیرون آمدم و در جزیرہ تفریح  
 می کردم۔ خواب مرا در رбуд۔ و قتیکہ بیدار گشتم۔ از کشتی و ساکنان  
 کشتی اثرے نیافتم و این بضاعث از آن من است۔ پس چوں  
 بازگنان سخن من بشنیدند۔ بر من گرد آمدند۔ بارہ ایصال مرا  
 تصدیق کردند و بارہ تکذیب نمودند۔ و در آن حالت بازگانے  
 از بازگنان شنید کہ من نام کوہ الماس بردم و حکایت آنجا را  
 کردم۔ برخاستہ۔ پیش آمد و بازگنان ما گفت۔ اے جماعت  
 بخاطر دارید کہ من وقتے حجاب سفر خود را باشما بیامی کردہ گفتم  
 کہ من چوں ابعادت معہود لانشہ گو سفند بہاویہ الماس۔ انداختم  
 مردے بلا شہ من آویختہ بفران کوہ بیامد۔ شما سخن من باور  
 نکردید بازگنان گفتند اے تو این حکایت با فرد خواندے وے

ماٹرا تصدیق نہ کر دیم پس از آں باز رگال گفت ایں ہماں مردست  
 کہ بلاشبہ گوسفند من آویختہ بود و سنگمائے الماس گراں قیمت بمن  
 عطا کرد کہ چنان یافت نمی شود۔ ما با ہمیں مرد تا بشہر بصرہ در کشتی  
 رفیق بودیم۔ و از بصرہ ایں مرد مارا وداع کردہ بسوی شہر خود رفت  
 و ما نیز بغھر خود رفتیم و ایں را نام سند باد بحری ست و مارا خبر دادہ  
 از اینکہ او در جزیرہ خفٹہ و یاران او اورا فراموش کردند و رفتہ بودند  
 اے یاران! بدانید کہ ایں مرد اینجا نیامد مگر اینکہ راستی سخنانے کہ  
 بشما گفتہ بودم آشکار شود و ایں بضاعت ہا مال اوست کہ او  
 در وقتے کہ با ما جمع آمدہ بود۔ ایں ماجرا را بما بانہ گفتہ بود۔ کنوں  
 راستی سخلص ظاہر شد پس چوں خداوند کشتی گفتہ باز رگال بشنیدہ  
 برخاستہ۔ بنزد من آمد و در ساعتے بمن نظر کرد۔ انگاہ گفت نشانہای  
 بضاعت تو چیست؟ من علامت بضاعت خود باز نمودم۔ و کار ہائیکہ  
 در کشتی میانہ من داوردی دادہ بود یک یک بنمودم۔ انگاہ چوں  
 یقین دانست کہ من سند باد بحری ہستم مرا در آغوش گرفت و سلامت  
 من متہیت گفت و بمن گفت۔ اے برادر! بخدا سوگند کار تو  
 شکفت و حکایت تو غریب ست و لیکن خدا را کہ میان ما و تو  
 جمع آورد و بضاعت را تہود کرد۔ پس در آں ساعت من بضاعت  
 خود را تصرف کردم و در آں سفر بضاعت من سود بسیار کرد و عرا  
 فرجہ بزرگ پدیدار آمد و سلامت خویش تن شاکر بودم و ہمولہ در جزیرہ ہا

پہنچ و خیرے می کردیم۔ تا بیلاد سند رسیدیم و در دریا از عجائب و  
 غرائب چندال دیدیم کہ در شمار نیامد۔ و از جملہ چیز ہائے کہ عجیب  
 دیدیم۔ ماہی بود۔ در صورت گاد و ماہی دیگر دیدیم بصورت خر۔  
 و پرندہ دیدیم کہ از جوف آب بدر می آمد و در روی آب تخم گذاشتہ  
 جویہ می آورد و ہرگز از آب بر روی زمین نمی رفت پس از آن باذن  
 خدا تعالی سفر کردیم و باو بمانیکو شد و سفر ما مبارکی گزشت۔  
 تا اینکہ بہرہ رسیدیم۔ روز کے چند در انجا بماندیم۔ پس از آن بشہر  
 بخداد پیادیم۔ چوں بہ بخداد رسیدیم بخانہ خود درآمد و بہار سلام  
 دادیم و بسلامت خود و بازگشتن بوطن فرحناک شدم۔ آنگاہ تصدق  
 دادیم و یتیم و بیوہ زناں پوشانیدیم و باقارب و پیوندال مال  
 بخشویم و ہدیہ فرستادیم و بخوردن و نوشیدن و ہو و لعب مشغول  
 شدم۔ و نشاط و طرب رہنمائے سخت را از یاد من برد و درین سفر  
 سودے زیادہ کردہ بودیم کہ بصرف کردن تمام نمی شد و این شکایت  
 کہ گفتیم از عجائب این سفر بود۔ فردا انشاء اللہ بسوے من آئید۔



## رقعات عالمگیری

اس کا لقب کلمات طیبات ہے۔ یہ اُن رقعات اور فریقین کا مجموعہ ہے جو ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہندوستان نے اپنے درگاہوں، وزیروں، امیروں کے نام لکھے ہیں۔ یہ کتاب فارسی زبان کی عمدہ انشاؤں میں سے ہے۔ اس کی عبارت باوجود سادگی کے نہایت دلکش ہے۔ بیان میں لطافت اور زبان میں شیرینی بہت زیادہ ہے۔ عبارت میں ایسی روائی ہے کہ کسی قسم کا تکلف نہیں معلوم ہوتا۔ بعض جگہ مکاتبت کی صورت بالکل مکالمہ کی ہو گئی ہے جو انشا پردازوں کے محاسن میں داخل ہے۔

## انتخاب از رقعات عالمگیری

بنام بادشاہ ہندوستان کلاں سلطان محمد معظم شاہ عالم بہادر

رقعات  
مبین اور خلافت فرزند سعادت توام محمد معظم حفظہ اللہ وسلم  
اعلیٰ حضرت فروس منزلت بابرقتن ولایت بلخ و بدخشاں و خراساں

و هرست ملک قدیم و موروثی توجہ مقرر داشتند. و مکرراً اقواج بادشاهی  
 بسرکردگی مراد بخش بآل صوب فرستادند. چنانچه اکثر آل ولایت فتح  
 بهم شدند لیکن به سبب کم حوصلگی آل نامراد که به طلب حضور برخاسته آمد  
 و باستقامت اہالی و اکابر آل دیار پرداخت. ملک مقبوضہ و مفتوحہ از دست  
 رفت و محنت و زحمت ضایع گشت. ازینجا است کہ گفته اند از پسر  
 ناخلف و خضر بہتر. نظر باین توجیہ کہ - ع - اگر پدر نتواند پسر تمام کند  
 این فانی را آرزو باقی است. تدبیرش غیر ازین کہ بنیرہ آنحضرت را  
 باقویہ شالیستہ و سامان بالیستہ بآل سمت بفرستیم دیگر از ماچہ نمی آید  
 باوجود تاکیدات حضور شما قندہار را نگرفتہ آید. تا این مہم چہ رسد. ظاہراً  
 کارما از شما نیست. عارف بخود پُر عارف است. این نمود بے بود خود  
 آفتاب سرکوفہ است. بدست آمد چہ دنیا بدچہ. شما فکر خود کنید کہ درینجا  
 بہ ہمتیال چہ رو خواهید نمود. و در اینجا بحضرت حق سبحانہ تعالیٰ و حضرت اعلیٰ.

### فصل

مہین پور سلطنت ابراہیم اضافہ پسر چارمین کہ ظاہراً بسیار  
 دوست می دارند. عرض داشتیم کہ نوشتہ بودند بمطالعہ درآمد. بی مرتب  
 خرد بر بزرگ امکان ندارد. و طرفہ تراشیکہ آل فرزند خضر خانہ خود  
 ندارند. خضر پرداخت پسر از کجا یافتند بہر حال - ع -  
 عمرت دراز باد کہ این نام غنیمت است. بیاس خاطر آل فرزند بطور  
 دیگر رعایت کردہ خواهد شد.

## رقص

مہین پور خلافت! باوجود سلامت نفس فتح اللہ خاں را چرا ناخوش کر دید۔ مادر ایام شاہزادگی با اُمرا ہنجو سلوک می گردیم کہ ہمہ راضی بودند۔ در حضور و غیبت بخوشی تعریف و توصیف ما می کردند۔ بل باوصف اقتدار برادر نامہربان بعضے ہا ترک رفاقت او کردہ ملازمت ما اختیار کردند۔ جمعی کہ باشارہ برادر نامہربان حرکات ناملاکیم کر وہ حرفہائے بے ادبانہ بر زبان آوردند۔ بتازیانہ اغماض و تحقیر متنبہ شدہ از سہر انصاف اقرار بصاحب حوصلگی ما کردند۔ تالقیں سرداری و بہادری ما بلوچ خاطر اشرف اقدس اعلیٰ حضرت مرقم گشت و کارہای دست بستہ بازور بازوے ایں نور ضعیف صورت گرفت شما مثل فتح اللہ خانے را رنجیدہ خاطر کر دید۔ ہنجو سپاہی جگروار ہمہ کارہ را کہ بکار عمدہ شما می آمد شکستہ دل نمودید۔ فرمود کہ صد ہزار لعل و گہر میدی چہ سود دل را شکستہ نہ کہ گہر شکستہ مضی ما مضی حالاً ہم اگر دنجوئی کنید۔ بہتر و برائے اصلاح کار مفید تر است۔

## بلیت

نصیحہ گنمت بشنو و بہانہ مگیر کہ ہرچہ ناصح مشفق بگویدت بہندیر پیشتر ہرچہ رضا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتٰ بِحَبْلِ الْاَلٰی۔

## رقص

مہین پور خلافت! منعم خاں از حضور رخصت یافت۔ تا جلد

رسیده آنچه بزبان او حواله شده - ابلّاح نماید - از خود خبرم نیست  
 که کیستم؟ و کجا می روم؟ و بر سر این عاصی پُر معاصی چه خواهد گذشت  
 حالاً از آنمه مرخص می شویم و آنمه را بخدا می سپارم - فرزندان نامدار  
 کامگار را باید که مخالفت نکنند و مجوز کشت و خون خلق که بندهاست  
 خدایند نشوند - آنچه بنظر می آید طرف هنگامه برپا شدنی است - آیزد  
 مُقلب القلوب توفیق حفاظت خلق الله که ودائع بدایع خالقند -  
 چراغ راه سالکان طریق ریاست و ملک داری کند -

بنام بادشاهزاده محمد اعظم شاه بهساور

رقعه اول

فرزند عالیجاه! اسپ را هوار که این مرتبه برای ما فرستاده اند  
 از سواری آن خیلی خوشیم - و یاد از غمخواری های پدر پیر ازال فرزند  
 جوان بخت میدهد - از کمال تحفظ بنحو شحرام موسوم کرده شد - به حوال  
 آن فرزند در تجوئیه نام مطابق هر چیز مهارت تمام دارند برای  
 هر یک از اسبان خاصه ما که فهرست آن بقید رنگ و نسل مرسله  
 آخته بگی خواهد رسید تجوئیه کرده بنویسند -

رقعه دوم

فرزند عالیجاه! مزه کچتری بریانی شما در زمستان بیاد می آید -  
 الحاحی که قبولی اسلام خال پان نمی رسد - نمی خواهم که سلیمان بریانی

پنہرا از شما بگیرم اما شفقت پدری اقتضا نکرد۔ اگر از شاگردان او کے  
ممارت این فن داشته باشند طلبیده آید و الا خوشا روزی که  
بیانید و بخورند و بخورانند۔ **بیت**  
خوشا وقتی و خرم روزگارے که یارے بر خورد از وصل یارے

**بیت**  
ہوں از سرم یک سرموزفت سیاہی ز موزفت و از زو زفت

**رقعہ**  
فرزند عالیجاہ محمد اعظم حفظہ اللہ تعالیٰ و سلم! حسن بیگ ویران  
کار چکھ کوڑا برعایت خاطر افضل اجل معزول نشدہ۔ رعایائے  
آنجا و اوایلا دارند۔ و سرہنگ میزنند۔ و می گویند۔ ع۔  
اگر تو می ندی داد روز دادے هست۔ محاسبان حقیقی ظلم عمال  
بنام ماوشما می نویسند جزاے اعمال حق دانستہ۔ باحوال سکند  
آنجا وارسند۔ و الا جاگیر تغیر خواهد شد۔ و عوض نخواهند یافت۔

**رقعہ**  
فرزند عالیجاہ! آنچه معلوم میشود مصطفیٰ قلی بیگ دیوان خاص  
آں فرزند کار با بجز و رسی سرانجام میدہد۔ قیمت است اضافہ منصب و  
خطاب خانی اگر بنویسند دادہ آید۔ آدم خوب مثل طلاے بے غش است۔

**بیت**  
آنچه بہتیم و دیدیم کہ بسیار است و نیست نیست جزا نساں دیں عالم کہ بسیار است و نیست

روزے سدا اللہ خاں مرحوم بعد فراغ از اورا دو وظائف تادیرے دست  
بدعا برداشته بود یکے از ندماے گستاخ پرسید "کدام آرزو باقی است؟"  
گفت آدم خوب "الحق حرف خوبی گفته - هر چند دیانت و امانت  
در خلقت انسانی جملی است بهر که حق تعالی کرامت کرده باشند - اما  
همت و الصاف آقا را نیز دخیل هست - که تو که را مرقه الحال و از وجه  
معاش مقلد احوال فارغ البال دارد - تا ضرورت عالم تعلق خلل  
انداز اعتقاد او نشود - ع - که مزدور خوشدل کند کار بیش -

### رقعه

فرزند عالیجاه با خمار جاسوسان معلوم شد - که شاه راه از  
بهادر پور تا نجسته بنیاد خال از مخاطره نیست - قطاع الطريقان مال  
بیوپاریاں و مسافران بنارت می برند - و متردین بامنیت نمی توانند  
آمد و رفت نمود - هرگاه در قریب لشکر ما و شما این حال بوده باشند  
و اے بر حال طرق دور دست - معلوم می شود - که منہیاں اخبار معتبر  
پاں فرزند نمی رسانند - از آنجا که غفلت و بی پروائی خلاف طریق  
ریاست و جهانیانی است کاتبان جدید تهدید تعیین نمایند - و علامه  
و فعلاء پیشین را بسزا رسانند - و فوج مستعد میگرد سازند - که  
استیصال مفسدان از پنج وین کرده شاه راه از شجر جماعت حرامیان  
پاک سازند ننگ بد عملی تا گے گوارا تو را گردد - بدیت

من کی گویم زبیاں کن یا بفکر سود باش  
اے ز فرصت بنجر در هر چه باشی زود باش  
والہ فقط

### رقصہ

فرزند عالیجاہ! یاد داریم کہ روزے بخد مت میاں عبد اللطیف  
قدس سرہ الشریف رفتیم۔ و در اثنائے کلام گفتیم کہ اگر احازت باشد  
چندہ از مضافات کمکون برائے مصارف خالقہ مقرر کردہ شود۔

ایں دو مصرع بر زبان صدق ترجمان راند۔ بیت  
”شاہ مارا دہ دہ منت نہد رازق مارزق بے منت دہد“  
گفتیم ”بہچہیں است اما تقدیم خدمت فقرا و اہل اللہ برائے خیر و  
برکت دنیوی و عاقبت خود و حصول دعائے مزید نعمت و دولت  
است نہ برائے آرزو و منت“ گفتند ”اگر فی الحقیقت از تصمیم ارادہ  
باطن نیت خیر است۔ نصف غلات از حصہ رعایا بگیرند بلکہ مظلومان  
محنت کش زیادہ ازاں بگزارند۔ و ادارہ و وظیفہ برائے گوشہ  
نشینان متوکل کہ زبان سوال بستہ در بیابانہا و زوایاے ویراں  
مسکن دارند مقرر سازند و بداد مظلومان نوع پرست کہ حق کسے تلف  
نشود۔ و دست اقویا از حال ضعفا کوتاہ باشد۔ افزونی دولت و  
نعمت مشاہدہ نمایند۔ بتقریب یا نش سکنہ چککہ کوڑا ایں نقل  
بیاد آمد کہ بے اختیار ہاں فرزند قلی شد۔ والدہ۔

### رقصہ

فرزند عالیجاہ! داروغہ توپ خانہ و دیوانخانہ را فوجدار نواح احمد  
آباد کردہ اند۔ و او تہا نجات بخویشاں و اقربائے مردار تہوار سپردہ

مستغنیان بحکایت داروخته نیکو بعد البت آل فرزند بار نمی یابند - و  
 جمیع مال مرهم نوار او پاش رفیق دامادش شده خلق الله را ایذا می دهند  
 حیرانم که در وقت جزای اعمال چه جواب خواهیم داد حق سبحانه تعالی  
 عادل است اگر ظالم را کار فرما کنیم هر عذاب که از ظالم مامور ما بر ما  
 آید عدل است و بآل سزاواریم - که ظالم را زور دادن و بداد داد  
 خواه نرسیدن در معنی خود مجوز ظلم بودن است - بنیت  
 گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

رقعه

فرزند عالیجاه! مثل زاهده بانو ضعیفه بیچاره تا که بحال تباه و  
 محروم خواهد بود بر ما و شما حقی دارد تو اسماش آنچه کردند - نتیجه آل  
 دیدند - متلف حق بهیج حال نیاید بود یاد داشته باشند که روزی که  
 فیل فتح جنگ خاں برآں فرزند حمله آورد - میر محمد صو چه کار رستگانه کرد -  
 فیل را از شوخی باز داشت و خلعت عنایت نگرفت - که حق  
 خانه زادى بجا آوردم مزد چرا بگیرم - برآی خدا و خاطر ماسینه  
 را از کینه دیرینه پروازند - و آل ضعیفه را که غیر شما دیگرى ندارد  
 مشمول عواطف سازند - بنیت

قدیكان خود را بهیضای قدری که هرگز نیاید نه پرورده قدر  
 رقعه

فرزند عالیجاه! روزی سعد الله خاں در حضور بدر آمد - اعلی حضرت



سبب پرسیدند - عرض کرد که فقره چند در بیاضی به نظر آمده بود نقل  
 برنی داشتیم - تا بحضرت رسالت قیام بنیان سلطنت از عدالت افزایش  
 ملک و مال از شجاعت و سخاوت - صحبت داشتن با علما و فضلا و محترمان  
 بودن از قرب جملا نشان عقل است - عامل بودن برحقایق و  
 مستقل ماندن در عین شدائد - مقصود بودن در امور دنیوی از  
 تملیک - راضی و شاکر ماندن بر تقدیر - دیرپائی خاندان از ترحم نمودن  
 بر یتیمان و محتاج نشدن خود از کام روانی محتاجان - انصراف امور  
 ملکی بصلاح و صوابدید و ذرا - مظفر و منصور بودن باستعداد و همت فقرا  
 تندرست ماندن از نیت ازاله درد و دروندان امید رحمت داشتن از  
 جناب حق بعفو جرائم مجرمین - آنحضرت خلیه مخلوط شده بوسه بر پیشانی  
 خال مبرور دادند و آخر روز چند تبحر محمودی زردوزی گیرنگ  
 بخان مذکور مرحمت فرمودند خواستم که تنها متلذذ نه باشم بآل فرزندان  
 دلبند هم نوشیتم توفیق عمل به یگانه رفیق یاد -

### رفیق

فرزند عالیجاه! جان عزیز! چند فقره از بیاض اعلیٰ حضرت  
 خوش آمد - باقتضای شفقت قلبی بے اختیار بآل فرزندان ارجمند  
 نوشیتم که تنها متلذذ نباشیم - چندین چیز بهترین احوال است و ندارد  
 بکرم پدر - زنجیدن بعدم حصول مقصد - زنجیدن مردم خوب مزاج  
 نخواستن با کمال احتیاج - صحبت داشتن با اهل معاد - صحبتی که در آن

قابلان با استعداد - پارتدادن پیش خود بمردم بجهال - دادن پارتباب  
استحقاق بقدر توفیق پیش از سوال - مکرم داشتن اہل فضل بمصرف  
نمودن مزاج بعدل - میل نکردن باقوال غیر عقائد - بے خبر بودن از  
احوال متوکلان بے مکانہ - قیمت داشتن وجود یگانگاہ کہ بیگانہ  
از خلق باشند - پیش داشتن جمع کہ مصالح امور دنیا و عقبہ شوند  
دریں عصر ہم مردم خوب بسیارند - اما دل متفحص و توفیق پیش  
آوردن آنہا کو - ظاہر بعد چندے بدتر ازین خواهد شد - فرد  
من روضہ زمانہ در فکرم کہ مبادا ازین - بتر گردد  
شما کہ داعیہ جہانبانی دارید بچوینید و بجوہید و بنگرید و نگاہدارید -

رفقہ ۱۱

فرزند عالیجاہ ! در احمدآباد میر عرب درویش را دیدہ اند البتہ  
باز بردند - و سلام ایں شرمندہ عقبہ و طالب دنیا را ابلاغ نمایند  
و خیر عواقب امور و سلامت ایمان از دل و جال منسلک کنند -  
و بگویند کہ نزدیکی باہل و دوری از حزن عمل عمر ایں غافل بجاہل  
گذشت - قدرے کہ ماندہ نیز لا حاصل میرود - قدم حیات پیش رود  
و فکر نجات پس سر - فرد

انچہ ما کہ دیم بر خود پیچ نا بینا نکرد  
در میان خانہ گم کہ دیم صاحب خانہ را

رفقہ ۱۲

فرزند عالیجاہ ! روزے اعلیٰ حضرت در خلوت بدرا شکوہ ارشاد

نمودند که در حق آمارے بادشاہی کج خلق و بدگماں نباشند و ہمہ را  
مشمول عواطف و الطاف دارد۔ و عرض غرض آئین سخن سازان  
در حق این جماعت نشنود۔ کہ این حرف وقتے بکار خواهد آمد۔ از  
بسکہ دل می سوزد۔ حرف ناگفتنی می گویم۔ لفاق با مردم کارضالج  
کاری است۔

### رقص ۳۱

فرزند عالیجاه! واقعہ نگار برگزینہ لونی بہ برادر خود می نویسد کہ  
تا پانزدہ شانز ہزار روپیہ ہر سال از راہداری می آید۔ و این فوہار  
نیادہ از ہزار دو ہزار داخل جمع نمی نمایند۔ فی الحقیقت این راہداری  
نیست راہزنی است۔ مال عوام محض حرام است اگر از صد  
تینج و چہل یک می گرفتند مضائقہ نداشت چوں برس تقدیر خیانت  
این ظاہر می شود اول بہ تحقیقات این فرمان بنام ناظم صوبہ  
و دیوان صادر می شود بعد اثبات نمیدہ خواهد شد انجہ از ذراعت  
پیدا می شود نصف بجاگیر دار گوار است و سوائے آن مال خالصہ  
شریفہ است۔ در عصر اعلیٰ حضرت شیخے ہنگام عبور سواری خاص  
بنیانگ بلند بر خواند کہ این عصر مینیت اثر جامع جمیع حسات است  
خدایہ عادل۔ وزیر اعظم جہر رس۔ دبیران متدین۔ خلق اللہ مرقہ الحال  
شکرانہ این عطیات از جناب اینرودی بر ذات اقدس از جملہ مقررہات  
است۔ آنحضرت بعد استماع این حروف در سواری راندن اندکے

مکت فرموده بندہ کے خاص را از دور طلبیدہ دست بفاطمہ  
برداشتند۔ واورا بعنایت خلعت نواختند۔ سعد اللہ خاں دران  
وقت بسبح والا رسانید۔ کہ مصالح بقدر خواہش و خواہش بقدر  
جوہر پاک بہم می رسد۔

### قصہ ۱۴

فرزند عالیجاہ! موسوی خاں را بہ تجویز آل فرزند بخشی اول  
کہہ دیم آدمی اگر از عہدہ یک کار ہم خوب برآید غنیمت است۔  
صورتش بد نیست سیرتش نمی دائم رخ۔ کہ جثت نفس نگر و بسالما  
معلوم۔ کلیہ اغیبت ہر کار خدمتے باید فرمود مخفی متخص خالص باید  
بود۔ کہ ابنائے دنیا در ابتدا بہ تقدیم حسن خدمت فریفتہ می نمایند۔  
و باز اغراض نفسانی را کار می فرمایند۔ اینجا بعد افتخار خاں و  
محمد علی خاں خانسا مانی را فاضل خاں و فضایل خاں خوب کردند۔  
کہ آثار خیر از ناصیہ آنها دیدہ میشد۔ امراض بدنی را اطباء علاج  
توانند کرد۔ اما مریضان غرض را مقلب القلوب دوا کند۔

### قصہ ۱۵

فرزند عالیجاہ! پسران شمشیر خاں چرا جدا شدند۔ استغفای آسمان  
بے سبب نخواہد بود۔ قدامت بانگ حرف بر انداختن و از جدیدان  
توقع کارداشتن محض بے معنی۔ ما آفتاب مشرق بدیوار و ایشاں را  
چنین خیال۔ بہر حال اگر در حضور اقدس بیایند و منصب بادشاہی

## رقعه ۱۶

فرزند سعادت تو ام عالی جاه من ! اعلیٰ حضرت می فرمودند که  
 تشکیار کار بیکار نیست انسان اگر بامور عقلی نتواند پرداخت سیاستگی  
 کارهای دنیا چه بد است که دنیا مزرعه الآخرة واقع شده - خود  
 بدولت بنفس نفیس چهار گهری آخر شب از خواب گاه برآمده بآبشار  
 توفیق وضو کرده بچهره درشن تشریف می آوردند در شنبال را سعادت  
 دیدار فیض آثار نواخته - بعد برآمدن چهار گهری روز دیوان عام  
 می فرمودند - و دران مجلس جمیع منصبداران جزو و کل بار مجرا  
 یافته - دیوان اعلیٰ و میر بخشی بخوین اهل خدمات و حقائق حسن  
 تردوات و جانشانی و ناظران و فوجداران و امینان و کورویان  
 صوبجات بعض رسائیده - دامن امید هر کدام با پنج مرام بهر ساحت  
 دل گرمی دیگران می نمودند و بعد ملاحظه معتاد اسپان و فیلان نامه  
 یک پاس و دو گهری روز برآمده از دیوان عام بدیوان خاص  
 رونق می بخشیدند دران مقام بختیای عظام احوال نوسر فزاین منصب  
 معروض نموده حکم عرض مکدر و نظر ثانی حاصل می کردند و انتخاب  
 وقایع و سوانح هر مکتوب عرض کرده فراخور هر مقدمه صدور احکام  
 و قرائین را حکم ناطق می گرفتند - تا قریب دو بهر این معاملات  
 در پیش می بود - پس بعد بر خست طعام خاصه که تا کید از وجه حلال تر

می‌شد - متوجه شده - برای تقویت تن و قوت عبادت و دادگستری  
 بقدر سبب رفق نوش جان فرموده و جزا کل و مشرب و وظیفه خواران  
 و راتبه داران که اکثری ازاں علما و فضلا و طلبه علم مساکین و غریبا  
 و یتیمان و بیگسای و بیاریاں بودند - و بسیاری را از آنها در نظر  
 یکمیا اثر روشناس می‌داشتند - استفسار نموده - در خوابگاه خاص  
 تشریف برده - ساعتی بادل بیدار قیلوله کرده - بعد از انقضای دوپایس  
 و چهار گھڑی روز از خوابگاه برآمده - و حضور کرده در نمازخانه بتلاوت  
 قرآن مجید مشغول می‌شدند - پس از ادای نماز ظهر اوراد بر لب و  
 تسبیح در دست درآسید بمرج آمده می‌نشستند - دیوان اعلی در اینجا  
 حاضر شده بعرض و معروض مطالب مالی و ملکی پرداخته اکثر کاغذها  
 بدستخط نور میرسانید - و چهار گھڑی روز مانده یازده دیوان عام  
 می‌فرمودند - درین وقت بخشی و دیوان خاص نو سرفرازان منصب  
 و طلبه داران جاگیر را از نظر اور می‌گذرانیدند - و آنحضرت بقدر تمام  
 تفیش احوال حسب و نسب و جوهر ذاتی و کاروانی هر کدام فرموده  
 برای تشخیص منصب و تنخواه جاگیر حکم می‌فرمودند - و بعد شام از  
 دیوان عام برخاسته - نماز مغرب خوانده - در خلوتکده خاص تشریف  
 می‌بردند در اینجا مورد خال شیرین زبان و قصه خوانان فصیح بیان  
 و قوالان خوش الحان و سیاهان عرصه بهمان حاضر می‌شدند -  
 اندرون پرده نسوان و بیرون فکاهه هر یک موافق رغبت طبع اشرف

و اهل احوال اسلاف از بزرگان و بادشاهان و عجائب و غرائب دیاد  
و امصار بعرض می رسانیدند - خلاصه آنحضرت تا نصف الیل اوقات  
شماروزی خود را باین طور تقسیم فرموده داد زندگانی و فرماندهی میدادند -  
پس شفق پدیری در حق آل فرزند اقلبی است - نه قلبی لهذا در نوشتن  
و اطلاع دادن هر آنچه خوب باشد و برای فرزند ارجمند زمینده بود  
بے اختیاریم درین وقت آنچه بیاید آمد بر زبان قلم دادیم معاف دارند

### فصل پنجم

فرزند عالیجاه - ما شما را خوش بخویش و خوش تمیز در همه چیز  
میدانیم س - ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ -  
محمد بیگ را تغیر کردن و شیر انداز را فوجداری سوره و طه دادن عجب  
عجب - خاتم امور از شخصیت و شعور آدمی سمت ظهور دارد -  
ع - سیاه آدم آئینه حال باطن است - اینجا پنج هزارا سپاهی  
منش مثل قطب الدین خاں بوده اند - اگر شما سید کمال و سید  
مراورا که در آن صوبه فی الجمله موقر و معتبر اند - تعیین می کردید - مضائقه  
نبود - بهر تقدیر فوجداری سرکار ندو معه محالات معموله آن بجای گیر  
ایشان مرحمت شده - از نوکران فدویت نشان خود هر کجا لائق  
دانند - برگمارند - امان الله بیگ و بهادر بیگ شروانی اگر دوری  
از آن نورالابصار اختیار کنند ظاهراً متحمل این کار گوانند شده -  
و دیانت داری و واقف حالی جزو اعظم نظم معاملات ملکی و مالی است -

ضایع کاران مطلب جو۔ موجود۔ و توش کرداران راست گو مفضود۔  
 حضرت عزیز بنیال کہ نوکران خوب داشتند۔ از ہمیں ہمہ فتوحات متواترہ  
 و مہمات متکاثرہ می فرمودند۔ اما در عصر اعلیٰ حضرت ہند ہائے نامدار  
 جاں سپار و عاملان آبادال کار و دفتر داران ہوشیار بسیار پیش می آمدند  
 و با انہمہ بذات قدسی صفات در رلق و فتن معاملات تعلق خاطر و  
 توجہ باطن و ظاہر می فرمودند میکنا بدو ادریم در ہنگامہ اعلیٰ حضرت مراد بخش  
 را بجهت تسخیر و لایست تقدیم بلخ مرخص فرمودند۔ دیوانی فوج مطلب  
 بود۔ در حالت تجوید بسیت کس از اہل کار و بیکار بہم رسیدند۔  
 حالایک کس ہرے دیوانی ہنگالہ کہ بکلید راستی و کار دانی آراستہ  
 باشد۔ می خواہم دریافتہ نمی شود۔ از نایابی آدم کار آہ آہ۔

### رقعہ ۱۵

فرزند عالیجاہ !۔ ایصال کہ نیت بخیر دارند۔ باوصف اس از  
 عمل ظلمہ و مکافات نمودن فرقہ ضالہ چرا غافل می باشند۔ دربارہ  
 حاجی پور و مین پور و دیگرہ شہانجات قوہداری کہ ہر روز دلوگیر و جور  
 خطیر می شود و از پٹنہ گنج و قریب لشکر گولیان راہ میزنند۔ و سکتہ  
 شہر و مسافران غریب را بستہ می برند امان اللہ بیگ داروغہ لویخانہ  
 و دیوانخانہ را قوہدار نواح کردہ اند و او شہانجات بخویشیان خائن  
 و مردار خوار سیردہ مظلومان بحماییت او پیش آں فرزند نمی توانند  
 سر بفریاد زد حیف صد حیف۔ وقت چوں سیف می گذرد و طعن



اینست دنیا و خوف ایزد جل و علا از خاطر می رود - فوجدار می پیک  
 از گجراتیاں مثل صفدر خان ثانی و پسران بملول شروانی باید داد -  
 که در عمل شجاعت فعال نیکنام بوده اند - و بامکان شهر مهارست  
 دارند - و اشکان می گویم که در دارالجزا برعایت و غفلت از احوال  
 فعال مانده خواهند شد - واقع نگار و هرکاره های معتبر و محتاط  
 در محال بگذارند - و روزمره اعمال حکام بخوانند و بروقت به تلافی  
 پردازند - **فرد**  
 چوپیش گنم روز حشر خواهد شد **رقعه**  
 تمسکات گناہان خلق پاره کنند

فرزند عالیجاه - اعلیٰ حضرت از سعد الله خاں پرسیدند که اسباب  
 خوشنودی خالق و خیریت عاقبت چیست ؟ عرض کرد - که عدالت  
 و سخاوت - که حضرت آفریدگار در ذات اقدس آفریده - شخصی از راه  
 گناہ بخوان موصوف گفت که مرد متدین وفادار در عرصه روزگار  
 کمتر اند - شاید بنظر شما در آمده باشد و گوش بر حرف اہل غرض در  
 حق او نگذارد - اعلیٰ حضرت می فرمودند - که مردم متدین و آبرو  
 طلب و متصدی خوب ہرگز خدائے تعالیٰ پرتیہ اعلیٰ فائز گرداند -  
 باید کہ تقصص آنها نماید و جوہر قابل را لگاں نسازد - اگرچہ بیگانہ  
 باشد و اند جاہل بے جوہر بیگانہ شود - ہر چند او خود را بیگانہ داند -  
 متصدی آشنا پرست قرابت و دست افتادنی است -

## رقعه

فرزند عالیجاه -!- روزی اعلیٰ حضرت منام به خسلخانه تشریف آوردند  
 سعادت خاں و علی مرداں خاں موجب ملال خاطر اشرف استفسار  
 نمودند - آنحضرت فرمودند - که چند کس از ناظران ملک و مال طعمه اجل  
 شده اند - و مردم دیگر با فرو شکوه بالفعل بنظر نمی آیند - که زود متحمل  
 چنان امور خطیر خواهند شد - باندیشه این که مبادا انتظام ایتر شود -  
 خاطر متردد است - قلیچ خاں عرض کرد - که رونق مهات خلافست -  
 ازل بنیاد مختصر بدیمنت قدسی است - بالفعل پنج کس از نوکران  
 خانه غلام چنان تربیت شده اند - که بمنصب والای بادشاهی و  
 خدمات صوابعات درلق و فتن معاملات مشرور اند - کجور استماع این  
 حرف در مزاج اشرف فرحتی پدید آمد و حکم شد - که آخر روز بهلازمت  
 بیارد - تا سیر صورت و سیرت آنها کرده شود - چه خوش باشد - اگر  
 کارهای خاطر خواه متمشی گردد - چنانچه بروقت به حضور برآورد آمده  
 بعد تحصیل دولت ملازمت اقدس عرض جوهر انسانی و کار دانی  
 داده هر یک بنیایات و قدر دانی خدیو آفاق بمنصب لایق از  
 ذات تابنیای عز اختصاص یافت - و آل حضرت خاں مذکور را  
 نیز مشمول عواطف خاص فرموده - بکنزاری ذات و دوصد سوار اضافه  
 داده فرمودند - مصرعه - ای وقت تو خوش که وقت ما خوش کردی -  
 خان موصوف در جنب شکرت پذیرائی عرض خود و تفضلات خداوند

نعمت یک ہزار مہربان استحقاق بخش کرد۔

### رقعہ ۲۱

فرزند عالیجاہ - اس نقل زبانی شخصے معتبر بگوش رسیدہ بود۔  
 در رشتہ تخریر کشیدہ شد۔ کہ بہوش آل فرزند ہم برسد۔ روزے  
 اعلیٰ حضرت علی مردان خاں و سعد اللہ خاں را در خلوت خاص  
 عن اختصاص بخشیدہ از زبان گوہر فشاں فرمودند کہ رتی و فقی ملک  
 و مال منحصر در ہم و انصاف است۔ نفوذ باشد اگر بادشاہ بے جوہر بر تہ  
 خلافت فایز آید۔ و وزرا و امراء بے حسن و تدبیر را بروے کار  
 آورد۔ اختلال کلی در نظم و نسق بلاد رودہد۔ پریشانی رعایا و  
 بے سامانی برآید و بیشک کم حاصلی و ویرانی شود۔ شما حسبہ اللہ با فقرا  
 و ضلحا صحبت داشتہ بعد نماز پنجگانہ برائے ماعدا می خواستہ باشید۔  
 کہ رونق نکاہد و بیج کدام بد برزیاں نیارد و بعد ہر کہ از لیسراں  
 فرماں روا شد بتوفیقات خیر موفق باشد بعضی اوقات اندیشہ بخاطر  
 راہ می یابد کہ مہینہ پور خلافت اگرچہ اسباب شان و شوکت و  
 سامان تجمل و صولت ہمہ دارد لیکن عدد نیکوای و دوست پداں  
 واقع شدہ - ع - بابدان نیک و بد بہ نیکال است۔ تنجاع خیر از  
 شیر چشمی و صفہ ندارد۔ و مراد بخش مجہول الکفایت باکل و شرب  
 ساختہ دائم النحر است۔ مگر فلانی یعنی اس عاجز فانی ذی عزم و  
 مال اندیش بنظر می آید۔ اغلب کہ متحمل امر خطیر ریاست تواند شد۔

سعد الله خاں ایں مصرع - مولوی برزبان خواند - ع -  
مرد آخر میں مبارک بندہ ایست - آل حضرت فرمودند - ع -  
تا دوست کرا خواهد و میلش بیکه باشد -

### رقعہ ۲۳

فرزند ولید من - می گویند - علی مردان خاں و ابوسعید میرزا و  
قلیچ خاں روز چوکی سپاہیاں را اول تواضع قہوہ می کردند - و وقت  
حاضری حاضری - و هنگام طعام طعام و وقت رخصت نوشبو و پان  
می دادند - و بمردم خانہ آل جماعت طعام اقسام می فرستادند -  
و می گفتند کہ نسواں و طفلان اینها برتنها خوری ایں فرقہ و کم ہستی  
ما طعن نکنند - و حسرت بخورند - شخصی در زمان سلف پیش بزرگے  
شکایت زمانہ آغاز کرد - فرمود - کہ ہنوز موقع سیاس و موضع حمد  
بے قیاس است کہ انسان را نہ خوف نان و نہ غم مال و جاں  
است و نہ اندیشہ سستی دین و ایمان - در زمان مستقبل نبات  
ابنای دنیا مبدل خواهد گشت - و جورہای متنوعہ طورہا یافت  
عدل و احسان قطعاً خواهد رفت - ناظران و محافظان بلاد بر ملا  
بخارنگری خواهند گرانیہ - خلیفہ عصر چشم از دادخواہاں خواهد پوشید  
امیراں بمصلحت ہمدیگر بمعاونت ستمکاراں خواهند کوشید حق زائل  
و باطل خواهد گردید - نسواں بدلیری پیش خواهند آمد - دختران  
بوزات اختصاص خواهند یافت - مردم ذوی القدر از بس بیدی

عماً باصلاح کارها خواهند پرداخت. و مستحقان امور با وجود گوشه نشینی  
ایمن نخواهند بود و بے شعورای و ناکرده کاراں کارفرمائی خواهند  
نمود. و پسرآں پدراں را خواهند ربجانبید. و پدراں بے شفقتی  
نخواهند گزید. زنان صالحه از فسق و بیسهری شوهران طالع خواهند  
نالید بارآں بروقت نخواهد بارید. حکام غلات را بخرجن شوم  
طبعی گراں تر خواهند فروشانید ممالک از تنظیم کارفرمایاں دیداں  
خواهد گردید فواحش در مساکن خوانین و خواقین علانیه ساکن خواهند  
بود. و مردآں پوشیدن لباس زنان رغبت خواهند نمود.

### ۴ فرمان بخط النور در حالت نزع صادر شد

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ وَاٰلِیٓنَا سَلَامٌ پیری رسید و ضعف قوی شد.  
قوت از اعضا رفت یگانه آمدم و بیگانه می روم خبر از خود ندارم.  
که کیستم و چه کاره ام؟ نفس که بے ریاضت رفت. افسوس آں  
باقی ماند. ملکداری و رعیت پروری، بیج از من نیامد. عمر عزیزم رفت  
رفت. خداوند در خانه دارم و روشنائی آں در چشم تاریک خود  
نمی بینم. حیات پائدار نیست. و آن نفس رفته نشانی پدیدار نمی  
دارد استقبال توقع مفقود. تب مفارقت کرد و چرم و پوست  
تتها گذاشت. فرزند کام بخش اگر چه بیجا و رفت آما نزدیک است  
و آں عالیجاه ازاں هم نزدیک تر. عزیز القدر شاه عالم اند همه

دورتر - فرزند زاده محمد عظیم بکرم الله العظیم نزدیک هندوستان رسیده لشکریاں ہمہ بے دست و پا و سراسیمہ پچوں من مضطرب کہ از خداوند تنہائی گزیدہ - در حالت اضطراب است - و چون سیلاب بمقرر نمی فمند کہ صاحب نعمتی داریم - پنج بان خود نیاوردم - ثمرہ گناہاں ہمراہ می برم - نمی دانم کہ در چه حقوبت گرفتار خواہم شد - ہر چند نظر بر لطافت و رحمت امید قوی ست - اما نظر بر اعمال و افعال تفکر نمی گزارد - چوں از خود گذشتم دیگرے کجا ماند - ع - ہر چه بادا باد باکشی در آب انداختم - صیانت بندگاں اگر چه پروردگار خواہد کرد - لیکن نظر بر عالم ظاہر بر فرزنداں ہم ضرور است کہ خلق اللہ و مسلمین ناحق کشتہ نشوند - فرزند زاده بہادر را دعائے آخری بگوئید وقت رخصت ندیدم - اشتیاق باقی ماند - بیگم بظاہر اگر چه ملول است - لیکن دہما کو تہ اندیشی مؤنث جز ناگامی ثمرہ ندارد - اوداع اوداع اوداع -

فرمان بنام پادشاہ زاده سوم سلطان محمد کام بخش

کہ در وقت آخری صادر فرمودند  
فرزند جگر بند من - ا - در عالم اختیار ہر چند برضائے الہی نصحت کردم - و زیادہ از امکان وصایا نمودم - چوں خواست الہی نبود - بگوئش رضا کسے نشیند - حالاکہ از ہمہ بیگانہ میروم - بر بے بضاعتی شما ترحم دارم - اما چہ فائدہ ؟ عذاب و گناہ ہر چه کردم ثمرہ آں

با خود می برم - عجب قدرت است - که آمدم تنها - و میروم باین قافله -  
 نیک اگر چه از دوازده روز مرافقت داشت لیکن تاب نیاورده گذاشت  
 هر جا نظر می کنم جز خدا بنظر نمی آید - اندیشه لشکریاں و لشکر نظر  
 به و بال آخرت موجب ملالت خاطر شد - از خود خرم نیست - گناه  
 بسیار کردم - نمی دانم بچه عذاب گرفتار خواهیم شد - حراست بندگان  
 اگر چه رب العالمین خواهد کرد - اما - بر مسلمانان و فرزندان هم است  
 حفظ و احتیاط بندها بحسب ظاهر ضرور - عالیجاه هم نزدیک  
 ۱۲ است - آنچه لازم بود در حق شما گفته ام - او هم بجان و دل  
 قبول داشته - نشود که مسلمانان کشته شوند - و وبال برگردن این  
 ناکاره بماند - شما را و فرزندان شما را بخدا می سپارم و خود رخصت  
 می خواهم - حالت اضطراب است - بهادر شاه در جاییکه بود هست  
 و فرزند زاده عظیم الشان نزدیک تاهندوستان آمده - فرزند زاده  
 بهادر در لواجی سحرآت - حیات النساء چیزے از روزگار ندیده لول است  
 و حال بیگم بیگم داند - اود پیوری والدہ شما در بیماری بامن بوده اراده  
 رفاقت دارد - خانه زادان و مردمان حضور هر چند گندم نمابو فروش  
 اند باید برفق و مدارا و با پروائی کار گرفت - پابانداره روا دراز  
 کشید - والسلام -

رقعه - فرزند عالیجاه - ا - بلیت

همنشین تو از توبه باید تاترا عقل و دین بیفراید

از دیرپاد مسموم می شود که در محالات قبول شما ظلم صریح بعمل  
می آید مظلومی بیچاره که تابه والی نمی رسد - و آو رفع ظلمه از سر  
او نکند - در قضا بنام والی عامل بنویسند - بخشی دوم را این قدر  
اختیار دادن و اعتبار افزودن که دیگرے را در کار او مجال عرض  
نباشد چه معنی دارد؟ اگر چه استقلال آدم کار هر قدر باید افزود - بجا است  
فاما فاعل مختار ساختن و بجزویات ساخته او پیرداختن محض بیجا -

### رباعی

باید نقش و باش بیگانه او در دام زفتی اگر خوری دانه او  
تیر از بنج راستی کما نراج دید بنگر که چه گونه جست از خانه او

فرد  
بترس از آه مظلومان که هنگام دعا کردن  
اجابت از در حق بهر استقبال می آید



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مثنوی

مثنوی کے معنی ہیں دو دو کیا گیا۔ چونکہ مثنوی کے دو مصرعوں کا قافیہ ایک ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو مثنوی کہتے ہیں۔  
اُستادوں کے نزدیک مثنوی عام اقسام شعر سے مشکل ہے۔ اس فن میں فردوسی اور نظامی کو کمال حاصل ہے۔ دوسرے مثنوی کہنے والے انھیں کے پیرو ہیں۔

مثنوی کے ہر قصہ کے لئے تمہید لازم ہے۔ سلسلہ کلام میں ربط ضروری ہے۔ اور مثنوی کے دیباچہ کے لئے چند چیزیں ضروری ہیں  
توحید۔ مناجات۔ نعت۔ مدح سلطان زمان۔ کلام اور شعرا کی تعریف۔ تصنیف اور تالیف کا سبب۔ ان تمام باتوں کے بعد نظامی گنجوی ہیں۔ ان سے پہلے مثنوی کو صرف قصہ سے شروع کر دیتے تھے۔ بوستاں میں بھی اس کا التزام کیا گیا ہے۔

# انتخاب از بوستان سعدی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد باری عزّ اسمه

بنام جهاندار جاں آفرین	حکیم سخن بر زبان آفرین
خداوند بخشنده و دستگیر	که تم خطا بخش و پوزش پذیر
عزیز که هر که از درش سربافت	بهر در که شد پایج عزت نیافت
سر پادشاهان گردن فراز	بدرگاه او بر زمین نیاز
نه گردن کشان را بگیرد بظور	نه عذر آوردن را براند بخور
وگر خشم گیرد بگردار زشت	چو باز آمدی ماجرا در نوشت
دو کوش یک قطره در بحر علم	گنه بیند و پرده پوشد بحکم
اگر بایزد جنگ جوید کسی	پدر بیگماں خشم گیرد بسی
وگر خویش را ضی نباشد ز خویش	چو بیگانگانیش براند ز پیش
وگر بر رفیقان نباشد شفیق	بفرسنگ بگریزد از وسع رفیق
وگر بنده چایک نیاید بکار	عزیزش ندارد خداوند کار
وگر ترک خدمت کند لشکری	شود شاه لشکرکش از وسع بری

ولیکن خداوند بالا و پست  
 ادیم زمیں شقره عام اوست  
 اگر بر جفا پیشه بشتافت  
 بری ذاتش از تمت خند و جنس  
 پرستار امرش همه چیز و کس  
 پخال پهن خوان کرم گستر و  
 لطیف و کرم گستر و کار ساز  
 مراد را رسد کبریا و منی  
 یکے را بسر برهند تاج بخت  
 کلاه سعادت یکے بر سرش  
 گلستان کند آتش بر خلیل  
 گر آں ست تشویر احسان اوست  
 پس پرده بیند علمای بد  
 بتمدید اگر برگشند تیغ حکم  
 و گد در دهر یک صلا کرم  
 بدرگاه لطف و بزرگیش بر  
 فرو ماندگان را بر حمت قریب  
 براحوال نابوده علمش بصیر  
 بقدرت نگهدار بالا و شیب

بعضیال در رزق بر کس نه بست  
 چه دشمن برین خوان یغما چه دوست  
 که از دست غرض امان یافت  
 غنی ملکش از طاعت جن و انس  
 نبی آدم و مرغ و مور و کس  
 که سیمرغ در قاف قسمت خورد  
 که دارای خلق ست و دانای راز  
 که ملکش قدیم ست و ذاتش غنی  
 یکے را بخاک اندر آرد و تحت  
 گلیم شقاوت یکے در برش  
 گروپے به آتش بروز آب نیل  
 در این ست توفیق فرمان اوست  
 همو پرده پوشد بالای خود  
 بمانند کرد بسیار خشم و بکم  
 عزایل گوید نصیب برم  
 بزرگان مناده بزرگی ز سر  
 تضرع کنان را بدعوت مجیب  
 با سمر را ناگفته لطفش بخیر  
 خداوند دیوان روز حسیب

نه مستثنی از طاعتش پشت کس  
 برو علم یک ذره پوشیده نیست  
 مهیا کن روزی مارو مورد  
 بامزش وجود از عدم نقش بست  
 وگره بستم عدم در برد  
 جبال متفق برالیتش  
 بشر مادرای جلالتش نیافت  
 نه بر اوج ذاتش پرد مرغ و هم  
 درین ورطه گشتی فروشد هزار  
 چه شبها نشستم درین سیرگم  
 محیط ست علم ملک بر محیط  
 نه ادراک در گنه ذاتش رسد  
 توان در بلاغت بسجای رسد  
 که خاصا درین که فرس زنده اند  
 نه هر جای مرکب توان تاختن  
 وگره سالک محرم راز گشت  
 کس را درین بزم ساغر دهند  
 یک باز را دیده بردوخسته است  
 کس ره سوے گنج قارون نبرد  
 نه بر حرف او جای انگشت کس  
 که پیدا و پنهان بنزدش یکسیت  
 وگره چند سیدست و پایند و زور  
 که داند جز او کردن از نیست هست  
 وزاں جا بصحراے محشر برود  
 فروماند در گنه ماهیتش  
 بصر منتهای جمالش نیافت  
 نه در ذیل وصفش رسد دست فم  
 که پیدا نشد تخمه بر کنار  
 که حیرت گرفت آسینم که قم  
 قیاس تو بروے نگردد محیط  
 نه فکرت بغور صفاتش رسد  
 نه در گنه بیچون سبحان رسید  
 بلا اوصی از تک فرومانده اند  
 اما که جاها سپر باید انداختن  
 نه بندگان بروے در باز گشت  
 که داروے بهوشیش درد دهند  
 یک دیدها بازو پر سوخته است  
 وگره برد ره باز بیرون نبرد

نه مستثنی از طاعتش پشت کس  
 برو علم یک ذره پوشیده نیست  
 مهیا کن روزی مارو مورد  
 بامزش وجود از عدم نقش بست  
 وگره بستم عدم در برد  
 جبال متفق برالیتش  
 بشر مادرای جلالتش نیافت  
 نه بر اوج ذاتش پرد مرغ و هم  
 درین ورطه گشتی فروشد هزار  
 چه شبها نشستم درین سیرگم  
 محیط ست علم ملک بر محیط  
 نه ادراک در گنه ذاتش رسد  
 توان در بلاغت بسجای رسد  
 که خاصا درین که فرس زنده اند  
 نه هر جای مرکب توان تاختن  
 وگره سالک محرم راز گشت  
 کس را درین بزم ساغر دهند  
 یک باز را دیده بردوخسته است  
 کس ره سوے گنج قارون نبرد

بمردم درس موج دریای خوں  
 اگر طالبی تکیں زمین طے کنی  
 تا آن در آئینه دل کنی  
 مگر کوه از عشق مسست کند  
 بیای طلب ره بدینجا بری  
 بدو دقیق پرورهای نیال  
 مگر مرکب عقل را پویه نیست  
 دریں بحر جز مرد داعی زلفت  
 کسانیکه زین راه برگشته اند  
 خلاف پیمبر کس ره گزید  
 پندار سعدی که راه حفا

کند و کس نبرده است کشتی برون  
 نخست اسپ باز آمدن بپس کنی  
 صفائی بتدریج حاصل کنی  
 طلبکار عهد است کند  
 درینجا ببال محبت پری  
 نماند سرا پرده الا جلال  
 عنایتش بگیرد سحر که ایست  
 گم آں شد که دنبال راعی زلفت  
 برفتند بسیار و سرگشته اند  
 که هرگز بمنزل نخواهد رسید  
 توان رفت جز بر پے مصطفی

## باب اول در عدل و تدبیر جهان داری

نگنجد کره های حق در قیاس  
 خدایا تو ای شاه درویش دوست  
 یست بر سر خلق پاینده دار  
 برومندوار از درخت امید  
 برآه تکلف مرو سعدیا  
 تو منزل شناسی و شمه راه رو

چه خدمت گذارد زبان سپاس  
 که آسایش خلق در نظر اوست  
 بتوفیق طاعت دلش زنده دار  
 سرش سبز و درویش بر حمت سفید  
 اگر صدق داری بیار و بپا  
 تو حق گوے و خسر و حقان شلو

چه حاجت که نه گمسی آسمان  
 مگویای عزت بر افلاک نه  
 بطاعت بر نه چهره بر آستان  
 اگر بنده مسر برین در نه  
 چو طاعت کنی نفس شمای پیش  
 که پروردگار تو نگر توئی  
 نه کشور خدایم نه فرمان دهم  
 چه بر خیزد از دست و کردار من  
 تو بر خیر و نیکی دهم دسترس  
 دعا کن بشب چو گدایا بسوز  
 کمر بسته گردن کشان بردت  
 زبے بندگان را خداوندگار  
 منی زیر پای قزل رستار  
 بگوید اخلص بر خاک نه  
 که این ست سر جاده راستار  
 کلاه خداوندی از سر نه  
 چو درویش مخلص بر آور خرویش  
 توانا و درویش پرور توئی  
 یکے از گدایان این در گهم  
 مگر دست لطف شود یار من  
 و گرنه چه خیر آید از من بکس  
 اگر میکنی بادشاهی بروز  
 تو بر آستان عبادت سرت  
 خداوند را بنده حق گذار

### ۱- حکایت

چه خوش گفت بازارگان اسیر  
 چه مردانگی آید از رهزنان  
 شهنشاه که بازارگان را بخت  
 گس آں جا دگر بو شهنشاه روند  
 اگر بایست نام و نیکی قبول  
 بزرگان مسافر بجا پرورند  
 چو گردش گرفتند دزدان به شیر  
 چه مردان لشکر چه خیل زنان  
 در شیر بر شهر و لشکر به نیست  
 چو آوازه رسم بد بشنوند  
 نگو دار بازارگان و رسول  
 که ناهم نکوشان بعالم برند

تبه گردد آل مملکت عنقریب  
 غریب آشنا باش و سیاح دوست  
 نکودار ضیف و مسافر عزیز  
 ز بیگانه پرهیز کردن نکوست  
 قدیام خود را بیفزای قدر  
 چه خدمت گذاریت گردد کمن  
 ۱۱۹ گمراؤ را هر دم دست قدرت به بست

### ۲- حکایت

شنیدم که شاه پور دم در کشید  
 چو شد حالش از بے لوائی تباہ  
 که اے شاه آفاق گستر بعدل  
 چو بذل تو کردم جوانی خویش  
 غیبی که پرفتنه باشد سرش  
 تو که خشم بروی نگیری رواست  
 دیگر باری باشد ز داد و بوم  
 هم آنجا امانش مده تا بچاشت  
 که گویند برگشته باد آل زمین  
 عمل گردانی مرد منعم شناس  
 چو مفلس فرو برد گردن بدوش  
 چو خسرو با سمش قلم در کشید  
 بنشت این حکایت بنزدیک شاه  
 اگر من غلام تو مانی بفضل  
 بهنگام پیری مرا غم ز پیش  
 میازار و بیرون کن از کشورش  
 که خود خوئے بد و سمنش در قفاست  
 بصنعاش مفرست و سقلاب و روم  
 نشاید بلا بردگر کس گمانست  
 کزو مردم آیند بیرون چنین  
 که مفلس ندارد ز سلطان هراس  
 ازو بر نیاید دگر جز خروش

بهاید بر دناظرے بر گماشت  
 ز مشرف عمل بر کن و ناظرش  
 امیں گز تو ترسد از مینش مدار  
 کہ از حد یکے را نہ بینی امیں  
 نباید فرستاد یک جا بہم  
 یکے دزد باشد یکے پرورہ دار  
 رود در میاں کار و اسے سلیم  
 چو چندے بر آید بہ بخشش گناہ  
 بہ از قید بندی شکستن ہزارہ  
 نیفتد بہر طناب اہل  
 بدرواہ خشم آورد بہر پسر  
 گئے می کند آبلش از دیدہ پاک  
 و گر خشم گیری شوند از تو سیر  
 چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است  
 چو حق بر تو باشد تو بر خلق یاش  
 ہمیں نقش بر خواں پس از عمد خویش  
 مگر آں کرد نام نیکو بماند  
 پل و مسجد و چاہ و مہاں سرے  
 درخت و جودش نیارد بار

چو مشرف دودست از امانت بداشت  
 در او تیز در ساخت با خاطرش  
 خدا تمس باید امانت گزار  
 ہفتشاں و ہشمار و فلخ نشیں  
 دو ہجنس دیرینہ و ہم قلم  
 یہ دانی کہ ہمہ ست گردند یار  
 چو دزدان زہم پاک دارند و بیم  
 یکے را کہ مغول کردی لچاہ  
 بر آوردن کام اُمیدوار  
 لویندہ را کن ستون عمل  
 لفرماں براں بر شہ دادگر  
 گمش میزند تا شود دردناک  
 چو نرمی کنی خصم گردد دلیر  
 دُرشتی و نرمی بہم در یہ است  
 حوال مرد و خوش خلق و بخشنده یاش  
 بویاد آیدت عہد شایان پیش  
 نیاید کس اندر جہاں کو بماند  
 مگر آں کہ ماند پس از دوسے بجایے  
 ہر آں کو نماند از پیش یادگار



و گز رفت و ایشاد و خیرش نماند  
 چو خواهی که نامست بود در جهان  
 بهی کام و ناز و طرب داشتند  
 یکے نام نیکو ببرد از جهان  
 بشمع رضا مشقو ایندای کس  
 گنگار را عذر نیایا بنه  
 که آید گنگارے اندر پناه  
 چو بارے بگفتی و نشیند پند  
 و گز بند و بندش نیاید بنگار  
 چو خشم آیدت برگناه کسے  
 که سلسکت نعل بدخشاں شکست

نشاید پس مرش الحمد خواند  
 مکن نام نیک بزرگاں نهال  
 باخر برفتند و بگذاشتند  
 یکے رسم بدماند از جادواں  
 و گز گفته آید بغورش برس  
 چو زنهان خواهند زنهان ده  
 نه شرط ست گفتن یا دل گناه  
 بدو گوشمالش بزنداں و بند  
 درخت خجیت ست بختش برآد  
 تا مل کنش در عقوبت بے  
 شکسته نشاید و گز باره بست

سم گفتار در تدبیر بادشاهان و تاخیر کردن

### در سیاست

ابے حکم شرع آب خوردن خطاست  
 اگر شرع فتوای دهن برهلاک  
 و گزدانی اندر تبارش کساں  
 گنه بود مرد ستمکاره را  
 تننت زورمند ست و لشکره گراں  
 و گز خوں بفتوای بریزی رواست  
 الا تا انداری رشتننش پاک  
 برایشان خجیتای و راحت رسال  
 چه تاواں زن و طفل بیچاره را  
 ولیکن در اقلیم دشمن مراں

رسد کشور بے گنہ را گزند  
 که ممکن بود بے گنہ در میاں  
 بهالش خصاصت بود دست بزد  
 بهم باز گویند خویش و تبار  
 متاع کزو ماند ظالم ببرد  
 وز آه دل دردمندش حذر  
 که یک نام زشتش کند پائمال  
 تطاول نکردند بر مال عام  
 چو مال از توانگر ستاند گداست  
 ز پهلوی مسکین شکم پر نکرد

که وی بر حصار گریزد بلند  
 نظر کن در احوال زندانیان  
 چو بازار گان در دیارت بمرد  
 کنان پس که بروی بگریزند زار  
 که مسکین در اقلیم غربت بمرد  
 بیندیش ازاں طفلک بے پدر  
 بسا نام نیکوے پنجاه سال  
 پسندیده کاران جاوید نام  
 بر آفاق گریه سر بسر بادشاست  
 بمرد از تپیدستی آزاد مرد

### ۴- حکایت

گرفت از جہاں کنج غارے مقام  
 بکنج قناعت فرو رفت پای  
 که در می نیاید بدرها سرش  
 بدریوزہ از خوشنشن ترک آرد  
 بخواری بگرداندش ده بدرہ  
 یکے مرزبان ستمگار بود  
 بسر پنجگی پنجم بر تافت  
 ز تلخیش روے جہان ترش

خدا دوست نامے در اقصای شام  
 بصیرش در آن کنج تاریک جای  
 بزرگان نہادند سر بردش  
 تمنا کند عارف پاک باز  
 چو ہر ساعتش نفس گوید بدہ  
 در آن مرزکیں پیر ہشیار بود  
 کہ ہر ناتواں را کہ دریافت  
 جہاں سوز بے رحمت و خیرہ کش

بگردند نام بدش در دیار  
پس چرخه لعلیں گرفتند پیش  
بہ بینی لب مردم از خندہ باز  
خدا دوست و روئے نکردے نگاہ  
بنفرت ز مادر گلش روئے سخت  
ترا دشمنی بامن از ہر چیست  
بعزت ز درویش کمتر نیم  
چنان باش بامن نہر باہر کسے  
بر آشفٹ و گفت اے ملک ہوشیار  
ندارم پریشانی خلق دوست  
نہ بندار مت دوستدار نہی  
لکہ آنکہ دارد خدا دشمنیت  
نخواہد شدن دشمن دوست دوست  
کہ شہرے بچیند از تو تنگدل  
بفضل و ترجم میاں بند و کوش

۵۔ گفتار

کہ بر یک نقط می نمایند جہاں  
کہ گردست یابد بر آید پہیچ  
کہ عاجز شوی کہ در آئی زیائے

گردے بر رفتند و زان ظلم دعار  
گرویت بماندند مسکین و ریش  
بید ظلم جائیکہ گرد و دراز  
بیدار بشن آندے گاہ گاہ  
ملک نو تجے گفتش اے نیک بخت  
مرا با تو دانی سر دوستی است  
گر فتم کہ سالار کشور نیم  
نگویم افضلیت منم بر کسے  
شنید ایں سخن عابد ہوشیار  
وجود پریشانی خلق از دست  
تو باد و ستاران من دشمنی  
گر افتد ہمی دوستی بامنیت  
خدا دوست را کہ بدرند دوست  
عجب دارم از خواب آں تنگدل  
۶۔ الا کہ ہمداری و عقل و ہوش

بہما زور مندی کن بر کس  
سر نیچہ نا تو اں بر پیچ  
مہر گفتت پایے مردم ز جانے

دل دوستاں حج بہتر کہ گنج  
 بنداز در پاسے کار کسے  
 غفلت کن اسے ناواں از قوی  
 چو بینی کہ جاہل کہیں اندر است  
 بہمت برآر از ستیزندہ شور  
 لب خفاک مظلوم را گو مخند  
 بباغ دل خواجہ بیدار گشت  
 خورد کاروانی غم بار غولیش  
 گرفتہ گز افتادگان نیستی  
 بر نیم آنگویم یکے سر گذشت

### ۴۔ حکایت

چنان قحط سائے شد اندر دشت  
 چنان آسماں بر زمین شد بخیل  
 بنخوشید سہ چشمہاے قدیم  
 نبودے بجہر آہ بیوہ ز سہ  
 چو درویش بے برگ دیدم درخت  
 نہ بر کوہ سبزی نہ در باغ شیخ  
 دریاں حال پیش آمدم دوستے  
 شگفت آمدم کو قوی حال بود

کہ یاراں فراوان گزیدند عشق  
 کہ لب تر نکردند زرع و بخیل  
 مانند آب جز آب چشمہ قدیم  
 اگر بر شدے دوے از روز سہ  
 قوی بازواں سست و در ماندہ سخت  
 بخت بوستاں خورد و مردم کلخ  
 کزو ماندہ براستخاں پوستے  
 خداوند جاہ وزد و مال بود

چہ در ماندگی پیشیت آمد بگوئے  
چو دانی و یرسی سوالت خطاست  
مشقت بخند نہایت رسید  
نہ یرمیرد دود فریاد خواں  
گشت زہر جانیکہ تریاک نیست  
ترا هست و بطراز طوفاں چہ باک  
نگہ کردن عالم اندر سفید  
نیاسناید و دوستانش غریق  
غم بیتویایاں و دم خستہ کرد  
نہ بر عضو مردم نہ بر عضو خویش  
چو ریشہ بہ بنغم ہلزد تنم  
کہ باشند بہ پہلوئے بیمار مست  
بکام اندرم نغمہ دہرست و درد  
سجا ماندش عیش در بوستان

### ۵- حکایت

برادر دودند از یک پدر  
نگو و وانا و شمشیر زن  
طلبکار جوان و نادر یافت  
بہر یک پسران نصیب ہداد

بدو گفتیم اے یار پاکیزہ روئے  
بغیر بدیرمن کہ غفلت کجاست  
نہ بینی کہ سختی بغایت رسید  
نہ باران ہی آید از آسمان  
بدو گفتیم آخر ترا باک نیست  
گر از نیستی دیگرے شد ہلاک  
نگہ کرد و بنجیدہ در من فقیہ  
کہ مرد ارچہ بر ساحل ست اے رفیق  
من از بیتوانی نیم روئے زرد  
نخواہد کہ بیند خردمند ریش  
بمحمد اللہ ارچہ زریش ایمنم  
منقص بود عیش آل تندرست  
چو بیم کہ درویش مسکین نخورد  
یکے را بزندان بری دوستان

شنیدم کہ در مرزے از باختر  
سپہدار گردن کش و پلین  
پدر ہر دورا سمکین مرد یافت  
برفت آل زمین را دو قسمت نہاد

بمبادا که بر یک دگر سر کشند  
 پدر بعد ازاں روزگارے نمود  
 اجل بکسلاندش طناب اهل  
 مقدر شد آن مملکت بر دوشاه  
 حکم نظر در به افتاد خویش  
 عدل تا نام نیکو برد  
 عاطفت سیرت خویش کرد  
 بس در و ناں داد و لشکر توخت  
 خزان تنی کرد و پیر کرد جیش  
 بگردون شد بانگ شادی چورده  
 خدو خرمند فرخ نهاد  
 حکایت نمود کودک نامحوس  
 ملازم بدلداری خاص و عام  
 دریا ملک قارون بر فتنه دلیر  
 نیامد بر ایام او بر دله  
 سر آمد بتائید ملک از سرال  
 دگر خواست کافروں کند تحت و تلج  
 طبع کرد در مال بازارگان  
 نگویم که بدخواه درویش بود

به پیکار شمشیر کیس بر کشند  
 بجاں آفرین جان شیریں سپرد  
 وفاتش فرو بست دست عمل  
 که پیچد و مبرود گنج و سپاه  
 گرفتند هر یک یکے راه پیش  
 یکے ظلم تا مال گرد آورد  
 درم داد و تیمار درویش کرد  
 شب از بهر درویش بخانه ساخت  
 چنان که خلایق بهنگام عیش  
 چو شیر از در عهد بویگر سعد  
 که شاخ امیدش بر دمن باد  
 پسندیده بے بود فرخنده خوس  
 فنا گوئی حق باندان و بنام  
 که دادگر بود و درویش سیر  
 نگویم که خارے که هر گ گله  
 نهادند سر بر خطش سروران  
 بیفزود بر مرد دهنقان خراج  
 بلارحمت بر جان پیچارگان  
 حقیقت که او دشمن خویش بود که

خرومند داند که ناخواب کرد  
 پرانگنده شد لشکر از عاجزی  
 که ظلم است در بوم آل بے هنر  
 دراعت نیامد رعیت بسوخت  
 بنا کام دشمن بر و دست یافت  
 سهم اسپ دشمن دیارش بکند  
 خراج از که خواهد چو دهقان گنج  
 که باشد دعای بدش در قفا  
 نکرد آنچه نیکانش گفتند کن  
 تو بر خود که بیداد کرد بر خور  
 که در عدل بود آنچه در ظلم جست

باید بشی نداد و بخورد  
 که تاج جمع کرد آن زرد از گریزی  
 شنیدند بازارگاناں خبر  
 بریدند از انجا خرید و فروخت  
 چو اقبالش از دوستی سر بتافت  
 ستیز فلک بیخ و بارش بکند  
 وفادار که جوید چو پیمال گسخت  
 چینیکی طمع دارد آن بے صفا  
 چو بختش نگوں بود در کاف کن  
 چو گفتند نیکان بران نیک مرد  
 گمانش خطا بود و تدبیر شست

### ۸- حکایت

که بیماری رشته کردش چو دوک  
 که می بُرد بر کتر بنان حسد  
 چو ضعف آمد از بیدگی کمتر است  
 که عمر خداوند جاوید باد  
 که از یار سایان چو کس کم است  
 که مقصود حاصل نشد در نفس  
 که رحمت رسد ز آسمان بر زمین

۹-  
 که را حکایت کنند از ملوک  
 چنانش در انداخت ضعف جسد  
 که شاه ار چه بر عرصه نام آورست  
 ندیکه زمین ملک یوسه داد  
 درین شهر مردی مبارک دم است  
 خبر دند پیشش قهتات کس  
 بخوان تا بخواند دعای برین

بفرمود تا متسمران خدم  
 بگفتا دعائے کن اے ہوشمند  
 شنید ایں سخن پیر خرم بودہ نیش  
 کہ حق مہربان ست برداد گم  
 دعائے منت کے شود سود مند  
 تو نا کردہ بر خلق بخشایش  
 بپایدت عذر خطا خواستن  
 کجا دست گیر دوعائے دیت  
 شنید ایں سخن شہر یار بحکم  
 بر بنجید و پس بادل خویش گفت  
 بفرمود تا ہر کہ در بند بود  
 جہان دیدہ بعد از دور کشت نماز  
 کہ اے بر فرازندہ آسمان  
 ولی بچنایاں برد عدا داشت دست  
 تو گشتی ز شادی بخواید پرید  
 بفرمود گنجینہ و گوہر شش  
 حق از بہر باطل نشاید نہفت  
 مرد با سر رشتہ بار دگر  
 بچو بارے فتادی نگہدار پایے

نخوانند پیر مبارک قدم  
 کہ در رشتہ چوں سوزنم پایے بند  
 بہ تندی بر آورد بانگ در شست  
 بخشای و بخشایش حق تگر  
 اسپران مظلوم در چاہ و بند  
 کجا بینی از دولت آسایش  
 پس از شیخ صالح دعا خواستن  
 دعائے ستم دیدگان در پیت  
 ز خشم و خجالت بر آمد نسیم  
 چہ رنجم حق ست اینکہ در ویش گفت  
 بفرمائش آزاد کردند زود  
 بداور بر آورد دست نیاز  
 بچنگش گرفت بصلحش بہاں  
 کہ رنجور افتادہ بر پایے جست  
 بچو طاؤس چوں رشتہ در پانید  
 فشانند در پایے و زیر سرش  
 ازاں جملہ دامن ہیستایند و گفت  
 مبادا کہ دیگر کند رشتہ سر  
 کہ تا بار دیگر نہ لغزو زجایے



ز سحر می شنو کیس سخن راست است نہ ہر بارے افتادہ برخواست است

### ۹- حکایت

بزرگے جھانچہ در حد غور  
خرال زیر بار گراں بے حلف  
چو منعم کند سفلہ را روزگار  
چو بازم بلندش بود خود پرست  
شکندم کہ بارے بعزم شکار  
پیایے بدستال صیدے براند  
بہ تہا نہ انداشت رائے ور ہے  
خرے دید پویندہ کار گہ  
یکے مرد کرد استخوانے بدست  
شہنشاہ بر آشفت و گفت ای جوان  
چو زور آوری نہ خود نمائی کن  
پندش نیامد فرومایہ قول  
سمہ بیہودہ نہ گرفتہ ایس کار پیش  
بساکس کہ پیش تو معذور نیست  
فلک را درشت آمد ازوے خطاب  
کہ پندارم از عقل برگانہ  
سخن پید کاہ ترک ناواں تموش

گرفتے خبر روستائی بجور  
بروزے دو مسکین شدندے تلف  
نہند بر دل تنگ درویش بار  
کند بول و خاشاک بر بازم بست  
بروں رفت بیداگر شہر یار  
شیش در گرفت از حشم دور ماند  
بنداخت ناکام شب در دہے  
توانا و زور آورد بار بر  
چخال میروش کا ستخوان می شکست  
ز حد رفت جورت بریں بے زباں  
بر افتادہ زور آزمائی کن  
یکے بانگ بر پادشہ زو بہول  
بروچوں ندانی پس کار خویش  
چو دانی از مصلحت دور نیست  
بگفتا بیا تاجہ بینی حکواسب  
نہ مستی ہمانا کہ دیوانہ  
مگر حال حضرت نیامد بگوش

چرا کشتی ناتواناں شکست  
 چه دانی که خضر آں برآی چه کرد  
 که دلہا ازو بھر اندیشہ بود  
 جہانے ز دستش چو دریا بجوش  
 کہ سالار ظالم نگیرد بدست  
 ازاں بہ کہ دردست دشمن درست  
 کہ پس حق بدست من است ای امیر  
 کہ از جور سلطان بیدادگر  
 ازاں بہ کہ پیش ملک بارکش  
 کہ چون تا ابد نام زشتی گرفت  
 کہ شہت برود تا قیامت بماند  
 نہ بر زیر دستان درویش کرد  
 بگیرد گریباں دریشش بچنگ  
 نیارد سر از عار بگرزد و نشش  
 درآں روز بار خراب چو کشید  
 کہ در راحتش رنج دیگر کس است  
 کہ شادیش در رنج مردم بود  
 کہ خپند ازو مردم آزرده دل  
 یہ بہت اسب و سر بر نہاں بخت

نہ دیوانہ خواند کس اورا نہ مست  
 جہاں جوے گفت اسے ستمکارہ مرد  
 درآں بحر مردے جفا پیشہ بود  
 جزائر زکردار او پر خروش  
 پس آں راز بہر مصالح شکست  
 شکستہ محتاج کہ در حرز تست  
 بخندید دہقان روشن ضمیر  
 نہ از جہل می بھکنم پایے خر  
 خراباں جانگاہ لگ او تیار کش  
 تو آں را بگوئی کہ کشتی گرفت  
 تقو پرچاں ملک و دولت کہ زاند  
 ستمگر جفا بہر تن خویش کرد  
 کہ فردا درآں محفل نام و ننگ  
 نہدیاند اوزار بگرزد و نشش  
 گر فتم کہ خبر بارش اکنون کشید  
 گر انصاف میرسی بد اختر کس است  
 ہمیں پنج روزش تنعم بود  
 اگر بر نچیند بہ آں مردہ دل  
 شدہ ایں جملہ بشنید و چنے گفت

همه شب ز بیداری آتش شمرد  
 چو آواز مرغ سحر گوش کرد  
 سواراں همه شب یزک تاختند  
 برآں عرصه بر اسب دیدند شاه  
 بخدمت نهادند سر بر زمین  
 بزرگاں نشستمند و خواں خوانند  
 چو شور طرب در نهاد آمدش  
 بفرمود جستمند و بستند سخت  
 سیه دل بر آه بخت شمشیر تیز  
 شمرد آل دم از زندگی آخرش  
 نه بینی که چو کار و بر سر بود  
 چو دانست گز خصم نتوان گریخت  
 سر ناامیدی بر آورد و گفت  
 زنا مهربانی که در دور تست  
 نه من که دم از دست چورت نفیر  
 عجب که منت بردل آمد درشت  
 و گر سخت آمد نکوهش زمن  
 ترا چاره از ظلم برگشتن است  
 چو بیداد کردی توقع مدار

ز سودا و اندیشه خوابش نبرد  
 پریشانی شب فرا موش کرد  
 سحر که بے اسب بشناختند  
 پیاده دویدند کیسر سیاه  
 چو دریا شد از موج لشکر زمیں  
 بخوردند و مجلس بیا راستند  
 در دهقان دو شینه یاد آمدش  
 بخواری فکندند در پای تخت  
 ندانست بیچاره راه گریز  
 بگفت آنچه گردید در خاطرش  
 قلم را زبانش رواں تر بود  
 بنایاکی او تیر و ترکش بر سخت  
 شب گور در ده محال ست سخت  
 همه عالم آوازه چو ر تست  
 که خلق ز خلق یکے گشته گیر  
 بکش که توانی همه خلق کشت  
 بانصاف بیج نکوهش بکن  
 نه بیچاره بیکه کشتن است  
 که نامت به نیکی رود در دیار

تخفہ زد سنت ستم دیدگاں  
 کہ خلقتش ستایند در باد گاہ  
 پس چرخہ نظریں کنایاں مروون  
 ز سرمستی غفلت آمد بہوش  
 دہی را بہ بخشید فرماں دہی  
 نہ چندان کہ از جاہل عیب جوئی  
 ہر آنچہ از تو آید بچشمش نکوست  
 ملامت کنایاں دوستدار تواند  
 کہ یاران خوش طبع شیریں فرش  
 و گر حاقلی یک اشارت پس است

ندانم کہ چوں خجیدت دیدگاں  
 بدایں کے ستودہ شود بادشاہ  
 چہ سود آفریں بر سر انجمن  
 گرفت این سخن شاہ ظالم بگوش  
 دران دہ کہ طالع نمودش بہی  
 بیاموزی از عالماں عقل و نحوی  
 ز دشمن شنوسیرت خود کہ دوست  
 ستالیش سراپاں نہ یار تواند  
 ترش روی بہتر کند سرزنش  
 ازین بہ نصیحت نگوید کشت

### ۱۰- حکایت

نہ اسباب شامش میانہ چاشت  
 کہ روزی محال است خوردن نہ شست  
 دلش محنت آلودہ تن سوگوار  
 کہ از بخت شوریدہ رویش ترش  
 فرومیشدے آب تلخش خلقت  
 کہ کس دید ازین صعب تر زیست  
 مرارے ناں می نہ بنید ترہ  
 ہر ہند من دگر بہ را پوئیں

یکے مشن دن بخت و روزی نہ داشت  
 ز جور کلم گل کشیدے بہ پشت  
 مدام از پریشانی روزگار  
 گمش جنگ با عالم خیرہ کش  
 کہ از دیدن عیش شیریں خلق  
 کہ از کار آشفقہ بگمہ یست  
 کساں شمد نوشند و مرغ و برہ  
 گر انصاف پرسی نہ نیکوست این

دریغ از فلک شیوہ ساخت  
 مگر روزگارے ہوس براندے  
 شنیدم کہ روزے ریشے بکافت  
 بھنگ اندر رش عقد بست  
 وہاں بے زباں پندی گفت و راز  
 نہ میں ست حال دہن زیر گل  
 غم از گردش روزگاراں مدار  
 ہمالیہ لخت کیں خاطرش روئے داد  
 کہ اسے نفس بے راسے دتہ بر دیش  
 اگر بندہ یار بر سر برد  
 دریاں دم کہ حالش دگر گول شود  
 غم و شادمانی نہ ماند و لیک  
 کہ دم پائے دارد نہ دیشیم و بخت  
 مکن تکیہ بر ملک و جاہ و حشم  
 مدامند دولت غم دین خورد  
 زرافشاں چو دنیا بخوارسی گذشت

کہ گنجے بدست من انداختے  
 ز خود گرد محنت بہشتان دے  
 عظام ز خندان بوسیدہ یافت  
 گہر پائے دندان فرو ریختے  
 کہ ابے خواجہ بابے نوائی بساز  
 شکر خوردہ انکار یا خون دل  
 کہ بیجا بگردد بسے روزگار  
 غم از خاطرش رخت یکسو نہاد  
 بیکل بار تیمار و خود را نکش  
 دگر بسر باوج فلک بر برد  
 بمرگ از سرش ہر دو بیروں شود  
 جزاے عمل ماند و نام نیک  
 بدہ کن تو اس ماند اے نیکی بخت  
 کہ پیش از تو بود است و بعد از تو ہم  
 کہ دنیا بہر حال می بگذرد  
 کہ سعدی در افتاد اگر ز زنداشت

## ۲۱۔ حکایت

حکایت کنند از جفا گسترے  
 در ایام او روز مردم چو شام  
 کہ فرماندہی داشت بر کشورے  
 شب از نیم او خواب مردم حرام

ہمہ روز نیکیاں ازو در بکلا  
 گروہے بر شیخ آل روزگار  
 کہ اے پیر واناے فرخندہ رے  
 بگفتا در پنج آیدم نام دوست  
 کسے را کہ بینی ز حق بر گراں  
 حقت گفتم اے خسرو نیک رے  
 بر مرد ناواں نر یزم علوم  
 چون دوسے نگیرد عدو داند  
 ترا عادت اے با دشمنه حق رویت  
 نگین خصمت دارو اے نیک بخت  
 عجب نیست اگر ظالم از من بجال  
 تو ہم پاسبانی بالصلانت و داد  
 ترا نیست منت ازوے قیاس  
 کہ در کار خیرت بخدایت بداشت  
 ہمہ کس بمیدان کوشش درند  
 تو حاصل نکر دی بکوشش بهشت  
 دلت روشن و وقت مجموع باد

بشب دست پاکاں ازو بردا  
 ز دست سنگ گریستند زار  
 بگو این جواں یا پترس از خداے  
 کہ ہر کس نہ در خورد پیغام دوست  
 منہ ماوے اے خواجہ حق در میاں  
 تو ان گفت حق پیش مرد خداے  
 کہ ضایع کنم تخم در ستورہ یوم  
 بر نجد بجان و بر نجا ندوم  
 دل مرد حق گوے از نجا قویست  
 کہ در نوم گیرد نہ در سنگ سخت  
 بر نجد کہ درد دست و من پاسباں  
 کہ حفظ خدا پاسباں تو باد  
 خداوند را فضل و منت شناس  
 نہ چوں دیگر انت معطل گذاشت  
 دے گوے بخشش نہ ہر کس برند  
 خدا در تو خوب بهشتی سرشت  
 قدم ثابت و پایہ مرفوع باد

جہات خوش و رفقت بر صواب

عبادت قبول و دعا مستجاب

## ۱۳- گفتار

ہمی تا بر آید بتدبیر کار  
 چون توان عدو را بقوت شکست  
 نگر اندیشہ داری زد دشمن گزند  
 عدو را بجای خشک زبر بریز  
 بتدبیر شاید جمال خورد و نوش  
 بتدبیر رستم در آید بہ بند  
 عدو را بفروست توان کند پوست  
 حذر کن ز پیکار کمتر بکن  
 مزین تا توانی بر ابرو گرہ  
 بود دشمنش تازہ و دوستش  
 مزین با سپاہی ز خود بیشتر  
 وگر زو توانا تری در نبرد  
 اگر پیل زوری دگر بشیر جنگ  
 چو دست از ہمہ جیلے درگست  
 اگر صلح خواہد عدو سر پیچ  
 کہ گروے بہ بندد در کارزار  
 ورا او پایے جنگ آورد در رکاب  
 تو ہم جنگ را باش چوں فتنہ خاست

مدارای دشمن بہ از کارزار  
 بہمت بہاید در فتنہ بست  
 بہ تعویذ احساں ز بالمش بہ بند  
 کہ احساں کند کند دندان تیز  
 چو دست نشاید گزیدن بپوس  
 کہ اسفند یارش بہخت از کند  
 پس اورا رعایت چنان کن کہ دوست  
 کہ از قطرہ سیلاب دیدم بسے  
 کہ دشمن اگر چہ زبوں دوست بہ  
 کہ کش بود دشمن از دوست بیش  
 کہ نتوان زد انگشت بر بیشتر  
 نہ مردیست بر ناتوان زور کرد  
 بہزدیک من صلح بہتر کہ جنگ  
 حلال است بزدن بضمیر دست  
 وگر جنگ جوید عناں بہ تیج  
 ترا قدر و ہیبت شود یک ہزار  
 نخواہد بجشتر از تو واور حساب  
 کہ بر کینہ در مہربانی خطا ست

فزود گردوش کبر و گردن کشی  
 بدرکن زدل کیس و غنیمت از دست  
 بجشای و از مکیش اندیشه کن  
 که کار آزموده بود سال خور  
 جوانان بشمشیر و پیران به راس  
 چه دانی کند آنان لشکر باشد ظفر  
 به تنهاده جان مغیرین بیاد  
 وگر در میال لیس دشمن پوش  
 چو شب مشرور در اقلیم دشمن مالیت  
 چو یالصد بشوکت بدر و دیس  
 حذر کن سخت از کیس گاهها  
 بماند هنر نیمه بر جاس گاه  
 در افراسیاب است مغزش برآر  
 سر پنجه زورمندش نشانند  
 که نادان ستم کرد بر خویشتر  
 که بازش نیامد جز است بهم  
 نباید که دور آفتی از یادان  
 بگیرند گردت بر و پیش و تیغ  
 که خالی بماند پس پشت شاه

چو با سفله گولی بلطف و خوشی  
 چو دشمن در آمد بجز از درت  
 چو زمنار خواهد گرم پیشه کن  
 ز تدبیر سپهر کن بر مگرد  
 بر آرند بنیاد رویی دیار  
 بیندیش بر قلب هیچا مضر  
 چو بینی که لشکر زبم دست داد  
 اگر بر کناری بر فتن بکوش  
 وگر خود هزاری و دشمن دویست  
 شب تیره پنجه سوار از کیس  
 چو خواهی بریدن بشب راهها  
 میان دو لشکر چو یک روزه راه  
 گر او پیشدستی کند غم مدار  
 ندانی که دشمن چو یک روزه راند  
 تو آسوده بر لشکر مانده زن  
 چو دشمن شکستی میفکن علم  
 بس در قضاے هر میت هراس  
 ایوا بینی اندر گرد هیچا چو مست  
 بدنبال غارت نماند سپاه



سپه را نگهبانی شهر یار به از جنگ در حلقه کارزار  
 گفتار اندر حذر کردن از دشمنی که در اطاعت آمد

گرفت پیش دشمن شود دوستدار  
 که که دو درونش بکین تو پیش  
 بداندیش را لفظ شیرین بپیش  
 کسی جان از آسبیا دشمن ببرد  
 نگهدارد آل شلوخ در کیسه و در  
 سپاه که عاصی شود از امیر  
 ندانست سالار خود را سپاس  
 بسوگند و عهد استوارش مدار  
 نو آموز را رسپا کن دراز  
 چو قلیم دشمن بجنگ و حصار  
 چو پر کندهی از دست دشمن دیار  
 که که باز کوبد در کارزار  
 و که شهر یار را رسائی کنند  
 مگر دشمن تیغ زن بر درست  
 بتدبیر جنگ بداندیش کوش  
 سینه در میال زار باهر کسی  
 در تبیس این مشو زنیار  
 چو یاد آیدش هر دو پیوند خویش  
 که دشمن بود زهر در انگبین  
 که مر دوستال را بدشمن شمرد  
 که بنید همه خلق را کیسه بزد  
 در اما توانی بخدست بگیر  
 ترا هم ندارد ز غدرش هراس  
 نگهبان پنجاں برو بر گمار  
 نه بکسل که دیگر نه بدیش باز  
 گیری بزندانپانش سپار  
 رعیت بساماں ترا زوے بداد  
 بر آرند عام از دماغش دمار  
 در شهر بر روی دشمن بند  
 که هم باز دشمن بشهر اندرست  
 مصالح بدیش و نیت بپوش  
 که جاسوس هم کاسه دیدم بس

در نیمه گویند در غرب داشت  
چپ آوازه افکند و از راست شد  
برال راس و دانش به باید گریست  
که عالم بزم به نکین آوری  
چه حاجت به تندی و گردن کشی  
دل دردمنداں بر آور ز بهند  
برو بهمت از ناواناں بخواه  
ز بازوی مروی بر آید بیکار  
اگر با فریدون زد از پیش برد

سکندر که با شرفیال حرب داشت  
چو بهمن بزاوستان خواست شد  
اگر جز تو داند که عزم تو چیست  
عذر کن ز پرغاش و کیس آوری  
چو کارے بر آید بلطف و خوشی  
نخواهی که باشد دلت دردمند  
ببازو توانا نباشد سپاه  
دفاع ضعیفان میسوار  
هر آنکه استعانت بدویش برد

## پای دوم در احسان

اگر پوشمندی بمعنی گمراهی  
که دانش وجود و تقوی نبود  
کس خسید آسوده در زیر رگل  
غم خویش در زندگی خود که خویش  
زود نعمت اکنون بده کان نشست  
نخواهی که باشی پراکنده دل  
پیشانی کن امروز بگنجینه حیات  
تو با خود پرتوشه خویش تن

که معنی بماند نه صورت بجای  
بصورت درش پیچ معنی نبود  
که خسید زو مردم آسوده دل  
مهرده پیر داند از حرص خویش  
که بعد از تو بیرون ز فرمان تست  
پراگندگان را از خاطر مهمل  
که فردا کلیدش نه در دست تست  
که شفقت نیاید ز فرزند و زن

کسے گوئے دولت زد دنیا برد  
 بغض و اداگی جز سر انگشت من  
 مکن بر کف دست نه هر چه هست  
 بیوسیدن ستر درویش گویش  
 مگر دال غریب از درت بے نصیب  
 بزرگے رساند بخت حاجت خیر  
 بحال دل خستگان در بنگر  
 فروماندگان را دروں شاد کن  
 نه خواهند بر در دیگراں

که با خود نصیب به عجب برد  
 نثار و کسے در جہاں پشت من  
 که فردا بدندان بڑی کشت دست  
 که ستر خدایت بود پرموده پوش  
 مبادا که گردی بدرها غریب  
 که ترسد که محتاج گردد بغیر  
 که بار دل خسته پاشی مگر  
 زرد و فروماندگی یاد کن  
 بشکرانه خواهند از در مراں

### ۳۔ حکایت عابد با شیاد شوخ دیدہ

زباں دانے آمد بصاحب دے  
 یکے سقلم دادہ درم بر من سست  
 ہمہ شب پریشاں ازو حال من  
 بکرو از سخنمای خاطر پریش  
 خدایش مگر تا ز مادر بزد  
 ندانستہ از دفتر دین الف  
 در اندیشہ ام تا کدائم کہیم  
 شنیدہ ایں سخن پیر فخرخ نہاد

کہ محکم فروماندہ ام در گلے  
 کہ دانگے ازو بروم دہ من سست  
 ہمہ روز چوں سایہ و شبال من  
 درون دلم چوں در خانہ ریش  
 جز آں دہ درم چیز دیگر نہاد  
 بخواندہ بجز باب لای نصرف  
 ازاں سقلم دست گیرہ ہمیم  
 دہشتہ دو در استغیث نہاد

دور افتاد در دست افسانه گوے  
 یکے گفت شیخ این بدانی که چسیت  
 گدائے که بر شیر نر زیں نهند  
 بر آشفیت عاید که خاموش باش  
 اگر راست بود آنچه پنداشتم  
 اگر شلوخ چشمنی و سالوس کرد  
 که خود را تنگداشتیم آبروے  
 بدو نیک را بدل کن سیم و زر  
 خنک آنکه در صحبت قاتلان  
 گرت عقل و رایست و تدبیر و پوش  
 که اغلب دیرین شیوه دارد مقال

بروں رفت ادا نچا جو ز نازہ روے  
 بروگرہ ہمیرد نباید گریست  
 ابو زید را اسپ و فرزین نهند  
 تو مرد و زیاں عیسیٰ گوش باش  
 ز خلق آبرویش تنگداشتیم  
 الا تا نہ پنداری افسوس کرد  
 ز دست چنال گرنہ زیادہ گوے  
 کہ این کسب خیرست دآن دفع شتر  
 بیاموزد اخلاق صاحب دلاں  
 بعزت کنی پند سعدی بگوش  
 نہ در چشم و زلف و بنا گوش حال

### ۳۔ حکایت کریم تنگدست با سائل

یکے را کریم بود و قوت نبود  
 کہ سفلہ خداوند ہستی مباد  
 کسے را کہ ہمت بلند اوفتد  
 ہوسیلاب ریزاں کہ بر کوہ سار  
 نہ در خورد سرمایہ کردے کریم  
 برش تنگدستے دو حرفے بلشت

کفافش بقدر ضرورت نبود  
 حواں مرد را تنگدستی مباد  
 مرادش کم اندر کند اوفتد  
 نگیرد ہمی بر بلند سی قرار  
 تنگ پایہ بودے ازین لاجرم  
 کہ اے خوب فرجام فرخ سرشت

یکے دست گیرم بچندیں درم  
 بچشم اندرش قدر چیزے بود  
 بکھان بندی فرستاد مرد  
 بدارید چنداں کف از دانش  
 وزاں جا بزننداں در آمد که خیز  
 بچو کجشک در باز دید از نفس  
 بچو باد صبا زان زمیں سیر کرد  
 گرفتند حالے جوان مرد را  
 بچو بیچارگان راہ زنداں گرفت  
 شنیدم کہ چندے دراں حبس ماند  
 زمانہا نیا شود شبہا مخفت  
 نہ بندار مست مال مردم خوری  
 بگفتا کہ ہاں اے مبارک نفس  
 یکے ناواں دیدم از بندریش  
 ندیدم ہنزدیک دانش پسند  
 بمزد آخر و نیک نامی ہرزد  
 تن زندہ دل غفہ در زنگ  
 کہ چندے ست تا من بزننداں درم  
 و لیکن بدستش پیشیزے نمود  
 کہ اے نیک نامان آزاد مرد  
 و گرمی گر بزد ضماں بر نفس  
 وزیں شہر تا پای داری گریز  
 قرارش نبود اندر و یک نفس  
 نہ سیرے کہ بادش رسیدے بگرد  
 کہ حاصل کنی سیم یا مرد را  
 کہ مرغ از قفس رفتہ نتواں گرفت  
 نہ رقعہ نبشت و نہ فریاد خواند  
 برو پار سائے گذر کرد و گفت  
 چہ پیش آمدت تا بزننداں درم  
 ننخو دم بجہلت گری مال کس  
 خلاصش ندیدم بجز بند خویش  
 من آسودہ و دیکے پایے بند  
 زبے زندگانی کہ نامش نبرد  
 بہ از حالے زندہ و مردہ دل  
 دل زندہ ہرگز نگردد ہلاک  
 تن زندہ دل گمیرد چہ پاک

## ۴- حکایت

بنالید در دیش از ضعف حال  
 و دینار دوش سیه دل نه دانگ  
 دل سائل از جور او خول گرفت  
 تو انگر ترش روی بارے چراست  
 بفرمود کونه نظر تا غلام  
 بشاگردن شکر هموردگار  
 بزگرش سر در تباہی نهاد  
 شقاوت نشانیش برهنه چوسیر  
 فغانیش قضا بر سر از فاقه خاک  
 سراپای حالش دگر گونه گشت  
 غلامش بدست کمریے فتاد  
 پدیدار معکین آشفته حال  
 شبانگه یکے بر وریش لقمه جست  
 بفرمود صاحب نظر بنده را  
 چون نزدیک بر دوش ز خواں بهره  
 شکسته دل آمد بر خواجہ باز  
 پیر سید سالار فرخنده خوے  
 بگفت اندرونم بشورید سخت

بر تنه خوے خداوند مال  
 برودد بسر باری از طره بانگ  
 سر از غم بر آورد و گفت ای شکفت  
 مگر می نرسد ز تلخی خواست  
 بر اندیش بزرای و زجر تمام  
 شنیدم که برگشت از دور و زگار  
 عطار د قلم در سیاهی نهاد  
 نه بارش رہا کرد و نه بار گیر  
 مشعبه صفت کیسه و دست پاک  
 بریں ماجرا مدّے برگزشت  
 تو نگه دل و دست روشن نهاد  
 چنان شاد بودے که مسکین پال  
 ز سختی کشیدن قدمهاش سست  
 که خوشد و گمن مرد خواهنده را  
 بر آورد بے خویشتن نعره  
 عیاں کرد اشکش بدیباچه را  
 که اشکست ز جور که آمد بروے  
 بر احوال این پیر شوریده بخت

کہ مملوک دے بودم اندر قدیم  
 چو کوتاہ شد و سقش از عروناز  
 بخندید و گفت ای پسر چو نیست  
 نه آں تنگ روزی ست بازار گال  
 من آنم که آں روزم از در برانند  
 نگه کرد باز آسمان سوت من  
 خدا از بحکمت به بند درے  
 بسا مفلس و مینوا سیر شد  
 خداوند زر بود و املاک و سیم  
 کند دست خواہش بدرہا دراز  
 ستم بر کس از کردش دور نیست  
 کہ سودے سر از کبر بر آسمان  
 بروز فاش دور گیتی نشانند  
 فروختست گرد غم از روی من  
 کشاید بفضل و کرم دیگرے  
 بسا کار منعم ز بر زیر شد

### ۵- حکایت حاتم طائی و صفت جوانمردی دے

شنیدم در ایام حاتم کہ بود  
 صبا سرے رعد بانگ ادھے  
 تنگ تر آله می ریخت بر کوہ و دشت  
 یکے سیل رفتار ہاموں نورد  
 بگفتند مردان صاحب علوم  
 کہ ہمتاے او در کرم مرد نیست  
 بیاباں نوردے چو گشتی بر آب  
 بدستور دانا چنین گفت شاہ  
 من از حاتم آں اسپ تازی نژاد  
 بخیل اندرش باد پائے چو دود  
 کہ بر برق پیشی گرفتے ہے  
 تو گشتی مگر ابر نیساں گذشت  
 کہ باد از پیش باز ماندے چہ گرد  
 سخنامے حاتم بسططان روم  
 چو پیش بجولان و نادر نیست  
 کہ بالائے سیرش نہ پرد عقاب  
 کہ دعوائے تجالت بود بے گواہ  
 بخواہم گرد او مکرمت کرد و داد

بدانم که دروے شکوه می ست  
 رسول خردمند عالم بی طے  
 زمین مرده و ابر گریاں برد  
 بمنزل گم حاتم آمد فرود  
 سماط بیفکند و افسه بکشت  
 شب آنجا بودند و روز دگر  
 همی گفت و حاتم پریشاں چوست  
 که اے بهر در نموبد نیک نام  
 من آن باد رفتار و دل شتاب  
 که دانستم از دست باران و سیل  
 بنوع دگر روے و راهم نبود  
 مروت ندیدم در این خویش  
 مرا نام باید در اقلیم فاش  
 کساں را درم داد و تشریف و آپ  
 خبر شد بوم از جواں مرد طے  
 ز حاتم بدین نکته راضی مشو

و گره کند بانگ طبل متی ست  
 رواں کرد و دوده مرد همراه دے  
 صبا کرده بار دگر جاں درد  
 بر آسوده چو تشنه بر زنده رود  
 بدامن شکوه داویشاں زر بهشت  
 بگفت آنچه دانست صاحب خبر  
 ز حسرت بدندان همی کند دست  
 چرا پیش از تیم نه دادی پیام  
 ز بهر شما دوش کردم کباب  
 نشاید شدن در چراگاه غیل  
 جز او بر در بارگاهم نبود  
 که ممال بخشید دل از فاقه ریش  
 و گره مرکب نامور گو میباش  
 طبعی ست اخلاق نیکو نه کسب  
 هزار آفرین گفت بر طبع دے  
 ازین نغز تر ما چرا گے عشق نو

حکایت در از مودن بادشاه مین حاتم را با زاد مردی  
 ندانم که گفت این حکایت مین که بود دست فرماں دے در مین



کہ در گنج بخشش نظیرش نبود  
 کہ دستش چو باران فشانده درم  
 کہ سودا ترخت ازو بر سرش  
 کہ نئے ملک دارد نہ فرماں نہ گنج  
 چو چنگ اندراں بزم خلقے نواخت  
 دگر کس ثنا گفتن آغانہ کرد  
 یکے را بخوں خوردش برگاشت  
 نتخواہد بہ نیکی شدن نام من  
 بکشتن جواں مرد را پے گرفت  
 کمز و بے آئے فراز آمدش  
 بر خویش برد آں شبنم میماں  
 بدانندش را دل بہ نیکی ر بود  
 کہ نزدیک ما چند روزے بہائے  
 کہ در پیش دارم منے عظیم  
 چو یاران یک دل بکوٹم بجاں  
 کہ دامنم جو انمرد را پرده پوش  
 کہ فرخندہ نام مست و نیکو سپر  
 تدا نم جو کس در میاں خواست است  
 ہمیں چشم دارم ز لطف تو دوست

ز نام آوراں گوے دولت ر بود  
 تو اں گفت اورا سحاب کرم  
 کسے نام حاتم بر توے بخش  
 کہ چند از مقالات آں باد سخن  
 شنیدم کہ حشے ملوکا نہ ساخت  
 در ذکر حاتم کسے باز کرد  
 حسد مرد را بر سر کینہ داشت  
 کہ تا هست حاتم در آیام من  
 سا بلا جوے راہ پنی طے گرفت  
 جو آنے برہ پیش باز آمدش  
 نگور وے ودانا و شیریں زباں ۱۲  
 کرم کرد و غم خورد و پونہش نمود  
 نہادش سحر بوسہ بردست و پائے  
 بگفتہ نیارم شد ایدر مقیم  
 بگفت از نی بامن اندر میاں  
 بمن دار گفت اے جو انمرد گوش  
 دریں بوم حاتم شناسی مگر  
 سرش پادشاہ یمن خواست است  
 کرم رہنمائی بدراجا کہ اوست

بخندید بر آنکه حاتم منم  
 نباید که چو ل صبح گردد سفید  
 چو حاتم باز ادگی سر نهاد  
 بجاک اندر افتاد بر پای جنت  
 بینداخت شمشیر و ترکش نهاد  
 که گر من گئے بر وجودت زخم  
 دو چشمش بوسید و در برگرفت  
 ملک در میان دو ابروی مرد  
 بگفتش بیا تا چه داری خبر  
 مگر بر تو نام آورے حملہ کرد  
 جوان مرد شاطر تیں بوسہ داد  
 بدو گفت کے شاہ بادرد و ہوش  
 کہ دریا فتم حاتم ناجوے  
 جوان مرد و صاحب خرد دیدمش  
 مرا بار لطفش دوتا کرد پشت  
 بگفت آنچه دید از کہمائی وے  
 فرستاده را داد مہر درم  
 مر او را رسد کہ گواہی دهند  
 کہ معنی و آوازہ اش ہنر ہند

سر اینک جدا کن بہ تیغ از تنم  
 گزندت رسد یا بشوی نا امید  
 جوان را برآمد خروش از نهاد  
 گمش خاک بوسید و گہ باو دست  
 چو فرماں بران دست ترکش نهاد  
 نہ مردم کہ در کیش مردان زخم  
 و زانجا طریق یمن برگرفت  
 بدانست جائے کہ کارے نکرد  
 چرا سر نہ بستی بفتراک بر  
 نیاوردی از ضعف تاب نہرو  
 ملک را ثنا گفت و تمکین نهاد  
 انیس در سخنام حاتم بپوش  
 ہنرمند و خوش منظر و خوب روے  
 بمردانگی فوق خود دیدمش  
 بشمشیر احساں و فضل بگشت  
 شہنشاہ ثنا گفت بر آل طے  
 کہ مہرست بر نام حاتم کریم

## ۱- گفتار اندر مهد بیت ملوک و سیاست ملک

بگفتم در باب احسان بے  
 بخور مردم آزار را خوں و مال  
 کسے را که با خواجه تست جنگ  
 برانداز بیخ که خار آورد  
 کسے را بدہ پایہ مہتراں  
 بمختلای بر ہر کجا خالے ست  
 جہاں سوز را کشتہ بہتر چراغ  
 ہر آنکہ کہ بر دزد رحمت کنی  
 جفا پیشگاں را بدہ سر بباد  
 ولیکن نہ شرط است باہر کسے  
 کہ از مرغ برگندہ بہ پرو بال  
 بدستش چرا می دہی چوب و سنگ  
 درختے بہرور کہ بار آورد  
 کہ بر کتراں سر ندارد گراں  
 کہ رحمت بر دجور بر خالے ست  
 یکے بہ در آتش کہ خلقے بد راغ  
 بہا زوے خود کارواں میزنی  
 ستم بر ستم پیشہ عدل ست و داد

## باب سوم در عشق

### ۱- حکایت در معنی قدم در ست مرداں

قضا را من و پیرے از فاریاب  
 مرا یک درم بود برداشتند  
 رسیدیم در خاک مغرب باب  
 بکشتی و درویش بگرداشتند  
 کہ آں ناخدا ناخدا ترس بود  
 سیاہاں براندند کشتی چو دود

مرا گریه آمد ز تیار بخت  
 بخود غم مراے من بجز خرد  
 بکسرت سجاده بر روی آب  
 ز مد یوسلم دیده آن شب سخت  
 عجب ماندی اے یار فرخنده رے  
 مرا اهل صورت بدیں نگردند  
 به طفلے کنز آتش ندارد خبر  
 پس آنال که دل و جد مستغرق اند  
 نگردد از تاب آتش خلیل  
 بچو کودک بدست شناور برست  
 نو بروے دریا قدم چوں زنی

۲- گفتار اندر معنی فناے موجودات با کبریاے باری عز و جل

بهره عقل جز تیج بر تیج نیست  
 توان گفتن این باحقان شناس  
 که پس آسمان و زمین چیستند  
 پسندیده پرسیدی اے یار شناس  
 که ماهوں و دریا و کوه و فلک  
 همه هر چه هستند ازال کمتر اند  
 بر عارفان جز خدا هیچ نیست  
 وے خرده گیرند اهل قیاس  
 بنی آدم و داهم و دو کیستند  
 بگویم در آید جوابت پسند  
 پیری و آدمی زاد و دیو و ملک  
 که باهتیش نام هستی برند

عظیم ست پیش تو دریا بموج > بلندست گردون گرداں به اوج  
 اولے اہل صورت کجاے بلند ق > کہ ارباب معنی بہ ملکے درند  
 کہ گر آفتاب ست یک ذرہ نیست > و گرفت دریا ست یک قطرہ نیست  
 چو سلطان عزت علم برکشد > جہاں سبز بحیب عدم درکشد  
 ہم حکایت دانشمند بہ اتا یک سعد بن زنگی غفر اللہ لہ

شنا گفت بر سعد زنگی کسے > کہ بر تہمتش باد رحمت سے  
 درم داد و تشریف و تہوا ختش > بقدر ہنر یا نگہ سا ختش  
 چو اللہ و بس دید بر نقش زر > بشوید و بر کند خلعت زر  
 و سوزش چناں شعلہ درجاں گرفت > کہ بر خست و راہ ہیا باں گرفت  
 یکے گفتش از ہمتشندان دشت > چہ دیدی کہ حالت و گر گونہ گشت  
 تو اول زمیں بوسہ دادی سہ جاے > نہایتے آخر زدن پشت پاے  
 سخن دید کاؤل ز بیم و امید > ہمی لرزہ بر تن فتادہم چو بید  
 باخر ز تمکین اللہ و بس > نہ چیزم بچشم اندر آمد نہ کس

## پاپ چہارم در تواضع

حکایت عیسی علیہ السلام و عابد پارسی  
 شہید مہتمم از راویان کلام کہ در عہد عیسی علیہ السلام

یکے زندگانی تلف کرده بود  
 دلیر سیه نامه سخت دل  
 بسر برده ایام بے حاصل  
 سرش خالی از عقل و پر ز احتشام  
 به نالاستی و امن آلوده  
 نه پای چو بینندگان راست رو  
 چو سال بد از او خلایق نفور  
 هوا و هوس خرمش سوخته  
 سیه نامه چندان تنعم براند  
 گنگار خود راے و شهوت پرست  
 شنیدم که عیسی در آمد ز دشت  
 ز برآمد از عرفه خلوت نشین  
 گنگار برگشته اختر ز دور  
 تامل بحسرت کنان شرمسار  
 خجل زیر لب عذر خواهاں بسوز  
 سرشک غم از دیده باران چو میغ  
 بر انداختم نقد عمر عزیز  
 چون زنده هرگز مبادا که  
 برست آنکه از عهد طفلی ببرد

به چیل و ضلالت سر آورده بود  
 زنا باکی ابلیس از اوے خجل  
 نیا سود تابو از اوے دے  
 نمکم قرب از نقد های حرام  
 به نالاستی دوده اندوده  
 نه گوشتی چو مردم نصیحت شنو  
 نمایاں بهم چو من نو ز دور  
 جوے نیکنامی نیند و ختم  
 که در نامه جائے نشستن نماند  
 به غفلت شب و روز مخمور و مست  
 به مقصوده عابدے برگزشت  
 به پایش در افتاد سر بر زمین  
 چو پروانه حیراں در ایشان زلزل  
 چو درویش در دست سرباه دار  
 ز شبهای در غفلت آورده روز  
 که عمر بغفلت گذشت اسے در پیش  
 به دست از کوی نیا ورده چیر  
 که هر گز به از زندگانی یسے  
 که پیرانه سر شرمساری ببرد

گناهم بخش اے جہاں آفریں  
 دریں گوشه نالایک نگار پیر  
 نگوں ماند از شرمساری سرش  
 وصال نیمه عابد سر پر غرور  
 کہ ایں مذبر اندر پیے ماجراست  
 بگردن برآتش در آفتادہ  
 چه غیر آمد از نفس تر دانش  
 چه بودے کہ زحمت بر دے ز پیش  
 ہی رنج از طاعت ناخوشش  
 بہ محشر کہ حاضر شود انجن  
 دریں بند کہ وحی از جلیل الصفات  
 کہ گر عالم است آں و گروے جہول  
 تہ کہدہ ایام برگشتہ روز  
 بہ بیچارگی ہر کہ آمد برم  
 عفو کردم ازوے علمائے زشت  
 و گہ عار دارد عبادت پرست  
 بگوئیگ ازو در قیامت مدار  
 کہ آں را بگم خوں شد از سوز و درد  
 ندانست در بار گاہ غنی

کہ گر با من آید قبس القریں  
 کہ فریاد عالم رس اے دستگیر  
 رواں آب حسرت بہ سیلاب برش  
 ترمش کہدہ بر فاسق ابو زردور  
 نگوں بخت ناواں چه بجنس مات  
 بہ باد ہوا عمر در دادہ  
 کہ صحبت بود با مسیح و منش  
 بہ دوزخ بر فتنے پس کار خویش  
 مبادا کہ در من فتنہ آشوش  
 خدایا! تو با او کن حشر من  
 در آمد بہ عیسی علیہ الصلوٰۃ  
 مراد عوت ہر دو آمد قبول  
 بنالید بر من یزاری و سوز  
 نینداز مش را استمان کرم  
 در آرم بہ فضل خودش در بہشت  
 کہ در خلد باوے بود ہم نشست  
 کہ آں را بہ جنت برند آں بہ نار  
 کہ ایں تکیہ بر طاعت خویش کرد  
 کہ بیچارگی بہ ز کبیر و منی

کرا جامه پاک است و سیرت پلید  
 بریں آستان عجز و مسکینیت  
 یو خود را ز نیکیاں شمر دی ہدی  
 اگر مردی از مردی خود گوے  
 پیاز آمد آں بے ہنر جملہ پوست  
 ازیں نوع طاعت نیاید بکار  
 بخورد از عبادت بر آں بخورد  
 سخن ماند از عاقلان یادگار  
 گنگار اندیشہ ناک از خدای  
 در دوزخش را نباید کلید  
 یہ از طاعت و نوشتن بنیت  
 نمی گنجید اندر خدائی خودی  
 نہ ہر شہسوارے بدر بردہ گوے  
 کہ پنداشت چوں پستہ مغزے دروست  
 برو عذر تقصیر طاعت بسیار  
 کہ با حق نکو بود و با خلق بد  
 ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار  
 یہ از پارسائے عبادت نمائے

### ۳۔ حکایت دانشمند درویش و قاضی متکبر

فقیرے کس جامہ تنگ دست  
 نگہ کرد قاضی درد تیز تیز  
 ندانی کہ برتر مقام تو نیست  
 بجائے بزرگاں دلیری کن  
 نہ ہر کس سزاوار باشند بصدور  
 و گرہ چہ حاجت بہ بند کس است  
 بہ عزت ہراں کو فروتر نشست  
 چو آنکش بر آورد درویش دود  
 در ایوان قاضی بصف نشست  
 معترف گرفت استیلاش کہ خیز  
 فروتر نشین یا برو یا بایست  
 چو سر نیجات نیست شیریں کن  
 کہ امت بہ جاہست و منزل بقدر  
 ہمیں شرمساری عقوبت پس است  
 سخاوری نیفتد ز بالا بہ پست  
 فروتر نشست از مقام کہ بود



فقیهان طریق جدل ساختند  
 کشادند باهم در فتنه باز  
 تو گفتی خروسان شاطر به جنگ  
 یک بجو از خشتناکی چوست  
 فتادند در عقده پیچ پیچ  
 کمن جامه اندر صف آخرین  
 که برهان قوس باید و معنوی  
 مرا نیز چو گان حرف است و گوے  
 به کلک فصاحت بیانی که داشت  
 سراز گوے صورت بمعنی کشید  
 بگفتند از هر کنار آفرین  
 سمنده سخن تا بجای براند  
 بروں آمد از طاق و دستار خویش  
 که بیسات قدرے تو نشناختم  
 در پنج آدم باچین مایه  
 معرف بدلاری آمد برش  
 بدست و زباں منع کردش که دور  
 که فردا شود برکن میرزاں  
 چو مولام خوانند و صدر بگیر

لم دلائل سلم در انداختند  
 به لا و نعم کرده اگر دن فزان  
 فتادند باهم به منقار و چنگ  
 یک بر زمین میز و هر دو دست  
 که در حل آل ره نبردند پیچ  
 به غرش در آمد چو شیر عرین  
 نه رگمائی گردن به حجت قوی  
 بگفتند از نیک دانی بگوے  
 به دلما چون نقش بگیں بر نگاشت  
 قلم بر سر حرف دعوے کشید  
 که بر عقل و طبع هزار آفرین  
 که قاضی چو خرد و حل باز ماند  
 به اکرام و نطفش فرستاد پیش  
 به شک قدومت نپرداختم  
 که بنیم ترا در چنین پایه  
 که دستار قاضی نهاد بر سرش  
 منته بر سرم پای بند غرور  
 به دستار پنج گزم سرگراں  
 نمایند مردم به چشم حقیر

تفاوت کند هرگز آب زلال  
 خرد باید اندر سر مرد و مغز  
 کس از سر بزرگی نباشد به چیز  
 میقرار از گردن به دستار و پیش  
 به صورت کسیانیکه مردم دش اند  
 به قدر هیز جُست باید محل  
 نئے بوری را بلندی نکوست  
 بدین عقل و همت نخواهم گشت  
 چه خوش گفت خرمهره در گله  
 مرا کس نخواهد خریدن به پنج  
 نه منع همال از کس بهتر است  
 بدین شیوه مرد سخن گوے جُست  
 دل آزرده را سخت باشد سخن  
 چه دوست رسد مغز دشمن به آرد  
 چنان ماند قاضی بجویش اسیر  
 بدندان گزید از تعجب بدین  
 و ز آنجا حوال روے همت بتافت  
 غریب از بزرگان مجلس نجاست  
 نقیب از پیش رفت و هر سو دوید

گزش کوزه زمین بود یا سفال  
 نباید مرا چوں تو دستار لغز  
 کد و سر بزرگ است و بے بغز نیز  
 که دستار پنبه است و سبالت چشمن  
 چه صورت بهمال به که دم در کشند  
 بلندی و نحسی مکن چوں از حل  
 که خاصیت نیشکر خود در دست  
 و گر میرود صد غلام از پست  
 بجو برداشتش پُر طمع چاه  
 به دیوانگی در حریم پیچ  
 خراب جل اطلس پوشد خراست  
 به آب سخن کینه از دل بشست  
 چه خصمت بینقاد سستی مکن  
 که فرصت فرو شوید از دل خمار  
 که گفت اِنَّ هذا لیوم عسیر  
 بماندش در و دیده چوں فرقدین  
 بروی رفت و باز نشان کس نیافت  
 که کوئی چنین شوخ چتم از کجا است  
 که مردے بدین لغت و صورت که دید

یکے گفت ازیں ذبح شیریں نفس  
دیں شہر سعدی شناسیم و بس  
ہر ایں صد ہزار آفریں کیں بکفت  
حق تلخ میں ناچہ شیریں بکفت

۴۔ حکایت در توبہ کر دن بادشاہزادہ گنجہ

یکے بادشہ زادہ گنجہ بود  
کہ نااہل و ناپاک و سر نیچہ بود  
بہ مسجد در آمد سراپاں دست  
مے اندر سر و سائیکین بدست  
بہ مقصودہ در پار سائے مقیم  
زبان دلاویز قلب سلیم  
تے چند برگفت او مجتمع  
چو عالم نہاشی کم از مستح  
چو بے عزتی پیشہ کرد آل حردل  
شدند آل عزیزاں خراب اندر دل  
چو منگہ بود بادشہ را قدم  
کہ یاروزد از امر محروم دم  
نچکم کند سیر بر پوے گل  
فرو ماند آواز چنگ از دہل  
گر تیا منی منگہ بر آید ز دست  
نشاہد چو بیدست و پایاں نشست  
و گہ دست قدرت نداری پلوے  
کہ پاکیزہ گرد دہ اندر زنجوے  
چو دست و زباں را نمائد مجال  
بہمت نمایند مردی رجال  
یکے پیش واناے خلوت نشین  
بنالید و بگریست سر بر زین  
کہ یکبار آخر بریں رند دست  
دعاکن کہ مایے زبانیم و دست  
دم سوز ناک از دل باخبر  
قوی تر کہ ہفتاد تیغ و پیر  
بر آورد مرد و جہان دیدہ دست  
خوش است این سپر و قش از روزگار  
چہ گفت! اے خداوند بالا و پست  
خدایا ہمہ وقت او خوش بدار

کسے گفتش اے قدوہ راستی  
 چہ درمہد را نیک خواهی زہر  
 چنیں گفت بیندہ تیر ہوش  
 بہ طامات مجلس نیا راستم  
 کہ ہر کہ کہ باز آید از غم زشت  
 چنیں پنجرہ ز است عیش مدام  
 حدیث کہ مرد سخن ساز گفت  
 زوہد آب در چشمش آمد و میخ  
 بہ نیراں شوق اندر ویش سوخت  
 بر نیک محضر فرستاد کس  
 قدم زنجہ فرماے تا سر نہم  
 دوروہ ستاوند بر در سیاہ  
 شکہ دید عذاب و شمع و شراب  
 یکے غائب از خود یکے نیم مست  
 ز سوے پر آورد مطرب خروش  
 حرفیاں خراب ازے نعل رنگ  
 نبود از ندیمان گردن فراز  
 دن و چنگ با یک و گہ سازگار  
 بفرمود در ہم شکستند خرد

بدیں بد چرا نیکوئی خواستی  
 چہ بد خواستن بر سر خلق و شہر  
 چو سر سخن در نیابی جوش  
 ز داد آفریں تو بہ اش خواستم  
 بعیش رسد جاوداں در بہشت  
 بہ ترک اندرش عیشماے مدام  
 یکے زان میاں پا ملک باز گفت  
 بہارید بر چہرہ سیل در لعل  
 حیا دیدہ بر تپشت پایش بدوخت  
 ورتو بہ کوباں کہ فریاد رس  
 سر جمل و نارا راستی بر نہم  
 سخن پرورد آمد در ایوان شاہ  
 دہ از نعمت آباد و مردم خراب  
 یکے شعر گویاں سراچی بدست  
 زد یکے سو آواز سانی کہ نوش  
 سر چنگی از خواب در بر چو چنگ  
 بچکر ز کس آنجا کسے دیدہ باز  
 بر آورد زیر از میاں تالہ لار  
 مبدل شد آن عیش صافی پرورد

شکستند جنگ و گسستند رود  
 بیخانه در سنگ برون زدند  
 روان خمر و جنگ او فتاده نگول  
 خمر آبستن خمر نه مایه بود  
 شکمها بنافش دریدند مشک  
 بفرمود تا سنگ صحن سراسر  
 زنگنه خمر یا قوت خام  
 عجب نیست بالوعه گرسنه خراب  
 وگر هر که بر لب گرفته بکف  
 وگر فاسق جنگ بر دی بدوش  
 جوانی سر از کبر و پندار مست  
 پدر بار یا گفته بودش به نول  
 جنای پدید برود زندان دبند  
 گرش سخت گفتی سخن گوئی سهل  
 خیال بخورش بران داشته  
 سپهر افکند شیر غزال نه جنگ  
 به نرخی ز دشمن توان کن پوست  
 چو سندان کس سخت روئی نکرد  
 بختن در سستی مکن با امیر

بدر کرد گوینده از سر سر در  
 که دور نشانند و گردن زدند  
 تو گفتی شد است از لب گذشته خول  
 دران فتنه دختر بیند اخست زود  
 قبح را برو چشم خویش چه اشک  
 بکنند و کردند نو باز جاس  
 به شستن نمی شد ز روئے زحام  
 که خورد اندران روز چنداں شراب  
 قفا خوردی از دست مردم چو دن  
 کالیده اورا چو طنبور گوش  
 چو پیراں به کنج عبادت نفسیت  
 که پاکیزه رو باش و شایسته قول  
 چنان سودمندش نیاید که پند  
 که بیرون کن از سر جوانی و جمل  
 که درویش را زنده نگذاشته  
 نیندیشد از تیغ بران جنگ  
 چو باز دست سختی کنی دشمن اوست  
 که خالیست تا دیب بر سر نخورد  
 چو بینی که سختی کند دست گیر

به اخلاق باهر که بینی بسازد اگر زیر دست است و گهر سر فرزند  
 که این گردن از نازکی بر کشد بگفتار خود او سر اندر کشد  
 بشیرین زبانی توان برد گوئی که پیوسته تلخی برد تند خوئی  
 توشیرین زبانی ز سعدی بگیرد ترش روئی را گوئی تلخی به میز

## باب ششم در قناعت

خدا را ندانست و طاعت نکرد که بر بخت و روزی قناعت نکرد  
 قناعت تو اگر کند مرد را خیر کن حریص جهان گردد را  
 سگونی بدست آورد ای ثبات که بر سنگ گداز زوید نبات  
 مهر و دشمنی از مرد را می و هشی که او را چونی پروری می کشی  
 خردمند مردم همن پرورند که تن پروران از همن لاغر اند  
 سگیت سیرت آدمی گوش کرد که اول سنگ نفس خاموش کرد  
 خور و خواب تنها طریق دوست برین بودن آئین نابخوردست  
 خنک نیک بختی که در گوشه بر آناں که شد سهر حق آشکار  
 تو خود را از آن در چه انداختی که چه را از ره باز نشناختی  
 بر او حق فلک چو پرده بجزه باز که در شمشیر بسته سنگ آرد  
 به کم کردن از عادت خویش خورد توان خوشتر را ملک خوش کرد  
 کجا سیر وحشی رسد در ملک نشاید پرید از غری تا فلک

نخست آدمی سیرتی پیشه کن  
 تو بر گزیده دوستی بر گم  
 که گریه پالنگ از گفت در سخت  
 یا نداده خود خود اگر مردی  
 درون جای ذکر است وقت نفس  
 کجا نگر گنج کز انبار آز  
 ندارنده تن پروران آگهی  
 دو چشم و شکم پر نگر دو بیج  
 چو دوزخ که سیرش کند از و فید  
 نمی میرد عیسی از لاغری  
 بدین اے فرد مایه دنیا مخر  
 نگری ندانی که دورا و دام  
 بلای که گردن کشد بر و خوش  
 چو نموش آنگه تان و پیرش خوری

پس آنگه تلک خوبی اندیشه کن  
 نگه تا نه پیچید ز حکم تو سر  
 تن خویش گشت و خون تو از سخت  
 چنین پیشک آدمی یا نمی  
 بپنداری از بهر ناست و پس  
 بسختی نفس می کند پا دراز  
 که چرمه باشد ز حکمت می  
 نمی بهتر این روده بیج بیج  
 و گریه بانگ دارد که یکن منم بزید  
 تو در بند آنی که خمر پروردی  
 چو خربا بنجیل عیسی مضر  
 نینداخت جز حرص خود دن بدام  
 بدال افتد از هر خوردن چو نموش  
 بدامش در افق و تیرش خوری

## باب هشتم در بیان فضیلت شکر

### ۱- حکایت

نفس می نیایم زوازه شکر دوست  
 که شکر ندانم که در خور دوست

عطاے ست ہر موے ازو برنم  
 ستایش خداوند بخشندہ را  
 سگرا قوت وصف احسان اوست  
 بدیع کہ شخص آفریند زر گل  
 زینت پدر تابیاں شیب  
 چونک آفریدت بهش باش و پاک  
 پیانیہ ہفتشاں از آئینہ گہر  
 چو روزی بسعی آوری سوے خویش  
 چرا حق نمی بینی اے خود پرست  
 جو آید بکشیدنت خیر پیش  
 بسیر بچگی کس نبردست گوے  
 تو قائم بخود نیستی یک قدم  
 نہ طفلک زباں بستہ بودی زلاف  
 چونافش بریدند روزی گشت  
 غریب کہ رنج آردش دہریش  
 پس اوور شکم پرورش یافت است  
 دوپستان کہ امروزد کجواہ اوست  
 کنار در مادر دلپذیر  
 درختست بالائے جان پرورش

چگونہ زہر موے شکرے کنم  
 کہ موجود کرد از عدم بندہ را  
 کہ اوصاف مستغرق شان اوست  
 رواں و خرد بخشد و ہوش و دل  
 بگر تاچہ تشریف دادت ز غیب  
 کہ تنگ است ناپاک رفتن بجاگ  
 کہ مصقل نگیرد چو رنگار خور  
 مکن تکیہ بر زور بازوے خویش  
 کہ یار و بگر دش در آورد دست  
 بتوفیق حق دامن از سعی خویش  
 سیاسی خداوند توفیق گوے  
 زقیبت مدد میرسد دم بدم  
 ہے روزی آمد بخوفش زفاف  
 بہ پستان مادر در آویخت دست  
 بدار و دہند لبش از شہر خویش  
 زانوب معدہ خویش یافت است  
 دوچشمہ ہم از پرورش گاہ اوست  
 بہشت است پستان در جوئے شیر  
 ولد میوہ نازنین در مرش



نه گرمای پستان درون دل است      پس از بنگری شیرخون دل است  
 بجوفش فرو برده دندان چو نیش      سرشته در مهر خو نخواه خویش  
 چو بازو قوی کرد و دندان سبطر      براندایش دایه پستان بصبر  
 چنان صبرش از شیر خامش کند      که پستان شیرین فراموش کند  
 تو نیز ای که در توبه طفل راه      بصبرت فراموش گردد گناه

### ۴- گفتار اندر نظر صاحب دلال در حق نه در اسباب

سرشت است باری شفا در نبات      اگر شخص را مانده باشد حیات  
 عقیل خوش کند زندگان را عزاج      وای در مردن ندارد علاج  
 رمق مانده را که جان از بدن      برآمد چه سود آبکس در دهن  
 یک گرز فولاد بر مغز خورد      کسی گفت صندل بهالش بدرد  
 ز پیش خط تا توانی گمینه      ولیکن مکن با قضا پنجه تیز  
 درون تابود قابل مشرب واکل      بدای تازه رونی ست و پاکره شکل  
 خراب آنکه این خانه گردد تمام      که باهم نسازند طبع و طعام  
 مزاجت تره خشک و گرم است و سرد      مرکب ازین چار طبع است مرد  
 یک زین چو بر دیگرے یافت دست      ترازوے عدل طبیعت شکست  
 وگه یاد مهره از نفس نگذرد      قف سینه جان در خروش آورد  
 وگه دیگ معده بجوشد طعام      تن نازنین را بشود کار خام  
 در اینها نه بند دل اهل شناخت      که پیوسته باهم نخواهند ساخت

توانائی تن مداں از خورش  
بجھش کہ گردیدہ بر تیغ و کار و  
چور وے بخدمت منی بر زمین  
گدائی است تسبیح و ذکر و ستغور  
کہ فرتم کہ خود خدمتے کردہ  
کہ لطف حققت می دہد پرورش  
منی حق شکرش نیاید گزار و  
خدا را فنا گوے و خود را ہمیں  
گدانا نیاید کہ باشند غرور  
نہ پیوستہ اطلاع او خوردہ

### ۳۔ گفتار در سابقہ ازل و توفیق خیر

نخست او ارادت بدل بر نہاد  
گر از حق توفیق خیرے رسد  
زبان را چہ بینی کہ اقرار داد  
دیہ معرفت دیدہ آدمی است  
کیست فہم ہوے نشیب و فراز  
سر آورد و دست از علم در وجود  
وگر نہ کے از دست چو آدمے  
بحکمت زبان داد و گوش آفرید  
وگر نہ زبان قصہ برداشتے  
وگر نیست سعی جاسوس گوش  
مرا لفظ شیرین خوانندہ داد  
مدام این دو چون حاجباں ہر دند  
پس این بندہ بر آستان ہر نہاد  
یکے از بندہ خیرے بغیرے رسد  
پہیں تا زبان را کہ گفتار داد  
کہ بکشادہ بر آسمان و زمین است  
گر این در نکر دے بروے تو باز  
دریں چو دہنماد و دروے سجود  
محال است کہ سر سجود آمدے  
کہ باشند صندوق دل را کلید  
کس از سر دل کے خبر داشتے  
خبر کے رسیدے بسلطان ہوش  
ترا سمع و ذراک دانندہ داد  
ز سلطان بسلطان خبر می ہر دند

چه اندیشی از خود که فعلم نکوست  
ازاں درنگه کن که تقدیر دوست  
بر دوشال بان با پاوران شاه  
به تحفه غم هام زبستان شاه  
۹. x. 46

## باب نهم در توبه

الا ای که عثت بهفتاد رفت  
مگر خفته بودی که بر باد رفت  
همه برگ بودند همی ساختی  
بتدبیر رفتن پیر داختی  
قیامت که بازار مینوهند  
منازل باعمال نیکو دهند  
بضاعت بچند آنکه آری بری  
وگر مفلسی شمر مساری بری  
که بازار چند آنکه آگنده تر  
تهیدست رادل پراگنده تر  
نه پنجه درم تیج اگر کم شود  
دلت ریش سر پنجه غم شود  
چو پنجاه سالست بروں شد زوست  
قلیمت شمر پنجه وزیکه هست  
اگر مرده مسکین زباں داشته  
بفریاد و زاری فغان داشته  
که اے زنده چوں بهشت امکان گفت  
لب از ذکر چوں مرده بر کم خفت  
چو مارا بغفلت بشد روزگار  
توبارے دے چند فرصت شمار

## باب دهم در مناجات

بیایتا بر آریم دست زدل  
که نتوان بر آورد فردا زگل

بفصل خزاں در نه بینی درخت  
 بر آرد متی دستهای نیاز  
 بیند ازین در که هرگز نه بست  
 همه طاعت آرند و مسکین نیاز  
 چو شاخ برهنه بر آرم دست  
 خداوند گارا نظر کن بچود  
 گناه آید از بنده خاکسار  
 که بیا برزق تو پروده ایم  
 گدا چوں کرم بنده و لطف و ناز  
 چو مارا بدینیا تو کردی عزیز  
 عزیزی و خواری تو بخش و پس  
 خدا یا بعزت که خوارم کن  
 مسلط کن چوں من بر سرم  
 بیتی بتریز نباشد بدی  
 مرا شرمساری زردی تو پس  
 گرم بر سر آفت ز تو سایه  
 اگر تاج بخشی سر افراز دم

که بے برگ ماند ز سرهای سخت  
 ز رحمت نه گردد متید دست باز  
 که تو مید گردد بر آورده دست  
 بیاتنا بدرگاه مسکین نواز  
 که بے برگ ازین پیش نوازش  
 که جرم آمد از بندگان در وجود  
 با امید عفو خداوندگار  
 بالعام و لطف تو خو کرده ایم  
 نگردد ز دنبال بخشنده باز  
 بعتی بهمین چشم داریم نیز  
 عزیز تو خواری نه بنده و کس  
 بذل گنه شرمسارم کن  
 ز دست تو به گر عقوبت برم  
 جفا بردن از دست همچون خودی  
 و گر شرمسارم کن پیش کس  
 سپهرم بود کمترین پای  
 تو بردار تا کس نیند از دم

### ۲- حکایت

مناجات شوریده در ستم  
 پاک

تنم می بلرزد چو یاد آورم

کہ نمی گفت با حق برائی پس  
 با طقم بخواب یا بر ما از درم  
 تو دانی که مسکین و بیچاره ایم  
 نمی تازد این نفس مگرش چنان  
 که با نفس و شیطان بر آید بزور  
 مردان راست که راهی بده  
 خدا یا بذات خداوندیت  
 به لیک حجاج بیت الحرام  
 به تکبیر مردان شمشیر زن  
 بطاعت پیران آراسته  
 که مارا دلاں ورطه یک نفس  
 امیدست از آنان که طاعت کنند  
 به کمال کنز آلایشم دور دار  
 چه پیران پشت از عبادت دوتا  
 که چشمم ز روی سعادت بند  
 چراغ یقینم فراق راه دار  
 بگردان ز نادیدنی دیده ام  
 من آس زره ام در هواست  
 ز نور شید لطف شعاع بسم

میغان که دستم نگیرد کس  
 ندارد بجز استانت سرم  
 فرو مانده با نفس اماره ایم  
 که عقلش تواند گرفتن عنان  
 نبرد پلنگان نیاید ز مور  
 وزین دشمنانم پناهی بده  
 باوصاف بی مثل و مانندیت  
 بهدفون یثرب علیه السلام  
 که مرد و غار شمارند زن  
 بصدق جوانان نوحاسته  
 ز رنگ دو گفتن بفریاد رس  
 که بی طاعتان را شفاعت کنند  
 و گرفتار رفت معذور دار  
 ز شرم گنه دیده بر پشت پا  
 ز بانم بوقت شهادت بند  
 زید کردم دست کوتاه دار  
 مدد دست بر ناپسندیده ام  
 وجود و عدم در ظلامت نیست  
 که جز در شفاعت نه بیند کسم

بدست را ننگ کن که بهتر کس است  
 مرا اگر بگیرد یا نضاف و داد  
 خدایا بذلت مران از درم  
 دراز چهل غائب بشدم روز چند  
 چو عذر آورم از تنگ تر دانی  
 فقیرم بجزم گناه هم بگیر  
 چرا باید از ضعف عالم گرفته است  
 خدایا بغفلت شکستیم عهد  
 چه به خیزد از دست تدبیر ما  
 همه بهر چه کردیم تو بهر هم زوی  
 نه من سر ز حکمت بدر می برم

گذارا ز شاه التفات بس است  
 بنالم که عفو من نه این وعده داد  
 که علورت نه بندد در دیگرم  
 کنون کامدم در برویم بند  
 مگر عجز پیش آورم کای غنی  
 غنی را ترک هم بود بر فقیر  
 اگر من ضعیفم پناه هم تو نیست  
 چه زور آورد با قضا دست جمد  
 نه من نکتہ بس عذر تقصیر ما  
 چه قوت کند با خدائی خودی  
 که حکمت چنین می رود بر سرم



## قصائد

قصائد - قصیدہ کی جمع ہے۔ لغت میں اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہونا۔ چونکہ قصیدہ سے شاعر کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ کسی کی تعریف یا مذمت کی طرف متوجہ ہو اس لئے اس کا یہ نام رکھا گیا۔  
قصیدہ کی ایجاد فارسی میں رودکی نے کی ہے۔ جس کی وفات ۳۲۳ھ

میں ہوئی ہے۔  
قصیدہ کی دو قسمیں ہیں۔ خطابیمہ - تمہیدیمہ -  
خطابیمہ - وہ قصیدہ ہے جس میں کوئی تمہید نہ ہو ابتداء ہی سے تعریف وغیرہ جو مقصود ہو شروع کر دیں۔

تمہیدیمہ - وہ قصیدہ ہے جس میں پہلے چند اشعار بطور تمہید کے کہیں اس کے بعد مدح مدوح وغیرہ شروع کریں۔ قصیدہ تمہیدیمہ کے لئے چند چیزیں ضروری ہیں۔  
۱۔ مدوح کی شان کے مطابق تمہید لکھنا۔

۲۔ تمہید کے بعد مناسب طریقہ سے مدح مدوح کی طرف متوجہ ہونا۔  
اس توجہ کو مختلص یا گریز کہتے ہیں۔

۳۔ پہلے مدوح کی خیمہ فاسب سے تعریف کریں۔ پھر خطاب کر کے چند اشعار کہیں۔ اور اسی سلسلہ میں اپنا مقصود ظاہر کریں۔ پھر دوتین شعر دعا

میں کہہ کر قصیدہ تمام کریں۔

ہم۔ قصیدہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ الفاظ بہت ہی شان و شوکت کے ہوں۔ اور جوش اور درد سے بھرے ہوں۔

## قصائد سعدی

شیخ نے قصیدہ میں کچھ زیادہ نام و شہرت حاصل نہیں کی۔ اس لئے کہ انھوں نے مدح و ستائش کے طریقہ مردودہ کو مکرر سمجھ کر اختیار نہیں کیا۔ مگر چونکہ اس زمانہ کے موافق ایک ایسے نامور شاعر کو جیسے کہ شیخ تھے کچھ نہ کچھ قصیدہ کے نام سے لکھنا ضروری تھا۔ اس لئے کچھ قصائد لکھے ہیں۔ جو پہلے قصیدہ گوئیوں کے طرز سے بالکل مغائر ہیں۔

شیخ سے پہلے یعنی منصور بن سعدی جماسی خلیفہ بغداد کے زمانے کے شعراء کو قصیدہ گوئی اور مداحی میں گراں بہا اٹھام ملنے لگے تھے ایک ایک شعر پر لاکھ لاکھ درہم شاعروں کو مل جاتے تھے۔ خلفا اور امرا کو اپنی تعریفیں سننے کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ جماسیوں کے علاوہ اور سلسلوں میں بھی مداحوں کی نہایت قدر کی جاتی تھی۔ ایسی حالت میں شیخ کو بھی سلاطین اور امرا کی تعریف میں قصیدہ کا لکھنا ضروری تھا۔ مگر مدح و مدح کا اس زمانے میں جو طرز تھا اس کو اختیار کرنا۔ شیخ کو اپنی آزاد اور حق گو طبیعت کے اعتبار سے بہت دشوار تھا۔ خصوصاً سادہ بیانی جو ان کی طبیعت میں ودیعت کی گئی تھی۔ ان تکلفات لایعنی سے جو قصیدہ



کے لوازمات سے بچے مانع تھی۔ وہ مبالغہ اور خوشامد کو نہایت ناپسند کرتے تھے۔

شیخ نے قصائد بھی اُسی شیریں ربانی اور سادہ بیانی اور بے تکلفی کے ساتھ لکھے ہیں۔ جو اُن کے کلام کی عام خاصیت ہے۔ اُن کے قصائد سے کمال آزادی اور حق گوئی ثابت ہوتی ہے۔ انھوں نے اکثر قصیدے اور ترجیع بند وغیرہ محض محبت اور خلوص اور دل جوش سے لکھے ہیں نہ خوشامد کی راہ سے نہ صلے اور انعام کی امید سے۔

انھوں نے جو قصیدے سلاطین و عہد اور حکام وقت کی شان میں لکھے ہیں اُن کے اسلوب بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل دنیا کی تنبیہ اور نصیحت و ہند کے لئے قصیدے کو اُن کے خطاب کہنے کا ایک ذریعہ قرار دیا تھا۔ کیونکہ وہ بالکل مواعظ و نصائح سے بھرے ہوئے ہیں۔

شیخ پہلا شخص ہے جس نے شاعری کا وسیع استعمال کیا سب سے بڑی چیز جو شیخ کے خصوصیات شاعری سے پہلے آزادی ہے انھوں نے سلاطین و امرا کی مدح کی ہے مگر نہایت آزادی سے اُن کے سطوت و جبروت یا حرص و طمع کا کوئی اثر اُن پر نہیں آتا۔

ابوبکر سعد زنگی شیخ کا خاص مدوح تھا۔ انکیا تو شیراز کے گورنر سے بھی اُن کو خاص تعلق تھا۔ اُن سب کے مقابلہ میں بھی شیخ نے اپنی آزادی قائم رکھی۔ جب ہلاکو خاں نے بغداد کو تاراج کیا تو ابوبکر نے

مبارکباد کے لئے سفارت بھیجی۔ مگر شیخ نے بغداد کی تباہی اور خلیفہ مستعصم باللہ کے قتل کا مرثیہ لکھا اور اس قدر پُر اثر لکھا کہ لوگوں کے دل دہل گئے۔

انکیانو کی مدح میں شیخ کے متعدد قصیدے ہیں، اہر قصیدے میں نہایت دلیری سے اُس کو نصیحت کی ہے۔ شیخ کی شاعری عموماً جذبات سے لبریز ہے۔ وہ شاعری رسم و تقلید کی حیثیت سے نہیں کہتے تھے۔ بلکہ جب کوئی جذبہ پیدا ہوتا تھا اُس وقت شعر کہتے تھے۔ اسی لئے اُس کا اثر پڑتا تھا۔

## قصائد سعدی کے حسب ذیل عنوانات ہیں

۱۔ خدا کی تعریف اور اُس کی شکرگزاری میں۔

۲۔ وعظ و نصیحت۔

۳۔ معشوق کے خد و خال کی تعریف۔

۴۔ مناظر قدرت اور فضل بہار وغیرہ کی مصوری۔

۵۔ اُن اُمرا اور بادشاہوں کی تعریف جن کو شیخ سے عقیدت یا محبت تھی۔ مگر جو قصیدے اُمرا وغیرہ کی تعریف میں ہیں ان میں گنہگار کے چند اشارے تعریف کے ہیں باقی سب وعظ و نصیحت ہیں۔ اور نصیحت بھی اسی طرح کہ کلام پر دوزہ برابر سلاطین و اُمرا کی تائید کا اثر نہیں۔

# انتخاب از قصائد سعدی

در حمد یاری عز اسمہ

تا کیست آنکه شکر کیے از هزار کرد  
چندی هزار صورت الوان نگار کرد  
از بهر عبرت نظر ہو شیوار کرد  
خورشید و ماه و انجم و میل و نہار کرد  
اسباب را حستہ کہ نہ انعم شمار کرد  
احمال غمتہ کہ فلک زیر بار کرد  
تا فرش خاک بر سر آب استوار کرد  
بستان و میوہ و چین و لاله زار کرد  
شمار بہمنہ پیر ہنوش تو بہار کرد  
تا کیست کہ نظر نہ سر اختیار کرد  
ہر طبع کہ نہ ہر مزہ بر شفا اختیار کرد  
چراں بماند ہر کہ دریں افکار کرد  
یا عقل از جہنم کہ بار و جہنم کرد

فصل خدائے را کہ تواند شمار کرد  
کسی صانع لطیف کہ بر فرش کائنات  
ترکیب آسمان و مملو ستارگان  
بر آفرید و بحر و درختان و آدمی  
انوان غمتہ کہ فتاویہ سیاس گفت  
آثار رشتہ کہ جہاں سربس گرفت  
سا شمار کہ ہست کہ قطع زمین بدوخت  
اجزائے خاک مردہ بتشریف آفتاب  
ابواب و ادب و درختان مردہ را  
چندی ہزار منظر نہ بیا بیا فرید  
تو حید گوئی او نہ بنی آدم اندویش  
شکر کہ یادم فضل بجائے آورد کسے  
گوئی دوام روح کہ در کالید و مید

از غایت کرم که نهان آشکار کرد  
 جان در پیش دلیخ نباشد نثار کرد  
 مادر بحسن عاقبت امیدوار کرد  
 فردوس جاس مردم پر هیزگار کرد  
 مزد آن گرفت جان برادر که کار کرد  
 دانه گشت ابله و دخیل انتظار کرد  
 جاس نشست نیست نباید قرار کرد  
 ایس جاس ز قیامت نشاید قرار کرد  
 خروش چنان بکوفت که خاکش غبار کرد  
 عادل برفت و نام نگو اختیار کرد  
 قارون ز دین برآمد و دنیا قرار کرد  
 یازده یک بود که مو تشنه شکار کرد  
 کال تکیه باد بود که برستاده کرد  
 بید دولت آنکه بر همه پیچ اختیار کرد  
 الا کس که در از لش بختیار کرد  
 چون هر چه بود نیست قضا که کار کرد  
 پد بخت و نیک بخت و گزنی و غار کرد  
 چون صبح در سیطره زمین انگشتار کرد  
 در گوش دل نصیحت او گوشتار کرد

لال است در زبان بلاغت زبان و صفت  
 سرچسبیت تا بطاعت او بر زمین نهم  
 بخشیده که سابقه فضل و رحمتش  
 پر هیزگار باشد که داور آسمان  
 نابرده رنج گنج بیسر نمی شود  
 هر کوی عمل نکرد و عنایت امید داشت  
 دنیا که جسم آخرتش نتواند مصطفی  
 دایم انقراض خانه چاوید آدمی است  
 چند استخوان که باون دوستان روزگار  
 ظالم بر دو قاعده رحمت از کما تده  
 عیسی بعزلت از همه عالم کناره جنت  
 مجبورش آرزو و دل اندر کنار کرد  
 ما اعتماد بر کرم مستحان کینهم  
 بعد از خدا به هر چه بستمند پیچ نیست  
 وین گوشت دوست که بیرون نمی برد  
 بیچاره آدمی چه تواند بیست کرد  
 او بادشاه و بنده و نیک و بد آفرید  
 سعدی به نفس که سزاوارده شد  
 هر بنده که خاتم دولت بجام دوست

بالا گرفت و خلعت والا امید داشت  
 شاید که انتقام کند خلعت مزید  
 هر شاعرے که مدح ملوک و دیار کرد  
 سحر دی که شکر نعمت پروردگار کرد

### در صفت رنج

بایدان که تفاوت نکند لیل و نهار  
 نهی از صومعه گو نیمه بزم در کلزار  
 کوه دور یا درختان همه در تسلیج اند  
 پله پله وقت کل آمد که بنالند استوق  
 آفرینش بر همه تنبیه خداوند دل است  
 این همه نقش عجیب بر در دیوار وجود  
 خیرت هست که مرغان چمن می گویند  
 هر که امروز نه بیند اثر قدرت او  
 تا که آخر بختش بر غفلت در پیش  
 که تواند که دهنده نگین از جوب  
 وقت آنست که دام و گل از جمله غیب  
 آدمی زاده اگر در طرب آید چه عجیب  
 باش تا خنجره میراب و هنر پاز کند  
 فرد گانه که کل از خنجره بر وی می آید  
 باد گیسوی عروسان چمن شانه کشید  
 خوش بود درین صحرای تماشای بهار  
 وقت آن نیست که در خانه نشینی بیکار  
 نه همه مستیهای قلم کنند این اسرار  
 نه کم از فیض سستی کو نیال اسرار  
 دل ندارد که جبار و سخاوت پیدا قرار  
 هر که فکر است بکشد نقش بود بر دیوار  
 کاخ تر است خفته سر از پالش غفلت پرور  
 غالب آنست که فردا نشانه بنهد دیوار  
 حیف باشد که تو در خوابی و نه کنس بیدار  
 یا که داند که بر آرد گل صد برگ از خار  
 بدر آید که در رختان همه گردند شمشاد  
 سرور باغ برقص آمده و بید و چنار  
 باید دانی چو سر نافه آهوسه ستار  
 صد هزار آغوش بر زنده عروسان بهار  
 بوی نسیم و ترنم بر در و در اقطار

زلف بر لاله فرود آمده هنگام سحر  
 باد بوی سخن آورد گل و سبیل و بید  
 خیر و خطمی و نیلوفر و بشال افروز  
 از غواص رنجسته بر درگاه خضرا می چمن  
 این هنوز اول آثار جهان افروزی است  
 شادمان و خشنود و شیره باغ اندام نور  
 عقل حیران شود از محو نشود زین شب  
 بهر پای رطوبت از غل فرود آورند  
 تان تار یک شود سایه آلوده درخت  
 سیب را هر طرف داده طلیعت رنگ  
 شگل امروز تو گوئی که بقیرینی و لطف  
 عشقوا بخیر چه معلوم اگر صانع که بی  
 آب در پای تیغ و بادام روان  
 کو نظر باز کن و تعلقت نازخ بیس  
 پاک و بی عیب خدا نیکی به قدر عزیز  
 باز شای بدستور کند یا گنجور  
 چشمه از سنگ بر دل آورد و باران مرغ  
 اگر چه بسیار بگفتیم درین باب سخن  
 تا چنان است سخن اندر کرم و رحمت او

راست چون عارض گلویی عرق کرد یار  
 در دوکان بچه رونق بکشد عطار  
 نقشهای که در دخیله همانند البهار  
 همچنان است که بر شعله دیبا درین کار  
 باش تا خیمه زند دولت قیاس و یار  
 باش تا حاکم گردند بالوان شمار  
 و هم عاجز شود از حقه با قوت آثار  
 نقشندگان قضا و قدر شیرین کار  
 زمره هر برگ چراست پیوسته از گلزار  
 هم بدل گونه که گلگون کند روی نگار  
 گوزن چند نبات است مطلق بر بار  
 حسب عشقش کند در غسل شمع بجار  
 همچو در زمر درختان بهشتی انهار  
 ایکه با درختی فی الشجر الا خضر ناز  
 ماه و خورشید مسخر کند و کیل و بنار  
 نقشند و نه بشکوف کنند و یاز نگار  
 آنگین از پس نخل و دراز دریا بار  
 دند که بیش بگفتیم هنوز از بسیار  
 همه گویند و یک گفته نیاید ز هزار

جائے آنست که کافر بکشاید ز نار  
شکر انعام تو هرگز نمکند شکر گزار  
گر بتقصیر بگیری نگذاری و یار  
تاب قهر تو نداریم خدایا ز نهاد  
بجداوندی خود پرده پوش ای ستار  
راستی کن که بمنزل نرسد کج رفتار  
یارب از هر چه خلا رفت هزار استخوار  
یا نگویم که تو خود مطلق بر امرار

آں که باشد که بنزد و کمر طاعت او  
نعمت بار خدایا ز بند ویر و بست  
ایں همه پرده که برگزیده مایه پوشی  
نا امید از در لطف تو کجا شاید رفت  
فکرها بیکه از ما دیدی و نپسندی  
سخن یا راست رواں گوی سعادت برد  
حیث انیس عمر گرانمایه که در لبو رفت  
در دهنان جو گویم که خداوند مستی

### در مدح انجیالو

دل بدینا در نه بند و پوشید  
پیش اتان که تو نیاید پنج کار  
رستم و اسکند و اسفندیار  
کز بس خلق سست دنیا یادگار  
هیچ نگرفتیم از ایشان اعتبار  
وقت دیگر طفل بودی شیر خوار  
سرو بالا ای شدی ستم عذار  
فارس میلان و عهد کارزار  
انچه بیتی هم نماند برقرار

بس بگردید و بگرد روزگار  
ای که دستت میرسد کاره کن  
ایکجه در شنه نامها آورده اند  
تا بدانند این خداوندان ملک  
ایشم رفقتند و ما ای شمع چشم  
ایکجه وقت لطف بودی و در شکم  
مردت بالا گرفتی تا بلوغ  
پنجین تا مرد نام آورد شدی  
انچه دیدی برقرار خود نماند

دیروز دو این شکل و شخص ناظر  
گل نخواهد چید بیشک باغبان  
این همه بهیچیت چوں می بگذرد  
نام نیکو گر بسا ند زادمی  
سال دیگر را که میدان حساب  
خفتگان بیچاره در خاک لحد  
صورت زیبای طاهر بیچ نیست  
بیچ میدانی خرد به یاد او  
آدمی را عقل باید در بدن  
پیش لال کند دست تو بیرون برد  
گنج شاهی در طلب رنج ببر  
چوں خلوت نیست بزدگی داد و حکم  
چوں زبردستیت بخشید آسمان  
مزد نخواه را خطاکاری به پیش  
شکر نعمت را تو نیکو کن که حق  
لطف او لطف است بیرون از حجاب  
گر بهر موی زیبای باشد درت  
نام نیک رفعتگان ضائع کن  
ملک باناں را نشاید روز و شب

باد خواهد برد خاکش را غبار  
در نچیند خود فرو برد نه پاد  
تخت و تخت و امر و نهی و گیر و دار  
به کز و ماند سرا که زر نگار  
تا کجا رفت آنکه با ما بود بار  
خفته اندر کله سر سو سمار  
اے پاد و سیرت زیبا بیار  
من بگویم گر بداری استوار  
ورنه جان در کالبد دارد حمار  
گردش گیتی زمام اختیار  
خرمنی می بایدت گنج بکار  
خرده از خرداں مسکین در گزار  
زیر دستاں را همیشه نیک دار  
ز تهماری را بجاں ده زنیار  
دوست دارد بدنگان حق گزار  
فضل او فضیله است افزون از شمار  
شکر یک نعمت نگوئی از هزار  
تا بماند نام نیکت برقرار  
گاہے اندر خمر و گاہے در خار



کھام مسکینان و درویشان برآر  
 باغریاں لطیف بے اندازه کن  
 زور بازو واری و شمشیر تیز  
 از درون خستگان بزمیز کن  
 شمشیر آه مظلومان بصبح  
 پانداں بدباش و بانیکاں نکو  
 دیو یا مردم بیامزد مترس  
 هرگز دغوا مردم بد پرورد  
 بایدان چند آنکه بیکوئی گمنی  
 آنکه واری چشم و عقل و گوش و پیش  
 نشکند غم من الا سنگدل  
 بادشاهان را فنا گویند و مدح  
 سعد یا چند آنکه پسدانی بگو  
 هرگز خوف و طمع در بار نیست  
 دولت خویش اعظم شهر نید  
 شمر و عادل ایسر نامور  
 منما سعدی سپاس نعمت  
 یارب اندر کار ما کن یک نظر

تا همه کامت برآرد کردگار  
 تا بددت نام نیکت در دیار  
 گر جہاں لشکر بگیرد غم مدار  
 و در جہاں مردم پرہیز کردگار  
 سخت گیرد ظالمین را در صواب  
 جائے گل گل باش و جائے خار خار  
 بل بترس از مردمان دیو سار  
 دیر زود از چاہر آرمیش دیار  
 قتل مار افسوں نباشد جز مار  
 پند من در گوش کن چوں گوشوار  
 نشنود قول من الا بختیار  
 من دعاے می کنم و درویش وار  
 حق نشاید گفتن الا آنکار  
 از خطا پاکش نباشد و از ستار  
 باد تا باشد بقاسے روزگار  
 انکیا لو خسرو عالی تبار  
 سبے نوات گفت چوں سعدی ہزار  
 پیش اداں کرنا نیاید بیچ کبار

## در موعظت و نصیحت

ایها الناس جهان جاسه کن کسان نیست  
خفتگان را خیر از زمر زنه مرغ تخر  
دارد و سبب تمییز از پیر طریقت بستان  
رو سبب اگر چند پیر پیکره و نسب یا بشد  
شب مردان خدا روز جهان افروخته  
بچیز دلو بهار دوی ریا نصیحت بشکن  
طاعت اس نیست که به خاک نمی پیشانی  
خدا را ز پیروی نفس که در راه خدا سب  
عالم و دایره و صوفی همه طفلان زنند  
یا تو که سم نهند شاد روی روحانی رو سب  
خانه بنگارم و یک جو نفر ستاده بخور  
پیری مال مسلمان و جو حالت ببرند  
آخر نصیحت تمنای سر و سامان را  
همگس از درد بترسد که متناسع دارد  
هم که از جگر پیکره اسب فرافتن زده اند  
یک نصیحت از سر صدق جهانی از درد  
تاهل عمر تلف کرده و ایام پلهو

مردان جهان دشمن از زانی نیستند  
حوال را خیر از عالم انسانی نیست  
کادوی راه را از علت ناوایی نیست  
نتوان دید در آینه که زورانی نیست  
روشنایان را حقیقت قیامانی نیست  
کاین بسیر نیکی ظاهر جهانی نیست  
صدق پیش آنکه ظاهر پیشانی نیست  
مردم افکن زانین غول بیابانی نیست  
مردا که هست بجز عالم ربانی نیست  
کالتاس تو بجز لذت انسانی نیست  
غم فرات جو غم برگ ز مستانی نیست  
بالک و فریاد بر آری که مسلمان نیست  
سر و سامان ازین بی سر و سامانی نیست  
عارفان جمع نکردند ز پیشانی نیست  
گرچه جمال جمله بلرزد و غم و برانی نیست  
مشغول در سخن فائد جانی نیست  
بگذر اینده بجز حیف و پیشانی نیست

۱۵ سعادیا گریه سخن دال و مصالح گوئی  
 ۱۶ تا بخیر من ز سر دوست امیدے کہ تراست  
 ۱۷ گریه گدائی کنی از در گم آنکس بارے  
 ۱۸ یارب از نیست بہت آمدہ صنع توایم  
 ۱۹ گریہ برانی و گرم بندہ مخلص خوانی  
 ۲۰ نا امید از در لطف تو کجا شاید رفت

### در موعظت

دنیا نیز زو آنکہ پریشاں کند دلے  
 ایں پنجہ روز مہلت ایام آدمی  
 بارے نظر بحال عزیزان رفتہ کن  
 آں پنجہ کماں کش و انگشت خط نویس  
 درویش و ہادشہ نشیندم کہ کردہ اند  
 زال گنجائے نعت و خردا زبائے مال  
 از مال و جاہ و منصب دنیا و تخت و تخت  
 بعد از ہزار سال کہ تو شیر و ال گذشت  
 اسے آنکہ خانہ برہہ سیلاب می کنی  
 دل در جہاں ہند کہ باکس وفا نکرد  
 مرگ از تو دور نیست و گم بہت فی المثل

ز ہمارہ بد کن کہ نکر دست عاقلے  
 آزاد مردماں کنند جز مفضلے  
 تا مجمل وجود بہ بینی مفصلے  
 ہر بند او فتادہ بجائے و مفصلے  
 بیرون ازس دولقمہ روزی تناولے  
 با خویشتن بگور بنزد خردے  
 بہتر ز نام نیک نکر و ند حاصلے  
 گویند از دہنوز کہ بود است عادے  
 بر خاک رود خانہ نہ باشد معولے  
 ہرگز نبود در زمانے تبدلے  
 ہر روز یا نہ میرودش پیش منزلے

بنیاد خاک بر سر آبست ازین سبب  
 دنیا مثال بحر عمیق است پُر زنج  
 دانا چه گفت گفت جو عزت ضرورت  
 یعنی خلافت راے خداوند حکمت است  
 آنکه که سوز پالاش گویم سهند باز  
 بعد از خداے هر چه تصور کنی بعقل  
 خواهی که رسد کار شوی راستکار باش  
 تیر از کماں چورفت نیاید بجهت باز  
 باید که قهر و لطف بود بادشاه را  
 وقتے بلطف گوی که سالار قوم را  
 وقتے بقهر گوی که صد کوزه نبات  
 مرد آدمی نباشد اگر دل نسوزدش  
 هرگز به پنجه روز حیات گذشتنی  
 نی کار و اں برقت و تو خواهی مقیم ماند  
 گر من سخن درشت نگویم تو نشنوی  
 حق گوی راز باں ملامت بود دراز  
 تو راست باش تا دگر اں راستی کنند  
 خاص از برای دوسه دیو نفس را  
 تا هر چه گفت هاشمت از خبر ده حضور

بیرون جیاست از خللے یا تزلزلے  
 مسوده عارفان که گرفتند ساحلے  
 من خود باعتبار نشینم بمعزلے  
 امروز خانه کردن و فردا محو لے  
 از من چه بالشی که همانند محفلے  
 ناچارش آخر نیست امید دل که اولے  
 تا عیب جوی راز رسد بر تو مذخلے  
 پس واجب است در همه کاری تاملے  
 ورنی میسرش نشود حل مشکلے  
 با گفتگوی خلق بسیار محفلے  
 گم گم چنان بکار نیاید که حنظلے  
 بارے که بنید او خری اوقاد در گلے  
 تحرم کسے شود مگر از موت غافلے  
 ترتیب کرده اند ترا نیز محفلے  
 پیچید از آئینه نمود رنگ میلے  
 حق نیست آنچه گفتیم اکیمت گو بے  
 دانی که بے شطاره زلفت است جدولے  
 شاید که این سخن غمخیزی بهیكلے  
 بعد از تو سر سار نهانم بمخلے

مردم خواهان اگر به پیش برز به پیش  
 دوست مرورا به حسن و شایسته  
 امروز در زمانه ندارد وفا  
 کس پیش آفتاب نگردد اسب مشغله  
 در خلق گیسست آنکه ندارد توفیق  
 زیرا که اهل حق نه پسندند باطل  
 تا بر سرش ز عقل بداند که هر چه  
 هر که که سر بر آورد از بوستان گل  
 سحری و عاصی تیره تو گویا چو بلبل

این فکر گیر که بجنش نظیر نیست  
 با گیسست در زمانه که ما دارد آسمان  
 تو بین اعظم آنکه به میر عقل و راست  
 سر به خود و بگویم که هم از عقل و طبع خویش  
 منصف پیروان تو هم دهنه بین پادشاه  
 عمرت در راه پادشاه یکم هزار سال  
 نفسست با یقین پیرو فرمان شرب باد  
 تا طربالان به ناله در آیند با مداد  
 به هزاره بوستان ایست شکفته باد



## غزلیات

غزلیات - غزل کی جمع ہے۔ لفظ میں غزل کے معنی ہیں جوڑوں سے  
 باتیں کرنی۔ اصطلاح میں وہ نظم جس میں عشق و محبت اور اس کے لوازم کا ذکر  
 ہو۔ انکوں کی غزلیں سلسل ہوتی تھیں۔ جو مضمون مطلع سے شروع ہوتا تھا۔  
 مقطع تک چلا جاتا تھا۔ مگر متاخرین نے اس کا التزام چھوڑ دیا۔ ہر شعر کا مضمون  
 جداگانہ لکھتے ہیں۔

## غزلیات سعدی

شیخ کی غزلیات کے چار دیوان ہیں۔ شیخ کے پہلے دیوانی - محسنانی -  
 ظہیر فارابی وغیرہ نے بھی غزلیں کہی ہیں۔ مگر ان کی غزلوں میں یہ لہجہ  
 نہیں ہے۔ جو شیخ کی غزلوں میں ہے۔ انکھوں نے اپنی جادو سیانی سے انہیں  
 ایک خاص لذت پیدا کر دی ہے۔ اس نے ان کے دیوان کو اکثر تذکرہ نویسوں  
 نے تمکیدان شہسوار لکھا ہے اور ان کو پیشہ سخن۔

## شعر

در شعر سہ کس پیر اند  
 ہر چند کہ لابی بعدی  
 ابیات و قصیدہ و غزل  
 فردوسی و انوری و سہری

## شیخ کے غزلیات کی حسب ذیل خصوصیتیں ہیں

۱۔ اکثر غزل کی نظم اور زمین ایسی اختیار کرتے ہیں جو تعزل اور تفسن کے لئے بہت مناسب ہوتی ہے۔

۲۔ شیخ میں چونکہ طبعی عشق و محبت کا جذبہ موجود تھا۔ اس لئے وہ حسن و عشق۔ وصل و فراق۔ یاس و امید۔ صبر و مجبوریا۔ وعدہ و انتظار اور دیگر لوازم عشق کی جو کیفیتیں بیان کرتے ہیں۔ ان میں بالکل تصنع نہیں پایا جاتا۔ اور سب ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ جو اس حالت میں ہر شخص پر گزرتی ہیں۔ اسی واسطے عشاق کے دل پر ان کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔

۳۔ اکثر وہ ایسے شعر کہتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص موقع ہے۔ اور وہاں جو حالت انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے یا جو کیفیت ان کے دل پر گزری ہے اس کو بیان کر رہے ہیں۔

۴۔ وہ اکثر حالات اور واردات کو جو ان کے دل پر گزرتی ہیں۔ تمثیلات میں بیان کر کے کلام کو نہایت بلیغ اور بلند کرتے ہیں۔

۵۔ شیخ کی غزل میں باوجود کمال سادگی اور صفائی کے اکثر نزاکت اور شوخی پائی جاتی ہے۔ جس سے قدماء کی غزل معرا ہے۔

۶۔ سب سے بڑی بات جو شیخ اور قدماء کی غزلوں میں مایہ الایاز

ہے وہ یہ ہے کہ شیخ کی غزل کا مدار زیادہ تر تصوف اور درویشی عشق حقیقی کو مجازی کے پہلو میں ادا کرنا۔ اور شاہد مطلق کے صفات کو زلف و خال اور لب و دندان وغیرہ سے تعبیر کرنا۔ کالمین اور عرفا و مشائخ پر رند اور ہادہ خوار افروشی اور پیہر خرابات کے الفاظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور ان کے حالات اور واردات کو شراب و نغمہ و دت و چنگ وغیرہ کے لباس میں ظاہر کرنا۔ سلوک و فقر کے مدارج و مقامات یعنی صبر و رضا۔ تسلیم و توکل و قناعت کو نئے نئے عنوان و اسلوب سے بیان کرنا۔ محاسب اور زاہد و فقیہ اور ایسے لوگوں پر جو مذہب کے رو سے محل ادب ہیں۔ طعن و تہلیل کرنی اور غیر متشرع اور آزاد لوگ جو از روئے مذہب قابل توہین و مذمت ہیں۔ ان کی خوبی ظاہر کرنی۔ دنیا کی بے ثباتی اور انقلاب کو طرح طرح سے جتاننا۔ ناہنجوں کی نصیحت سے نفرت اور رسوائی و بدنامی کی رغبت ظاہر کرنی۔ عقل و دانش کی جا بجا توہین۔ اور عشق مجازی کو عشق حقیقی کا زینہ قرار دے کہ آپس کی تعریف کرنی۔ ساقی و مطرب کو بار بار پکارنا۔ اور ان سے شراب و نغمہ کا اس لئے طلب گار ہونا کہ دنیا کے تعلقات سے انقطاع میسر آئے۔ باد صبا اور نسیم حسری اور بوس گل کو اکثر مخاطب کرنا اور ان کو قاصد اور پیغامبر ٹھہرا کر اپنی آرزوئیں اور مرادیں اور حسرتیں ان سے بیان کرنی وغیرہ وغیرہ یہ تمام عنوان



ہر شخص کو مرغوب ہوتے ہیں۔ اس لئے عشق حقیقی کی واردات اور  
کیفیات کو ان عنوانات کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔ تاکہ بیان زیادہ  
دل آویز ہو جائے۔ حضرت مولانا درویش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں  
خوشتر آں باشد کہ سر دلہاں گفتہ آید در حدیث دیگران  
شیخ کے بعد اول امیر خسرو دہلوی اور میر حسن دہلوی نے اس  
خصوصیت میں شیخ کا نسخہ کیا ہے۔ ان کے بعد خواجہ حافظ شیرازی نے  
بھی غزل کی بنیاد زیادہ تر انہیں خیالات پر رکھی ہے۔ مگر ان میں  
سے تصوف و دنیا کی بے ثباتی، اہل ظاہر پر غور و تعمیری و غیر بعض  
مضامین ایسے ہیں جن کو خواجہ حافظ نے ایسی رونق دی ہے کہ  
انہیں کا حصہ ہو گئے ہیں۔



## استخواب از غزلیات سعدی

ای که انکار کنی عالم درویشان را  
 کج از او کی و کج قناعت بلکه هست  
 طالب مستسپ نهانی کند صاحب عقل  
 جمع کرد و نهاده و بجز سریت رفتند  
 آن بدری رو و از بلغ به دلنگی و دلخ  
 و تنگای سپید که تشویش قیامت باشد  
 جان بر بخت سنان ملک الموت به زجر  
 چشم هست نه بدنی که به عشق نه بود  
 در ازل بود که بمان محبت بستند  
 عاشق سوخته به سهر و سال دوم  
 نفس سهر و آرد و ضعیف از سهر و  
 پند و بلند و در گوش من آید بهیات  
 سعدیا عمر عزیز است بغضات گذار  
 وقت فرصت نه شود قوت مکرناواں را  
 مشتاقی و صبورری از حد گذشت یارا  
 گریه شکیب داری طاقت ماندن را

تو چه دانی که چه سود او سر است ایشان را  
 که بیشتر سپهر نه شود سلطان را  
 عاقل است که اندیشه کند پایا را  
 وین چه داد که بجز سریت گذارد آن را  
 وین بیازوی فرج می شکند زندان را  
 مرغ آبی است چه اندیشه کند طوفان را  
 نه جرح حاجت نه بود عاشق جان ایشان را  
 عادت عاشق شود دیده سمرگردان را  
 نشکند هر دگرش سر برود بهمان را  
 گفتم ای یار مکن در سرفکات جان را  
 گفت مگذار من به سهر و سالها را  
 من که برود و حبه بهیم چه نفهم از فال را

بارے بجٹیم احساں در حال من نظر کن  
سلطان کہ خشم گیر دیرینگان حضرت  
من سے تو زندگی خود را نمی پسندم  
چوں نشسته جان سپردم آنکه چه زود دارد  
حال نیاز مندی در وصف نمی نیاید  
باز آ و جان شیریں از من ستان بخدایت  
یارپ تو آشنایا مملکت ده وسلامت  
چند آنکه باز بنشیند ویدار آشنایا

سعدی قلم سنجی رفت است و نیک سنجی  
بہمہ چیش آید کہ دن بہ قضایا

آفتابم بہر کہے کسے افتاد است  
خیر ما بہر سائید بحر خان چمن  
پہ دلارام بگو اے نفس باد سحر  
پایے بندے تو تحمل چه کند گر کند  
ہنمہ کس عزم ہوس با خلق مانگند  
سعدی حال پر آئندہ کہے آں داند  
کہ ہمہ عمر بچو گان کسے افتادہ است

آں را کہ جہے نیست ہمہ شہر جہے است  
بے خاندان کہ بیچ نثار و بچہ خداے  
مرد خدا بہ شرق و مغرب غریب نیست  
درویش مگر کجا کہ شب آید سحرے است  
اور اگر دانا کوئے کہ سلطان گدے است  
ہر جا کہ میر و دہم ملک خداے است

آن گز تو انگری و دزدگی و خواجگی  
کو تا بهمتاں همه راحت طلب کنند  
بگذارد هر چه داری و بگذرد که مانج نیست  
هر آدی که گشته ز غمش شیرین گشت

بیگانه شد هر که رسد آشنای دوست  
عارف بلا که راحت او و بلاست دوست  
ایں پنج روز عمر که مرگ از قفای دوست  
گو غم مخور که ملک ابد تو بنمای دوست

از دست دوست هر چه ستانی شکر بود  
سعدی رضای تو و طلب تا رضای دوست

نظر خدایه بینان ز سر بهوا نیا شد  
همه وقت عارفان را نظر است دیگران را  
پیشیم صبح باید که بیار زنده گردد  
اگر ت کسایتی هست که زنده دل گیری  
بکسی مگر که ظلمت بزود اید از وجودت  
تو خود از گدازم شهری به که ز دوستان نپری  
اگر تو تو خوں بریزی بقیامتت نگیرم

سفر نیاز مندال ز سر خطا نیا شد  
نظر معات دارند و دوم روان نیا شد  
که چهارم و دکان را خبر از چپ نیا شد  
بجای تے او فتادی که دگر فنا نیا شد  
نه کسی نعوذ یا بتد که در و صف نیا شد  
مگر اندراں ولایت که توئی وفا نیا شد  
که میان دوستان این همه ماجرا نیا شد

تو گمان مبر که سعدی ز خطا ملول گردد  
که گزیش بے جنایت بکشی جفا نیا شد

شب عاشقان بیدل چو شب و راز باشد  
عجب است اگر تو غم که سفر کنم ز کویت  
تو بیا که اول شب در صبح باز باشد  
که محبت صادق آشت که پاک باز باشد  
یہ کجا رود کبوتر که اسیر پانم باشد  
که دعای در و مندال ز سر نیاز باشد  
بکر شمع عنایت نظر بسوی ما کن

سخن که نیست طاقت که ز خویشتن بوشم  
بکدام دوست که گویم که محل راز باشد  
نه چنین قیاس کردم چو دوست می گرفتیم  
که شننا و حمد گویم و جفا و ناز باشد  
و گزشت چو یار بینی غم دل نکو سعادتی  
که شب وصال گویم سخن دراز باشد  
آقده که برگزفتی بوفاد و عهد یاراں

اگر از یار با برسی قدم مجاز باشد

یاراں بود که صبر کند بر جفاے یار  
تو کز رضاے خویش کند در رضاے یار  
گرچه نگارے عاشق صادق سندی تیغ  
باین خطاے تویش نه بدین خطاے یار  
یار از برائے نفس که فتن طریقی نیست  
بالفحش خویشتن بکشم از برائے یار  
یار را شنیده ام که بیایاں گرفته اند  
بے طاقت از ملامت خلق و خطاے یار  
من سمر نمی نهم مگر آسجی که پاس یار  
من رومی روم مگر آسجی که کوکے دوست  
گفتی بوداے بلن در ایام گل خوش است  
مارا پدر نمی رود از سر هواسے یار  
بستاناں بے مقابله دیدن مجاهده است  
ایسے یار اگر بگشتن روهانیاں رومی  
مارا درو عشقی از باس حدیث نیست  
هم پیش یار گفته شود ماجراے یار

هر کس میان جمع و سعدی بگوشه

برنگاؤ باشد از همه خلق آشناسے یار

سایه تپاے ده که دارد دلش میانه ایم  
با خراباے آشنایان و خیر و بد بیکانه ایم  
خویشتن میگویم و جفا ایسه نه دشم وار  
هر کجا در مجلس شمع است و ناپرواانه ایم  
اول دانش یاد دین گفتار یا کاکه نیست  
عاشقان را که زیاں دارد که دلیله ایم

خلاق می گویند چاه فضل و رفعت زنگی است  
گو میباش اینها که مارندان نافرمانه ایم  
از بیابان هدم وی آمد و فریاد شده  
کسرا از عیشی یک آتش کاندری که شانه ایم

سعدیاگر باده صافیت باید باز گو  
ساقیا نه ده که مادر وی کش میخانه ایم

سالمادریه مقصود بچای گرده کم  
دوست در خانه و ماگرد و چال گرویدیم  
تجدید سرایه قدرش ز مکال بیرون بود  
آنکه ماور طلیش کون و مکال گرویدیم  
گفته بودیم بختی که در گریه میخیزیم  
ساقیا باده بختی سر آں گرویدیم  
سعدیا لشکر خویاں بشکار دلی ما

گو میباش که ما صید قلال گرویدیم  
کسرا سکر ناله میزد و زود و عیاران  
بگزار تا بگریم چو لاله بر بزاران  
تا به شتر به بند و محمل بر دینان  
با ساربان بگویند احوال آسب چشمم  
دانه که میخیزد با شتر قطع امیداران  
بهر که شتر اسب فرقت روز سه چشمه باشد  
گر یاباں چو در قیامت چشمه گناهان  
بگزار شتر ما را در دیده آسب چشمه  
اندوه دل که گاهه آسب چشمه گناهان  
چندین که به شتر و هم از ما چار آسب چشمه  
از آسب چشمه گناهان آسب چشمه گناهان  
استدیدی بر روزگار آسب چشمه گناهان

بهرول نمی توان کرد الا بر روزگار

خواران راستی یا شتر خواران در دینان  
بشد گریه داری سر به دریا و در دینان  
گرفت آسب یا بیک که نور حق دران  
نه دین و نه سر به دینان

که آن خلاقان گرداگرد بر بالای درویشان  
وگر خود جنه الما دای بودا دای درویشان  
و دیگر نیمه بس باشد تن تنهای درویشان  
که که خود بر پیش آری بود علوای درویشان  
کجا با نیمه شغل بود پروای درویشان  
هر آن معنی که آید در دل داناای درویشان  
دوئی هرگز نباشد در دل یکتای درویشان

سزای و سیم دزد در بازو عقل و دین و دل سعدی

حرلیت ایلست اگر داری سر سودای درویشان

چاکرم گم بقهر می رانی  
که تو صورت بکس نمی دانی  
و تو مارا هیچ بستانی  
به تو گویم که هم تو درانی  
که تو خود در دلی و می دانی  
که طبیعت عنان بگردانی  
پنجه با مالکن که متوانی  
پای بند هواست نفسانی  
پاک بینا بصرع میزدانی  
تارقال را سماع روحانی

قبا بر قدر سلطان چنان دیبائی آید  
بما و اسرف و آرنده درویشان معاذ اللہ  
گرازی یک نیمه رو آرد سپاه مشرق و مغرب  
کسے آزار درویشان تواند جست لاد اللہ  
توزد داری و سرداری و سیم و سود سر پای  
که حق جویند و حق دانند و حق بینند و حق خوانند  
دو عالم حبسیت و تادیه چشم ایشان خیمت دارد

بنده ام گر بلطف می خوانی  
کس نشاید که بر تو بگزینم  
نه دهمیت بهر چه در عالم  
گفتم این درد عشق نبیا را  
با گفتم چه حاجت است بقول  
نفس را عقل تربیت می کرد  
عشق دانی چه گفت تقوی را  
چه خبر دارد از حقیقت عشق  
خود پرستای نظر به شخص کنند  
شب قدری بود که دست دهد

رقص رفته مسلم است ترا      کما سنیت بر دو عالم افشانی  
 قصه عشق را نهایت نیست      صبر بپیداد درد پنهانی  
 سعدیادید این حدیث ملکوت      تا نگویند قصه می خوانی

تو خود بصحبت امثال ما پیروازی      نظر بحال پیریشان مانده نازی  
 وصال ما و شما دیر متفق گردد      که من اسیر نیازم تو صاحب نازی  
 گویا به صید ملخ همتت فرود آید      بدین صفت که تو باز بلند پروازی  
 برآستی که نه همباز تو بودم من      تو شوخ دیده گس بین که می کند بازی  
 ز دست ترک خطائی کس جفا چندی      نمی برد که من از دست ترک نیش بازی  
 و گم هلاک منت در غرورست با که نیست      قلیل عشق شهید است و قاتلش غازی  
 کدام سنگدل است آنکه عیب من گوید      اگر آفتاب به بینی چو موم بگدازی  
 پیسرت نه شود عاشقی و مستوری      که عاقبت بکند رنگ وردی غازی  
 چه جرم رفت که با ما سخن نمی گوی      چه دشمنی تو که با دوستان نمی سازی  
 من از شراق تو بیچاره سیل می بام      مثال ای بر بهار تو خیل می سازی  
 هنوز با همه بدعهدیت دعا گویم      که که بقهر برانی به لطف نوازی  
 تو بهیچ صاحب دیوان مکن که سعدی را      بیگ ره از نظر خویشتن میندازی

یارب از ما چه فلاح آید گر تو نه یزیری      بخداوندی و لطفت که نظر باز نگیری  
 زرد پنهان بنو گویم که خداوند کریمی      یا نگویم که تو خود واقف اسرار ضمیری



گر برانی بگناہان قبیح از در خویشم  
 در بنومیدی ازین در برودندۀ عاجز  
 دست در دامن عنایت زدم و پاک تدارم  
 خالق خلق و نگارندۀ ایوان رفیع  
 حاجت موری و اندیشۀ کمتر جوانان  
 گمراہی خلق بہ خصمی بدر آید یک را  
 ہمہ را ملک عجا است بزرگی و امیری

سعدیامن ملک الملک غنی ام توقیری

چارہ درویشی و عجز است گدائی و فقری

تو از ہر در کہ باز آئی بدین خوبی و رعنائی  
 ملاحت گوے بجای اصل ترنج از دست فقہان  
 چون بیل روی بگل بنید زبانش در حدیث آید  
 تو صاحب نصیبی از حال درویشان نیندیشی  
 گمان از تشنگی بروم کہ دریا تا کہ باشد  
 تو خواهی آستین افشان دخواہی از در ہم کش

قیامت می کنی سعدی بدین شیرین سخن گفتن

مسلم نیست طوطی را پیش تو شکر خانی

سر و سینا با صحرای می روی  
 گری تماشا می کنی در خود مگر  
 نیک بدر عہدی کہ بے مای روی  
 کے بخوشتن زین تماشا می روی

می نوازی بنده را یا می کشی      می نشینی یک نفس یا می روی  
 ما خود اندر قید فرمان تو ایم      تو کجا دیگر به یغما می روی  
 جان نخواهد بردن از تو بیج دل      شهر بگرفتی به صحرای روی  
 گر قدم بر چشم من خواهی نمود      دیده برره می نمی تاملی روی

و دیده سعدی و دل همراه تست

تا ز پنداری که تنما می روی

اگرم حیات بخشی و گرم ممت خواهی      سر بندگی بکسرت بنعم که پادشاهی  
 من اگر هزار خدمت بکنم گنا پرگارم      تو اگر هزار چو من بخشی که بی گناهی  
 به کس نمی توانم که شکایتت بگویم      همه جانب تو خواهند توان کنی خواهی  
 تو با قتاب مانی به کمال حسن طلعت      که نظرمی تواند که به بدیدت کسای  
 من اگر چه چنانکه نمی ست نظر بدین کرد      همه عمر تو به گرم که ز کردم از منای  
 بخدا که اگر بدروم بخشی که بر نگردم      کس از تو چو گریز که تو اش گریز گاهی  
 منم آن نگار و حشی که در آینه رایت      به شب بخت مسکین و بختت مرغ ماهی  
 و اگر این شب درازت بگذرد از رویت      نه عجب که زنده گرم به نسیم صبح گاهی  
 غم عشق اگر بگذشم که ز دوستاں بپوشم      سخنان سوز ناکم بدید بر و گواهی

خضری چونک سعدی همه روز در سیاحت

نه عجب که آب حیوان بدر آمد از سیاهی

بسیار سفر باید تا به سجده نشود خامی      صوفی نشود صافی تا در مکشد جامی  
 گر پیر مناجاتی در رند خراباتی      هر یک قلعه رفته است بروی لشکر حاجی

فردا که خالوتج را دیوان جزا باشد  
هر کس علی دارد ماکوش بر انعام  
اے نبیل اگر نالی من با تو ہم آوازم  
تو عشق گلے داری من عشق گل اندام  
اے درد دل ریش من مہر چرواہا در تن  
آخر زود جاگوئی یا دآر بد ششنام  
باشند کہ تو خود روزے از ما خبرے برسی  
در نہ کہ برو ہیماں از ما بہ تو پیغامے

ستندی بلب در باد روانہ کجا یابی ؟  
در کام ننگان زدگر می طبعی کاے

بر روز بادی بزد از بوستان گلے  
مجرع می کند دل مسکین بلبے  
رو نیست ماہ پیکر و موی است مشکبوی  
ہر لالہ کہ می دید از خاک و سنبلی  
بالاے خاک پیچ عمارت نگردہ اند  
کزوے بدروز و دنیاں نہایت تجوی  
مگر وہ طلعی مست جہان فریب ناگ  
ہر بامداد کردہ بہ نشوخی بختے  
وی بوستان خرم و صحراے لالہ زار  
از بانگ مرغ در چین افتادہ غلغلے  
وامروز خار ہلے مغیلاں کشیدہ تیغ  
گوئی کہ خود نبود دریں بوستان گلے

دنیا پلے است رگزد رواں آخرت  
اہل تمیز خانہ نمکسردہ پلے



## رباعیات

رباعی کو فارسی میں **تہرانہ** اور **دویتی** کہتے ہیں۔ اس کا موجد رودکی ہے۔ رباعی کے چار مصرع ہوتے ہیں۔ ہر مصرعہ کا قافیہ اور وزن یکساں ہوتا ہے۔ لیکن اگر تیسرے مصرع میں قافیہ نہ ہو تو کوئی عیب نہیں ہے۔ رباعی کا دوسرا شعر پہلے سے بہتر ہونا چاہئے۔

## حالات ابو سعید

ابو سعید فضل اللہ ابن ابوالخیر **رحمۃ اللہ علیہ** میں موضع متہ میں کہ خراسان میں ایک گاؤں ہے پیدا ہوئے۔ شیخ ابو الفضل اور شیخ ابو العباس کی صحبت سے بہت بڑے عارف کامل ہو گئے۔ جذب کی حالت میں جب کوئی خیال آتا تو رباعی میں اُس کو ظاہر فرماتے۔ حاضرین اُس کو اپنی ہماؤں میں لکھ لیتے۔ سنہ ۳۷۵ھ میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی تشریف لے گئے۔

## انتخاب رباعیات

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ      گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ  
ایں درگہ مادر گہ نو میدی نیست      صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

رباعی ۲  
از بار گنہ شد تن مسکینم پست      یارب چہ شود اگر مرا گیری دست

گر در علم آنچه ترا شاید نیست اندر کرم است آنچه مرا باید هست

رباعی ۳

مردان خدا ز خاکدان و گره اند مرغان هوا ز آستان و گره اند  
منگر توالدین چشم بدیشان کایشان فاسخ ز دو کول و در مکان و گره اند

رباعی ۴

با علم اگر عمل برابر گردد کام و دهران ترا میسر گردد  
مغرور مشو بخود که خواندی دروغ زان روز حذر کن که ورق برگردد

رباعی ۵

در خای خود نشسته بودم دلش وز بار گنه فکند بودم سر پیش  
آواز آمد که غم مخور اسے درویش تو در خور خود گنی و مادر خور خویش

رباعی ۶

هرگز نبود شکست کس مقصودم آزرده نقد زمن وے تا بودم  
صد شکر که چشم عیب بینم کورست شادم که حسود نیستم محسودم

رباعی ۷

دارم ز خدا خواهش جنات نعیم زاهد به ثواب و من بر امید عظیم  
من دست نمی میروم او تحفه بدست تازیں در کدام خوش کند طبع کریم

رباعی ۸

اے خالق ذوالجلال اے بار خدای تا چند زوم در پیر و حجاب بجای  
یا خانه امید مرا در در بر بند یا قفل مهمات مرا در بکشای

## حالات حکیم عمر خیام

ان کا نام غیاث الدین ابوالفتح عمر و بٹ۔ ان کے باپ بایزید نیمہ وزیر تھے۔ اس لئے انھوں نے اپنا تخلص خیام رکھا۔ نیشاپور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ نیشاپور میں نظام الملک طوسی اور جن صاحب کے ساتھ تعلیم پائی۔ یہ فلسفہ میں بڑی سیما کے متحصص تھے۔ مذہبی علوم اور فن ادب و تاریخ میں اراکمن تھے۔ علوم نجوم کے بڑے ماہر تھے۔ عروضی سمرقندی ان کے شاگرد تھے۔

سائنسہ میں ان کا انتقال ہوا۔

عمر خیام نے مختلف علوم میں کتا ہیں لکھی ہیں مگر صرف ان کی رباعیاں مشہور ہوئیں جن کو ان کے مرنے کے بعد محض گوگول نے جمع کیا تھا۔ پرچہ میں اس حکیم کی چوبیس قدر ہے۔ اس کی رباعیاں سادہ بھی ہیں اور رنگین بھی۔ اور مضامین شاعری سے ہر رنگ میں اس کی رباعیاں ہیں۔ مگر مشربہ کے مضامین زیادہ ہیں۔ آمرزش گناہ۔ توبہ و استغفار۔ تصوف و اخلاق۔ عشق و محبت وغیرہ کے مضامین آ

## انتخاب رباعیات

اے دل ز زمانہ زخم احساں مطلب  
وز گردش دوران سر ساماں مطلب  
درداں طلبی درد تو آخروں گمرد  
باورد بسازد پنج درماں مطلب

رباعی ۲  
ہر کو در غم ز عقل درد دل بنگاشت  
یک خط ز عمر خویش ضائع نگذاشت

یا در طلب رضا یزداں کوشید | یا راحت خود گوید ساغر برداشت

## رباعی ۳

چندین مال و حسرت دنیا چیست | هرگز ویدی کس جاوید نیست  
این یک نفس که در تمنّ عاریت است | با عاریتی عاریتی باید نیست

## رباعی ۴

سر از همه ناگساں نمایاں باید داشت | راز از همه ابلیاں نمایاں باید داشت  
بنگر که بجان مردماں می چه کنی | چشم از همه مردماں نمایاں باید داشت

## رباعی ۵

آن به که درین زمانه کم گیری دوست | با اهل زمانه صحبت از دور نکوست  
آنکس که ترا بجهلگی تنگیه بروست | چون چشم خرد باز کنی دشمنی اوست

## رباعی ۶

با دشمن و دوست فعل نیک و نیکو است | بدی کند آنکس که تنگیش عادت اوست  
با دوست چه بد کنی شود دشمن تو | با دشمن اگر نیک کنی گمرد دوست

## رباعی ۷

پندیده و غمت اگر بمن داری گوش | از بهر خدا جامه تزویر پوش  
عقبی همه روز است و دنیا یکدم | وز بهر دلت ملک ابد را مفروش

## رباعی ۸

از بے ادبی کس بجای نرسید | در نیست ادب بهر گدای نرسید  
سر رشته ملک بادشاهی ادب است | تا بے ادبی است که جز ببادشاهی نرسید

## حالات سرمد

سرمد نہایت مشہور عارت اور صوفی تھے۔ ان کا نام سعید تھا۔  
 پہلے نصرانی خاندان ارامہ سے تھے۔ دین اسلام کے جانب ان کو بے حد  
 رغبت پیدا ہوئی۔ مسلمان ہو گئے۔ ریاضت کرتے کرتے دائرہ عرفان میں  
 آئے جہاں جاتے کثرت سے لوگ ان کے پیرو ہو جاتے۔ ان کا تمام کلام  
 معرفت اور تصوف میں ہے۔ عالمگیر کے زمانہ میں یہ ہندوستان آئے۔ دہلی پہنچے  
 تو شاہزادہ داراشکوہ کو ان سے بڑی عقیدت ہو گئی۔ یہ بات عالمگیر کو  
 ناگوار معلوم ہوئی۔ علما سے فتویٰ لیکر شاہزادہ میں ان کو قتل کرا دیا۔  
 کہتے ہیں کہ جس وقت میر غضب آپ پر تلوار لیکر سامنے آیا۔ آپ نے  
 فرمایا کہ میں تجھ پر قریان جاؤں جس صورت سے آئے میں تجھ کو اچھا ہی  
 جانتا ہوں یہ کہہ کر بیٹھے اور یہ شعر پڑھا۔  
 مشہور ہے خدا از خواب حرم چشم کفودیم دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غفودیم

## انتخاب رباعیات

یارب تو عطا کن ز قناعت شغلم عمر بیت کہ در حرص و ہوا در بزم  
 دیں یا متوال کہ در بدینا غم و آسود دیں سود و دیلا می بزم

رباعی ۲

سرمد تو ز پیچ خلق یاری مطلب از شاخ برہنہ سایہ داری مطلب



عروت از قناعت است و خواری طبع با عزت خویش پاش و یاری مطلب

رباعی ۱۲

و میا گفتم طلب که کمتر ز خس است  
پند و اراده دیدار تو زین نه تقصیر است  
خواه از آن ده ساله و نه پند است سخن  
در خانه اگر کسی است یک حرف پس است

رباعی ۱۳

این نقش شمع کار بهیچ شیطان است  
پیرسته عیان تو و نگیزه نهال است  
ابلیس خودی چرا به ابلیس روی  
در پیش نهال است تو او چیران است

رباعی ۱۴

این شهر و دیار و صحرای همه بیج  
دیدیم تمام زشت و زیبا همه بیج  
خود را بخند انگیزد و بگذارد بهر  
کس خوابش ویراند و دنیا همه بیج

رباعی ۱۵

آن کس که تمام کار جهان یابی داد  
مارا همه را با بسج پند یابی داد  
پوشاند لباس هر که را بپوشید  
بپوشید چنان را لباس عربابی داد

رباعی ۱۶

سهرنگه اختصار می باید کرد  
پس کار اندرین دو کار می باید کرد  
یا تن برضای دوست می باید داد  
یا قلع نظر نه یار می باید کرد

رباعی ۱۷

چون نقش نگین در سپاس می تواند  
چنانی که می تواند در سپاس می تواند  
از خرم عمر تو تشنه و نوشه بخیل  
پند گام در دوا سپید و رخ می تواند



ج ۳۹ گ

ف  
۸۹۱۵۰۸

DUE DATE

JAN 14 1981

۴

